فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ پنجم

فہرست مضامین ضمیمہ حصہ ہذا

منیجر کارخانہ تجارت کتب مقابل آرام باغ فریر روڈ کراچی

نور محمدی بہشتی زیور کا پانچواں حصہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اول بیچنے اور مول لینے کا بیان

مسئلہ ۱۔ جب[۱] ایک شخص نے کہا میں نے یہ چیز اتنے داموں پر بیچدی اور دوسرے نے کہا میں نے لے لی تو وہ چیز بِک گئی اور جس نے مول لیا ہے وہی اس کی مالک بن گئی۔ اب اگر وہ یہ چاہے کہ میں نہ بیچوں اپنے پاس ہی رہنے دوں۔ یا یہ چاہے کہ میں نہ خریدوں تو کچھ نہیں ہوسکتا ہے اس کو دینا پڑے گا اور اس کو لینا پڑے گا اور اس بِک جانے کو بیع کہتے ہیں۔ **مسئلہ ۲**۔ ایک[۲] نے کہا کہ میں نے یہ چیز دو پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی دوسری نے کہا مجھے منظور ہے یا یوں کہا میں اتنے داموں پر راضی ہوں اچھا میں نے لے لیا تو ان سب باتوں سے وہ چیز بِک گئی اب نہ تو بیچنے والی کو یہ اختیار رہے کہ نہ دے اور نہ لینے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ خریدے۔ لیکن یہ حکم اُس وقت ہے کہ دونوں طرف سے یہ بات چیت ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ہوئی ہو۔ اگر ایک نے کہا کہ میں نے یہ چیز چار پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی اور وہ دوسری چار پیسے کا نام سُنکر کچھ نہیں بولی اُٹھ کھڑی ہوئی یا کسی اور سے صلاح لینے چلی گئی یا کسی اور کام کو چلی گئی اور جگہ بدل گئی تب اُس نے کہا اچھا میں نے چار پیسے کو خرید لی تو ابھی وہ چیز نہیں بکی۔ ہاں اگر اس کے بعد وہ بیچنے والی کنجڑن وغیرہ یوں کہدے کہ میں نے دیدی یا یوں کہے اچھا لے لو تو البتہ بک جاوے گی۔ اسی طرح اگر وہ کنجڑن اُٹھ کھڑی ہوئی۔ یا کسی کام کو چلی گئی تب دوسری نے کہا میں نے لے لیا۔ تب بھی وہ چیز نہیں بکی۔ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ جب ایک ہی جگہ دونوں طرف سے بات چیت ہوگی تب وہ چیز بکے گی۔ **مسئلہ ۳**۔ کسی[۳] نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو دیدو اُس نے کہا میں نے دیدی اس سے بیع نہیں ہوئی البتہ اس کے بعد اگر مول لینے والی نے پھر کہدیا کہ میں نے لے لیا تو بک گئی۔ **مسئلہ ۴**۔ کسی[۴] نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو میں نے لے لی اُس نے کہا لے لو تو بیع ہوگئی۔ **مسئلہ ۵**۔ کسی[۵] نے کسی چیز کے دام چکا کر اتنے دام اس کے ہاتھ پر رکھے اور وہ چیز اُٹھا لی اور اس نے خوشی سے دام لے لئے پھر نہ تو اُس نے زبان سے کہا کہ میں نے اتنے داموں پر یہ چیز بیچی نہ اُس نے کہا میں نے خریدی تو اس لین دین ہو جانے سے بھی چیز بک جاتی ہے اور بیع درست ہو جاتی ہے۔ **مسئلہ ۶**۔ کوئی کنجڑن[۶]

[۶] قال ابو معاذ رأیت سفیان الثوری جاء الی صاحب الرمان فوضع عنده فلسا واخذ رمانة ولم یتکلم ومضی وجه الصحیح ان المعنی وهو دلالة علی التراضی یشمل الکل وهو الصحیح ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۷۸ ج ۵

[۱] البیع ینعقد بالایجاب والقبول اذا کانا بلفظی الماضی مثل ان یقول احدهما بعت والآخر اشتریت وقوله رضیت بکذا او اعطیتک بکذا او خذه بکذا فی معنی قوله بعت و اشتریت ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۳ ج ۳

[۲] واذا اوجب احد المتعاقدین البیع فالآخر بالخیار ان شاء قبل فی المجلس وان شاء رده هذا خیار القبول وایهما قام عن المجلس قبل القبول بطل الایجاب اذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منهما الا من عیب او عدم رویة ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳ ج ۳

[۳] البیع فاذا قال بعنیه بالف فقال بعتک لا ینعقد حتی یقول الاول اشتریته ونحوه وهذا ونحوه فیما قال الطحاوی انه ینعقد بثلاثة الفاظ ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۷۵ ج ۵

[۴] اتبیعنی عبدک بالف فقال نعم فقال اخذته فهو بیع لازم ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۷۵ ج ۵

[۵] (قال المشتری) اشتریته منک بالف فقال (البائع) نعم او هاتِ الثمن انعقد ۱۲ فتح القدیر ج ۵

[۵۵] والمعنی هو المعتبر فی هذه العقود ولهذا ینعقد بالتعاطی فی النفیس والخسیس لتحقق المراضاة ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۷۶ ج ۵

امرود بیچنے آئی بے پوچھے گچھے بڑے بڑے چار امرود اس کی ٹوکری سے نکالے اور ایک پیسہ اُس کے ہاتھ پر رکھدیا اور اُس نے خوشی سے پیسہ لے لیا تو بیع ہو گئی چاہے زبان سے کسی نے کچھ کہا ہو چاہے نہ کہا ہو **مسئلہ** کسی[1] نے موتیوں کی ایک لڑی کو کہا یہ لڑی دس پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی۔ اس پر خریدنے والی نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے لے لیے یا یوں کہا آدھے موتی میں نے خرید لئے تو جب تک وہ بیچنے والا اس پر راضی نہ ہو بیع نہیں ہوگی کیونکہ اس نے تو پوری لڑی کا مول کیا ہے تو جب تک وہ راضی نہ ہو لینے والے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس میں سے کچھ لیوے اور کچھ نہ لیوے اگر لیوے تو پوری لڑی لینا پڑے گی۔ ہاں البتہ اگر اس نے یہ کہدیا ہو کہ ہر موتی ایک ایک پیسے کو اس پر اس نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے خریدے تو پانچ موتی بک گئے۔ **مسئلہ** کسی[2] کے پاس چار چیزیں ہیں۔ بجلی، بالی، بُندے، ٹیکے اس نے کہا یہ سب میں نے چار آنہ کو بیچا تو بے اس کی منظوری کے یہ اختیار نہیں ہے کہ بعضی چیزیں لیوے اور بعضی چھوڑ دے کیونکہ وہ سب کو ساتھ ملا کر بیچنا چاہتی ہے ہاں البتہ اگر ہر چیز کی قیمت الگ الگ بتلا دے تو اس میں سے ایک آدھ چیز بھی خرید سکتی ہے۔ **مسئلہ** بیچنے اور مول لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جو سودا خریدے ہر طرح سے اس کو صاف کرلے کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھے جس سے جھگڑا بکھیڑا پڑے۔ اسی طرح قیمت بھی صاف صاف مقرر اور طے ہو جانا چاہیے۔ اگر دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی طرح معلوم اور طے نہ ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی۔ **مسئلہ** کسی نے روپے کی یا پیسے کی کوئی چیز خریدی اب وہ کہتی ہے پہلے تم روپیہ دو تب میں چیز دوں گی اور یہ کہتی ہے پہلے تو چیز دیدے تب میں روپیہ دوں۔ تو پہلے اُس سے دام دلوائے جاویں گے جب یہ دام دیدے تب اُس سے وہ چیز دلوا دیں گے دام کے وصول پانے تک اس چیز کے نہ دینے کا اس کو اختیار ہے اور اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہے مثلاً دونوں طرف دام ہیں یا دونوں طرف سودا ہے۔ جیسے روپے کے پیسے لینے لگیں یا کپڑے کے بدلے کپڑا لینے لگیں اور دونوں میں یہی جھگڑا آن پڑے تو دونوں سے کہا جاوے گا کہ تم اس کے ہاتھ پر رکھو اور وہ تمہارے ہاتھ پر رکھے۔

باب	قیمت کے معلوم ہونے کا بیان	دوم

مسئلہ ۱ کسی[3] نے مٹھی بند کر کے کہا کہ جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کو فلانی چیز دیدو اور معلوم نہیں کہ

[3] منک ہذین العبدین اشتریت ہذا بالف و اشتریت ہذا بالف کذا فی موضع و فی موضع ان یقول بعتک ہذین بعتک ہذا بالف و ہذا بالفین ۱۲ فتح القدیر ص۔ [4] البیع الا بمعرفۃ قدر المبیع و الثمن و وصف الثمن اذا کان کل منہما غیر مشار الیہ اما المشار الیہ فغیر محتاج الیہ لان التسلیم التسلم واجب بالعقد فہذہ الجہالۃ مفضیۃ الی المنازعۃ فیمتنع التسلیم و التسلم و کل جہالۃ ہذہ صفتہا تمنع الجواز اطلق فی معرفۃ القدر فشمل المبیع و الثمن فلا بد من معرفۃ القدر فیہما ۱۲ بحر ص ۲۹۵ ج ۵ [5] و من باع سلعۃ بثمن قیل للمشتری ادفع الثمن اولا و من باع سلعۃ بسلعۃ او ثمنا بثمن قیل لہما سلما معا ۱۲ ہدایہ ص ۱۰ ج ۳ [6] و الا عواض المشار الیہا لا یحتاج الی معرفۃ مقدارہا فی جواز البیع لان بالاشارۃ کفایۃ فی التعریف و جہالۃ الوصف فیہ لا تفضی الی المنازعۃ و الاثمان المطلقۃ لا تصح الا ان تکون معروفۃ القدر و الصفۃ لان التسلیم و التسلم واجب بالعقد و ہذہ الجہالۃ مفضیۃ الی المنازعۃ فیمتنع التسلیم و التسلم و کل جہالۃ ہذہ صفتہا تمنع الجواز ۱۲ فتح القدیر ص ۸۲ ج ۵ بخلاف ما لو اشتری بوزن ہذا الحجر ذہبا فانہ لیس عوضا مشارا الیہ فان المشار الیہ الحجر و لا یعلم قدر جرم ما یوزن بہ من الذہب۔

[1] و اذا اوجب احد المتعاقدین البیع فالآخر بالخیار ان شاء قبل فی المجلس و ان شاء رد و ہذا خیار القبول و لیس لہ ان یقبل فی بعض المبیع و لا ان یقبل المشتری ببعض الثمن لعدم رضا الآخر بتفرق الصفقۃ فمعناہ فی البائع انہ اذا اوجب المشتری البیع بان قال اشتریت ہذہ الاثواب او ہذا الثوب بعشرۃ فلیس للبائع ان یقبل فی بعض المبیع من اثواب او الثوب لعدم رضا الآخر بتفرق الصفقۃ و اما فی المشتری فمعناہ اذا اوجب البائع البیع فلیس للمشتری ان یقبل فی بعضہ اذ قد یتضرر بتفرق الصفقۃ الا اذا بین ثمن کل واحد لانہ صفقات معنی ۱۲ فتح القدیر بحذف ص ۷۹ ج ۵ و المجلۃ ص ۲۵ ج ۲

[2] فلو کان بین کل منہما فلا یخلو اما ان یکون بلا تکرار لفظ البیع او بتکرارہ ففیما اذا کررہ فالاتفاق علی انہ صفقتان فاذا قبل فی احدہما یصح مثل ان یقول بعتک ہذین العبدین بعتک ہذا بالف و بعتک ہذا بالف و اشتریت

ہاتھ میں کیا ہے روپیہ ہے یا پیسہ ہے یا اشرفی ہے اور ایک ہے یا دو تو ایسی بیع درست نہیں **مسئلہ ۲** کسی شہر میں دو قسم کے پیسے چلتے ہیں تو یہ بھی بتلا دیوے کہ فلانے پیسہ کے بدلہ میں یہ چیز لیتی ہوں اگر کسی نے یہ نہیں بتلایا فقط اتنا ہی کہا کہ میں نے یہ چیز ایک پیسہ کو بیچی۔ اس نے کہا میں نے لے لی تو دیکھو کہ وہاں کس پیسہ کا زیادہ رواج ہے۔ جس پیسہ کا رواج زیادہ ہو وہی پیسہ دینا پڑے گا۔ اور اگر دونوں کا رواج برابر برابر ہو تو بیع درست نہیں رہی بلکہ فاسد اور خراب ہو گئی **مسئلہ ۳** کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں اور اس نے مٹھی کھول کر دکھلا دیا کہ اتنے پیسوں کی یہ چیز دیدو۔ اور اس نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لئے اور وہ چیز دیدی لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ کے آنے ہاتھ میں ہیں تب بھی بیع درست ہے۔ اسی طرح اگر پیسوں کی ڈھیری سامنے بچھونے پر رکھی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بیچنے والی اتنے داموں کو چیز بیچ ڈالے اور یہ جانے کہ کتنے آنے ہیں تو بیع درست ہے۔ غرضکہ جب اپنی آنکھ سے دیکھ لیوے کہ اتنے پیسے ہیں تو ایسے وقت اسکی مقدار بتلانا ضروری نہیں ہے اور اگر اس نے آنکھ سے نہیں دیکھا ہے تو ایسے وقت مقدار کا بتلانا ضروری ہے جیسے یوں کہے دس آنہ کو ہم نے یہ چیز لی اگر اس صورت میں اسکی مقدار مقرر و معین نہیں کی تو بیع فاسد ہو گئی **مسئلہ ۴** کسی نے یوں کہا آپ یہ چیز لے لیویں قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے جو دام ہوں گے آپ سے واجبی[یعنی مناسب ۱۲] لے لئے جاویں گے۔ میں بھلا آپ سے زیادہ لوں گی یا یہ کہا کہ آپ یہ چیز لے لیویں میں اپنے گھر پوچھکر جو کچھ قیمت ہو گی پھر بتلا دوں گی یا یوں کہا اسی میل کی یہ چیز فلانی نے لی ہے جو دام انھوں نے دیئے ہیں وہی دام آپ بھی دیدیجئے یا اس طرح کہا کہ جو آپ کا جی چاہے دیدیجئے گا میں ہرگز انکار نہ کروں گی جو کچھ دیدو گی لے لوں گی یا اس طرح کہا بازار سے پوچھوا لو جو اس کی قیمت ہو وہ دیدینا۔ یا یوں کہا فلانی کو دکھلا لو جو قیمت وہ کہدیں تم دیدینا تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ البتہ اگر اسی جگہ قیمت صاف معلوم ہو گئی اور جس گنجلک کی وجہ سے بیع فاسد ہوئی تھی وہ گنجلک جاتی رہی تو بیع درست ہو جاوے گی۔ اور اگر جگہ بدل جانے کے بعد معاملہ صاف ہوا تو پہلی بیع فاسد رہی۔ البتہ اس صاف ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے بیع کر سکتی ہیں **مسئلہ ۵** کوئی دوکاندار مقرر ہے جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے اس کی دوکان سے آجاتی ہے آج سیر بھر شکر منگا لیں کل دو سیر کتھ[کتھا ۱۲] آ گیا کسی دن پاؤ بھر ناریل وغیرہ لے لیا اور قیمت کچھ نہیں پوچھوائی اور یوں سمجھی کہ جب حساب ہوگا تو جو کچھ نکلے گا دیدیا جاوے گا یہ درست ہے۔ اسی طرح عطار کی دوکان سے دوا کا نسخہ بندھوا منگایا اور قیمت نہیں دریافت کی اور یہ خیال کیا کہ تندرست ہونے کے بعد جو کچھ دام ہوں گے دیدیئے جاویں گے یہ بھی درست ہے **مسئلہ ۶** کسی کے ہاتھ میں ایک روپیہ یا پیسہ ہے اس نے کہا کہ اس روپیہ کی یہ چیز ہم نے لی۔ تو اختیار ہے چاہے وہی روپیہ دیوے چاہے اس کے بدلے کوئی اور روپیہ دیوے مگر وہ دوسرا بھی کھوٹا نہ ہو۔

ح یعنی اذا کانا متحدی المالیۃ ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۲۳۳ والجلہ صفحہ ۳۶ ۔ ۵ دیکھو حاشیہ نمبر ۵ صفحہ ۳ ۱۲

سلہ ومن اطلق الثمن فی البیع کان علی غالب نقد البلد فان کانت النقود مختلفۃ فالبیع فاسد الا ان یبین احدہا ۱۲ ہدایہ صفحہ ۔ سلہ المشار الیہ مبیعا کان او ثمنا لا یحتاج الی معرفۃ قدرہ ووصفہ فلو قال بعتک ہذہ الصبرۃ من الحنطۃ او ہذہ الکورجۃ من الارز والشاشات وہی مجہولۃ العدد بہذہ الدراہم التی فی یدک وہی مرئیۃ فقبل جاز ولزم لان الباقی جہالۃ الوصف یعنی القدر وہو لا یضر اذ لا یمنع من التسلیم والتسلم ۱۲ بحر صفحہ ۲۹۷ ج ۵ و فتح القدیر صفحہ ۸۲ ج ۵ ۔ سلہ ما یستجرہ الانسان من البیاع اذا حاسبہ علی اثمانہا بعد استہلاکہا جاز استحسانا ۱۲ رد المحتار صفحہ ۱۸ ج ۴ وما تسامحوا فیہ واخرجوہ عن ہذہ القاعدۃ ما فی القنیۃ الاشیاء التی توخذ من البیاع علی وجہ الخرج کما ہو العادۃ من غیر بیع کالعدس والملح والزیت ونحوہا ثم اشتراہا بعد ما انعدمت صح ۱۲ رد المحتار صفحہ ۱۰ ج ۴ ۔ سلہ لو اراہ درہما اشتری بہ فیاعہ ثم حبسہ واعطاہ درہما آخر جاز ۱۲

مسئلہ کسی نے[1] ایک روپیہ کو کچھ خریدا تو اختیار ہے چاہے روپیہ دیدے چاہے دو اٹھنی دیدے اور چاہے چار چونی دیدے اور چاہے آٹھ دونی دیدیوے بیچنے والی اس کے لینے سے انکار نہیں کر سکتی ہاں اگر ایک روپے کے پیسے دیوے تو بیچنے والی کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اگر وہ پیسے لینے پر راضی نہ ہو تو روپیہ ہی دینا پڑے گا۔ **مسئلہ** کسی نے[2] کوئی قلمدان یا صندوقچہ بیچا تو اس کی کنجی بھی بک گئی کنجی کے دام الگ نہیں لے سکتی اور نہ کنجی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔

باب	سودا معلوم ہونے کا بیان	سوم

مسئلہ اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے چاہے تول کے حساب سے لیوے اور یوں کہدے کہ ایک روپے کے بیس[3] سیر گیہوں ہم نے خریدے اور چاہے یوں ہی مول کر کے لے لیوے اور یوں کہدے کہ گیہوں کی یہ ڈھیری ہم نے ایک روپیہ کو خریدی پھر اس ڈھیری میں چاہے جتنے گیہوں نکلیں سب اسی کے ہیں **مسئلہ** کنڈے[4]، آم، امرود، نارنگی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لیوے یا ویسے ہی ڈھیر کا مول کر کے لیوے۔ اگر ایک ٹوکری کے سب آم دو آنے کو خرید لئے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بیع درست ہے اور سب آم اسی کے ہیں چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ **مسئلہ** کوئی گوشت بیر وغیرہ کوئی چیز بیچنے آئی اُس سے کہا کہ ایک پیسہ کو اس اینٹ کے برابر تولدے اور وہ بھی اس اینٹ کے برابر تول دینے پر راضی ہو گئی اور اس اینٹ کا وزن کسی کو نہیں معلوم کہ کتنی بھاری نکلے گی تو یہ بیع بھی درست ہے **مسئلہ** آم کا یا امرود نارنگی وغیرہ کا پورا ٹوکرا ایک روپیہ کو اس شرط پر خریدا کہ اس میں چار سو آم ہیں پھر جب گنے گئے تو اس میں تین سو ہی نکلے لینے والی کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اگر لیوے گی تو پورا ایک روپیہ نہ دینا پڑے گا بلکہ ایک سیکڑے کے دام کم کر کے فقط بارہ آنے دیوے اور اگر ساڑھے تین سو نکلیں تو چودہ آنے دے۔ غرضکہ جتنے آم کم ہوں اتنے دام بھی کم ہو جاویں گے اور اگر اس ٹوکرے میں چار سو سے زیادہ آم ہوں تو جتنے زیادہ ہیں وہ بیچنے والی کے ہیں اس کو چار سو سے زیادہ لینے کا حق نہیں ہے ہاں اگر پورا ٹوکرا خرید لیا اور کچھ مقرر نہیں کیا کہ اس میں کتنے آم ہیں تو جو کچھ نکلے سب اسی کا ہے چاہے کم نکلیں اور چاہے زیادہ۔ **مسئلہ** بناتی دوپٹہ

[3] اذالم تختلف قیمۃ کذلک ۱۲ رد المحتار ص۴۲ ج ۴ و فتح القدیر ص۸۶-۸۷ ج ۵ [5] و یجوز بانا بعینہ لا یعرف مقدارہ و بوزن حجر بعینہ لا یعرف مقدارہ ۱۲ فتح القدیر ص۸۶ ج ۵ [6] و من ابتاع صبرۃ طعام علی انہا مائۃ قفیز بمائۃ درہم فوجدہا اقل کان المشتری بالخیار ان شاء اخذ الموجود بحصتہ من الثمن و ان شاء فسخ البیع و ان وجدہا اکثر فالزیادۃ للبائع ۱۲ فتح القدیر ص۹۱ ج ۵ [7] و من اشتری ثوبا علی انہ عشرۃ اذرع بعشرۃ دراہم او ارضا علی انہا مائۃ ذراع بمائۃ درہم فوجدہا اقل فالمشتری بالخیار ان شاء اخذہا بجملۃ الثمن و ان شاء ترک و ان وجدہا اکثر من الذراع الذی سماہ فہو للمشتری ولا خیار للبائع ۱۲ فتح القدیر ص۹۱-۹۲ ج ۵ +

[1] النقود التی لہا اجزاء اذا جری العقد علی نوع منہا کان للمشتری ان یعطی الثمن من اجزاء ذلک النوع لکن یتبع فی ہذا الامر عرف البلدۃ والعادۃ الجاریۃ مثلا لو عقد البیع علی ریال مجیدی کان للمشتری ان یعطی من اجزائہ النصف والربع لکن نظر للعرف الجاری الآن فی دار الخلافۃ بسلانیک لیس للمشتری ان یعطی بدل الریال المجیدی من اجزائہ الصغیرۃ نعم العشر ونصفہ ۱۲ المجلۃ ص۳۶

[2] و یدخل بعنا المفاتیح فی بیع الدار و المراد بالمفاتیح الاغلاق فانہا تدخل تبعا فان المفاتیح تبع للغلق و ہو لا یدخل الا اذا کان مرکبا کالعتبۃ والکیلون والاغلاق کالقفل و مفتاحہ کالثوب الموضوع فیہا ذکر الحقوق او لا بحر ج۵ ص۲۳ و فی الدر فیدخل البناء و المفاتیح المتصلۃ اغلاقہا ۱۲ ص۱۵

[3] و یجوز بیع الطعام والحبوب مکایلۃ و مجازفۃ و ہذا اذا باعہ بخلاف جنسہ ۱۲ فتح القدیر ص۸۵-۸۶ ج۵

[4] ولیست الصبرۃ قیدا بل کل مکیل او موزون او معدود من جنس واحد

یا چکن کا دوپٹہ یا پلنگ پوش یا ازاربند وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اس میں سے کچھ پھاڑ لیویں تو نکما اور خراب ہو جاوے گا۔ اور خریدتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا تو جتنا کم نکلا ہے اس کے بدلے میں دام نہ کم ہوں گے بلکہ جتنے دام طے ہوئے ہیں وہ پورے دینا پڑیں گے۔ ہاں کم نکلنے کی وجہ سے بس اتنی رعایت کی جاوے گی کہ دونوں طرف سے پکی بیع ہو جانے پر بھی اس کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی اسی کا ہے اور اس کے بدلے میں دام کچھ زیادہ دینا نہ پڑیں گے۔

مسئلہ کسی[١] نے رات کو دو ریشمی ازاربند ایک روپے کے لئے جب صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ان میں کا سوتی ہے تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی نہ ریشمی کی نہ سوتی کی۔ اسی طرح اگر دو انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا نگ فیروزہ کا ہے پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں ہے کچھ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے اب اگر ان میں سے ایک کا یا دونوں کا لینا منظور ہو تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے

باب	اُدھار لینے کا بیان	چہارم

مسئلہ کسی[١] نے اگر کوئی سودا اُدھار خریدا تو یہ بھی درست ہے لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ کچھ مدت مقرر کر کے کہدے کہ پندرہ دن میں یا مہینے بھر میں یا چار مہینے میں تمہارے دام دیدوں گی۔ اگر کچھ مدت مقرر نہیں کی فقط اتنا کہدیا کہ ابھی دام نہیں ہیں پھر دیدوں گی۔ سو اگر یوں کہا ہے کہ میں اس شرط سے خریدتی ہوں کہ دام پھر دوں گی تو بیع فاسد ہو گئی اور اگر خریدنے کے اندر یہ شرط نہیں لگائی خرید کر کہدیا کہ دام پھر دوں گی تو کچھ ڈر نہیں اور اگر نہ خریدنے کے اندر کچھ کہا نہ خرید کر کچھ کہا تب بھی بیع درست ہو گئی۔ اور ان دونوں صورتوں میں اس چیز کے دام ابھی دینا پڑیں گے۔ ہاں اگر بیچنے والی کچھ دن کی مہلت دیدے تو اور بات ہے لیکن اگر مہلت نہ دے اور ابھی دام مانگے تو دینا پڑیں گے۔ **مسئلہ[٢]** کسی نے خریدتے وقت یوں کہا کہ فلانی چیز ہم کو دیدو جب خرچ آوے گا تب دام لے لینا یا یوں کہا جب میرا بھائی آوے گا تب دیدوں گی یا یوں کہا جب کھیتی کٹے گی تب دیدوں گی یا اس نے اس طرح کہا بی بی تم لے لو جب جی چاہے دیدینا یہ بیع فاسد ہو گئی بلکہ کچھ نہ کچھ مدت مقرر کر کے لینا چاہئے اور اگر خرید کر ایسی بات کہدی تو بیع ہو گئی اور سودے والی کو اختیار ہے کہ ابھی دام مانگ لے لیکن صرف کھیتی کٹنے کے مسئلہ میں کہ اس صورت میں کھیتی کٹنے سے پہلے نہیں مانگ سکتی۔ **مسئلہ[٣]** نقد داموں پر ایک روپے

ص فی بعید ہا ١٢ فتح القدیر ص ۸۲ ج ۵ و المجلۃ ص ۳۷ ٣ لو ذکر البیع بلا شرط ثم ذکر الشرط علی وجہ العدۃ جاز البیع ١٢ رد المحتار ص ۱۲۶ ج ۴ ٥ تاجیل الثمن الی مدۃ غیر معینۃ کامطار السمار یکون مفسد للبیع (المجلۃ ص ۳۷) واما التاجیل (ای بلا شرط) الی اجل مجہول جہالۃ متفاحشۃ کالاجل الی ھبوب الریح او مطر السماء او قدوم الحاج او قدوم شریکہ من سفرہ ونحوہا فالاجل باطل والمال حال (مرآۃ المجلۃ ص ١١٥) ولو باع مطلقا ثم اجل الثمن الی الحصاد و دیاس لا یفسد ویصح الاجل (رد المحتار ص ۳ ج ۵) الا یری انہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل ١٢ ہدایہ ص ۵ ج ۳) +

١ اشتری دارا علی ان بناءہا بالآجر فاذا ہو بلبن او ارضا علی ان شجرہا کلہا مثمر فاذا واحدۃ منہا لا تثمر او ثوبا علی انہ مصبوغ بعصفر فاذا ہو بزعفران فسد (در مختار ص ۹۳ ج ۴) قال فی الفتح واعلم انہ اذا شرط فی المبیع ما یجوز اشتراطہ ووجدہ بخلافہ فتارۃ یکون البیع فاسدا وتارۃ یستمر علی الصحۃ ویثبت للمشتری الخیار وتارۃ یستمر صحیحا ولا خیار للمشتری وہو ما اذا وجدہ خیرا مما شرطہ وضابطہ ان کان المبیع من جنس المسمی ففیہ الخیار والثیاب اجناس اعنی الہروی والاسکندری والکتان والقطن والذکر مع الانثی فی بنی آدم جنسان وفی سائر الحیوانات جنس واحد والضابط فحش التفاوت فی الاغراض وعدمہ ای ضابط اختلاف الجنس وعدمہ فحش التفاوت فی المقاصد وعدمہ ١٢ رد المحتار ص ۹۳-۹۴ ج ۴ ٢ ویجوز البیع بثمن حال ومؤجل اذا کان الاجل معلوما وانما یجوز ان یکون الاجل معلوما لان الجہالۃ فیہ مانعۃ من التسلیم الواجب بالعقد فہذا یطالبہ بہ فی قریب المدۃ وہذا یسلمہ ہ

کے بیس۲۰ سیر گیہوں بکتے ہیں مگر کسی کو اُدھار لینے کی وجہ سے اس نے روپے کے پندرہ سیر گیہوں دیئے تو یہ بیع درست ہے مگر اسی وقت معلوم ہو جانا چاہیئے کہ اُدھار مول لے گی **مسئلہ** [لہ] یہ حکم اس وقت ہے جبکہ خریدار سے اوّل پوچھ لیا ہو کہ نقد لوگے یا اُدھار۔ اگر اس نے نقد کہا تو بیس۲۰ سیر دیدیئے اور اگر اُدھار کہا تو پندرہ۱۵ سیر دیدیئے۔ اور اگر معاملہ اس طرح کیا کہ خریدار سے یوں کہا کہ اگر نقد لوگے تو ایک روپیہ کے بیس۲۰ سیر ہوں گے اور اُدھار لوگے تو پندرہ۱۵ سیر ہوں گے یہ جائز [ؔ] نہیں۔ **مسئلہ** [۵] ایک [ؔ] مہینے کے وعدے پر کوئی چیز خریدی پھر ایک مہینہ ہو چکا۔ تب کہہ سُنکر کچھ اَور مدت بڑھوالی کہ پندرہ۱۵ دن کی مہلت اور دیدو۔ تو تمہارے دام ادا کر دوں۔ اور وہ بیچنے والی بھی اس پر راضی ہو گئی تو پندرہ دن کی مہلت اور مل گئی اور اگر وہ راضی نہ ہو تو ابھی مانگ سکتی ہے **مسئلہ** [۶] جب [ؔ] اپنے پاس دام موجود ہوں تو ناحق کسی کو ٹالنا کہ آج نہیں کل آنا۔ اِس وقت نہیں اُس وقت آنا۔ ابھی روپیہ تڑوایا نہیں ہے جب تڑوایا جاوے گا تب دام ملیں گے۔ یہ سب باتیں حرام ہیں جب وہ مانگے اُسی وقت روپیہ تڑوا کر دام دیدینا چاہیئے۔ ہاں البتہ اگر اُدھار خریدا ہے تو جتنے دن کے وعدے پر خریدا ہے اُتنے دن کے بعد دینا واجب ہو گا اب وعدہ پورا ہونے کے بعد ٹالنا اور دوڑانا جائز نہیں ہے لیکن اگر سچ مچ اس کے پاس ہے ہی نہیں۔ نہ کہیں سے بندوبست کر سکتی ہے تو مجبوری ہے جب آوے اُس وقت نہ ٹالے۔

باب	پھیر دینے کی شرط کر لینے کا بیان اور اس کو شرع میں خیارِ شرط کہتے ہیں	نمبرہ

مسئلہ [۱] خریدتے [ؔ] وقت یوں کہدیا کہ ایک دن یا دو دن یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے جی چاہے گا لیں گے نہیں تو پھیر دیں گے تو یہ درست ہے جتنے دن کا اقرار کیا ہے اتنے دن تک پھیر دینے کا اختیار ہے چاہے لیوے چاہے پھیر دیوے۔ **مسئلہ** [۲] کسی [ؔ] نے کہا کہ تین دن تک مجھ کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے پھر تین دن گذر گئے اور اُس نے کچھ نہیں جواب دیا نہ وہ چیز پھیری۔ تو اب وہ چیز لینی پڑے گی۔ پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر وہ رعایت کر کے پھیر لیوے تو خیر پھیر دیوے بے رضامندی کے نہیں پھیر سکتی۔ **مسئلہ** [۳] تین [ؔ] دن سے زیادہ کی شرط کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کسی نے چار یا پانچ دن کی شرط کی تو دیکھو تین دن کے اندر اس نے کچھ جواب دیا یا نہیں۔ اگر تین دن کے اندر اس نے پھیر دیا تو بیع پھر گئی اور اگر کہدیا کہ میں نے لے لیا تو بیع درست ہو گئی اور اگر تین [ؔ] دن گذر گئے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ لیوے گی یا نہ لیوے گی تو بیع فاسد ہو گئی۔ **مسئلہ** [۴] اسی [ؔ] طرح بیچنے والی بھی کہہ سکتی ہے کہ تین دن تک مجھ کو اختیار ہے اگر چاہوں گی تو تین دن کے اندر پھیر لوں گی تو یہ بھی جائز ہے۔

[۷] وکما لا یجوز عند ابی حنیفۃ لو زاد علی ثلاثۃ ایام کذلک لا یجوز اذا اطلق ۱۲ فتح القدیر صـ۱۱۱ جـ۵ [۸] دیکھو حاشیہ نمبر ۵ صفحہ ہذا ۱۲

[لہ] شرط یہ ہے کہ اسی مجلس میں اُدھار لینا یا نقد لینا طے ہو جائے ۱۲ +

[لہ] واما البطلان فیما اذا قال بعتک بالف حالا و بالفین الی سنۃ فلجہالۃ الثمن ومن جہالۃ الاجل ما لو اباعہ بالف علی ان یؤدی الیہ الثمن فی بلد آخر ولو قال الی شہر علی ان تؤدی الثمن فی بلد آخر جاز بالف الی شہر ویبطل شرط الایفاء فی بلد آخر ۱۲ فتح القدیر صـ جـ۵ [لہ] ومن باع بثمن حال ثم اجلہ اجلا معلوما صار مؤجلا وکل دین حال اذا اجلہ صاحبہ صار مؤجلا الا القرض ۱۲ ہدایہ صـ۵۳ جـ۳ [۵۳] وعنہ (ای عن ابی ہریرۃ) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مطل الغنی ظلم ۱۲ مشکوۃ صـ۲۵۱ باب الافلاس [ہ] خیار الشرط جائز فی البیع للبائع والمشتری ولہما الخیار ثلاثۃ ایام فما دونہا ولا یجوز اکثر منہا عند ابی حنیفۃ وہو قول زفر والشافعی وقالا یجوز اذا سمی مدۃ معلومۃ ۱۲ فتح القدیر صـ۱۱۱ جـ۵ [ہ] اذا مضت مدۃ الخیار ولم یفسخ او لم یجز من لہ الخیار لزم البیع وتم ۱۲ الحجلیہ صـ۴۲ [۶] دیکھو حاشیہ نمبر ۵ صفحہ ہذا

مسئلہ ۵ خریدتے وقت کہدیا تھا کہ تین دن تک مجھے پھیر دینے کا اختیار ہے۔ پھر دوسرے دن آئی اور کہدیا کہ میں نے وہ چیز لے لی اب نہ پھیروں گی تو اب وہ اختیار جاتا رہا اب نہیں پھیر سکتی بلکہ اگر اپنے گھر ہی میں آکر کہدیا کہ میں نے یہ چیز لے لی اب نہ پھیروں گی تب بھی وہ اختیار جاتا رہا۔ اور جب بیع کا توڑنا اور پھیرنا منظور ہو تو بیچنے والی کے سامنے توڑنا چاہیئے اس کی پیٹھ پیچھے توڑنا درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۶** کسی[۲] نے کہا تین دن تک میری ماں کو اختیار ہے اگر کہے گی تو لے لوں گی نہیں تو پھیر دوں گی تو یہ بھی درست ہے۔ اب تین دن کے اندر وہ یا اس کی ماں پھیر سکتی ہیں۔ اور اگر خود وہ یا اس کی ماں کہدے کہ میں نے لے لی اب نہ پھیروں گی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ **مسئلہ ۷** دو[۳] یا تین تھان لئے اور کہا کہ تین دن تک ہم کو اختیار ہے کہ اس میں سے جو پسند ہو گا ایک تھان دس روپے کو لے لیں گے تو یہ درست ہے تین دن کے اندر اس میں سے ایک تھان پسند کر لیوے اور چار یا پانچ تھان اگر لئے اور کہا کہ اس میں سے ایک پسند کر لیں گے تو یہ بیع فاسد ہے۔ **مسئلہ ۸** کسی[۴] نے تین دن تک پھیر دینے کی شرط ٹھیرا لی تھی پھر وہ چیز اپنے گھر برتنا شروع کر دی جیسے اوڑھنے کی چیز تھی تو اوڑھنے لگی یا پہننے کی چیز تھی اس کو پہن لیا یا بچھانے کی چیز تھی اس کو بچھانے لگی تو اب پھیر دینے کا اختیار نہیں رہا۔ **مسئلہ ۹** ہاں[۵] اگر استعمال صرف دیکھنے کے واسطے ہوا ہے تو پھیر دینے کا حق ہے مثلاً سلا ہوا کرتہ یا چادر یا دری خریدی تو یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کرتہ ٹھیک بھی آتا ہے یا نہیں ایک مرتبہ پہن کر دیکھا اور فوراً اُتار دیا۔ یا چادر کی لمبائی چوڑائی اوڑھ کر دیکھی یا دری کی لمبائی چوڑائی بچھا کر دیکھی تو بھی پھیر دینے کا حق حاصل ہے۔

باب نمبر ۶	بے دیکھی ہوئی چیز کے خریدنے کا بیان	ششم

مسئلہ ۱ کسی[۱] نے کوئی چیز بے دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع درست ہے لیکن جب دیکھے تو اس کو اختیار ہے پسند ہو تو رکھے نہیں تو پھیر دیوے اگرچہ اس میں کوئی عیب بھی نہ ہو۔ اور جیسی ٹھیرائی تھی ویسی ہی ہو تب بھی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے۔ **مسئلہ ۲** کسی[۲] نے بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی تو اس بیچنے والی کو دیکھنے کے بعد پھیر لینے کا اختیار نہیں۔ دیکھنے کے بعد اختیار فقط لینے والی کو ہوتا ہے۔ **مسئلہ ۳** کوئی[۳] کنجڑن مٹر کی پھلیاں بیچنے کو لائی اس میں اوپر تو اچھی اچھی تھیں اُن کو دیکھ کر پورا ٹوکرا لے لیا لیکن نیچے خراب نکلیں تو اب بھی اس کو پھیر دینے کا اختیار ہے البتہ اگر سب پھلیاں یکساں ہوں تو تھوڑی سی پھلیاں دیکھ لینا کافی ہے چاہے سب پھلیاں دیکھے چاہے نہ دیکھے

۴ وان لبسہ لیستدفاۂ وہوان یلبسہ لدفع عادیۃ برد بطل خیارہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۴۶ جلد ۳ **۵** دیکھو حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ہذا ۱۲ **۶** شراء مالم یرہ جائز من اشتری شیئا لم یرہ فلہ الخیار اذا راٰہ ان شاء اخذہ بجمیع ثمنہ وان شاء ردہ سواء راٰہ علی الصفۃ التی وصفت لہ او علی خلافہا ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۷ جلد ۳ **۷** ومن باع مالم یرہ فلا خیار لہ ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۱۴۸ جلد ۵ **۸** اصلہ ان الغیر المرئی ان کان تبعا للمرئی فلا خیار لہ فی غیر المرئی وان کان غیر المرئی اصلا ینظر ان کانت رؤیۃ ما رأی لم تعرف حال مالم یرہ یبقی خیارہ وان کانت تعرفہ بطل خیارہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۶۳ جلد ۳ +

۱ ومن شرط لہ الخیار فلہ ان یفسخ فی مدۃ الخیار ولہ ان یجیز فان اجاز بغیر حضرۃ صاحبہ جاز وان فسخ لم یجز الا ان یکون الآخر حاضرا عند ابی حنیفۃ ومحمد وقال ابو یوسف یجوز ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۱۲۰-۱۲۲ جلد ۵ **۲** ومن اشتری شیئا وشرط الخیار لغیرہ فایہما اجاز جاز الخیار وایہما نقض انتقض ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۱۲۶ جلد ۵ **۳** ومن اشتری ثوبین علی ان یاخذ ایہما شاء بعشرۃ وہو بالخیار ثلاثۃ ایام فہو جائز وکذا الثلاثۃ فان کانت اربعۃ اثواب فالبیع فاسد ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۱۳۰ جلد ۵ **۴** اذا کان الخیار للمشتری فباعہ او اعتقہ او دبرہ او کاتبہ او رہنہ او وہبہ سلم او لم یسلم او آجرہ فہذا کلہا اجازۃ منہ لان ہذہ التصرفات تختص بالملک (عالمگیری صفحہ ۴۶ جلد ۳) ولو کان المبیع دابۃ فرکبہا المشتری والخیار لہ لینظر الی سیرہا او ثوبہا او کان ثوبا فلبسہ لینظر الی مقدارہ او کانت امۃ فاستخدمہا لینظر فذلک منہا فہو باق علی خیارہ فان ازداد فی الرکوب علی ما یعرف بہ فہو رضا وسقط خیارہ فان رکب لحاجۃ فہو رضا ص

پھیرنے کا اختیار نہ رہے گا۔ **مسئلہ ۴** امرود یا انار یا نارنگی وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی کہ سب یکساں نہیں ہوا کرتیں تو جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار رہتا ہے تھوڑے کے دیکھ لینے سے اختیار نہیں جاتا۔ **مسئلہ ۵** اگر کوئی چیز کھانے پینے کی خریدی تو اس میں فقط دیکھ لینے سے اختیار نہ جائے گا بلکہ چکھنا بھی چاہئے اگر چکھنے کے بعد ناپسند ٹھیرے تو پھیر دینے کا اختیار ہے۔ **مسئلہ ۶** بہت زمانہ ہو چکا کہ کوئی چیز دیکھی تھی اب آج اس کو خرید لیا لیکن ابھی دیکھا نہیں، پھر جب گھر لا کر دیکھا تو جیسی دیکھی تھی بالکل ویسی ہی اس کو پایا تو اب دیکھنے کے بعد پھیر دینے کا اختیار نہیں ہے ہاں اگر اتنے دنوں میں کچھ فرق ہو گیا ہو تو دیکھنے کے بعد اس کے لینے نہ لینے کا اختیار رہو گا۔

باب نمبر ۷	سودے میں عیب نکل آنے کا بیان	ہفتم

مسئلہ ۱ جب کوئی چیز بیچے تو واجب ہے جو کچھ اس میں عیب و خرابی ہو سب بتلا دیوے نہ بتلانا اور دھوکہ دیکر بیچ ڈالنا حرام ہے۔ **مسئلہ ۲** جب خرید چکی تو دیکھا اس میں کوئی عیب ہے جیسے تھان کو چوہوں نے کتر ڈالا ہے یا دوشالے میں کیڑا لگ گیا ہے یا اور کوئی عیب نکل آیا تو اب اس خریدنے والی کو اختیار ہے چاہے رکھ لے اور لے لیوے چاہے پھیر دیوے لیکن اگر رکھ لیوے تو پورے دام دینا پڑیں گے اس عیب کے عوض میں کچھ دام کاٹ لینا درست نہیں البتہ اگر دام کی کمی پر وہ بیچنے والا بھی راضی ہو جاوے تو کم کر کے دینا درست ہے۔ **مسئلہ ۳** کسی نے کوئی تھان خرید کر رکھا تھا کہ کسی لڑکے نے اس کا ایک کونا پھاڑ ڈالا یا قینچی سے کتر ڈالا اس کے بعد دیکھا کہ وہ اندر سے خراب ہے جا بجا چوہے کتر گئے ہیں تو اب اس کو نہیں پھیر سکتی کیونکہ ایک اور عیب تو اس کے گھر ہی ہو گیا ہے البتہ اس عیب کے بدلے میں جو کہ بیچنے والی کے گھر کا ہے دام کم کر دیئے جاویں لوگوں کو دکھایا جائے جو وہ تجویز کریں اتنا کم کر دو۔ **مسئلہ ۴** اسی طرح اگر کپڑا قطع کر چکی تب عیب معلوم ہوا تب بھی پھیر نہیں سکتی۔ البتہ دام کم کر دیئے جاویں گے۔ لیکن اگر بیچنے والی کہے کہ میرا قطع کیا ہوا دیدو اور اپنے سب دام لے لو میں دام کم نہیں کرتی تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے خریدنے والی انکار نہیں کر سکتی۔ اگر قطع کر کے سی بھی لیا تھا پھر عیب معلوم ہوا تو عیب کے بدلے دام کم کر دیئے جاویں گے اور بیچنے والی اس صورت میں اپنا کپڑا نہیں لے سکتی۔ اور اگر اس خریدنے والی نے وہ کپڑا بیچ ڈالا۔ یا اپنے نابالغ بچہ کے پہنانے کی نیت سے قطع کر ڈالا بشرطیکہ بالکل اس کے دے ڈالنے کی

عیب رجع بنقصانہ ولیس للبائع ان یاخذہ لان الامتناع لحق الشرع لالحقہ فان باعہ المشتری بعد مارآی العیب رجع بالنقصان لان الرد ممتنع اصلاً قبلہ فلا یکون بالبیع حابساً للمبیع وعن ہذا قلنا ان من اشتری ثوباً فقطعہ لباساً لولدہ الصغیر وخاطہ ثم اطلع علی عیب لا یرجع بالنقصان ولو کان لولد کبیر یرجع لان التملیک حصل فی الاول قبل الخیاطۃ وفی الثانی بعدہا بالتسلیم الیہ ۱۲ فتح القدیر ص ۱۶۰-۱۶۱ **ملہ** چکھنے کا اختیار سب چیزوں میں ہے جن میں چکھنے سے بائع کا نقصان نہ ہوتا ہو ایسی چیزوں میں ہے جن میں چکھنے سے بائع کا نقصان ہوتا ہو جیسے سیب، سنگترہ یا خربوزہ وغیرہ چکھنے کا اختیار نہیں ہے ۱۲ **ملہ** اگر فروخت کرنے والی بخوشی راضی ہو تو واپس لے سکتی ہے ۱۲ **ملہ** ایسے لوگوں کو دکھانا معتبر ہوگا جو اس کی قیمت سے واقفیت رکھتے ہوں ۱۲ **للہ** یعنی لانبا کدو جسے مغربی یوپی میں آل کدو کہتے ہیں ۱۲ ع۔

لہ دیکھو نمبر ۸ صفحہ ۸
کلہ وفیما یطعم لا بد من الذوق وفیما یشم لا بد من الشم ۱۲ عالمگیری ص ۵۳ ج ۳
سلہ ومن رأی شیئاً ثم اشتراہ بعد مدۃ فان کان علی الصفۃ التی رآہ فلا خیار لہ وان وجدہ متغیراً فلہ الخیار ۱۲ فتح القدیر ص ۱۴۹ ج ۵
ہہ لا یحل کتمان العیب فی مبیع او ثمن لان الغش حرام ۱۲ در مختار ص ۱۵۲ ج ۴
ھہ واذا اشتری شیئاً لم یعلم العیب وقت الشراء ولا علمہ قبلہ والعیب یسیر او فاحش فلہ الخیار ان شاء رضی بجمیع الثمن وان شاء ردہ ولیس لہ ان یمسکہ ویاخذ النقصان ۱۲
للہ واذا حدث عند المشتری عیب فاطلع علی عیب کان عند البائع فلہ ان یرجع بالنقصان ولا یرد المبیع الا ان یرضی البائع ان یاخذہ بعیبہ ۱۲ فتح القدیر ص ۱۵۹ ج ۵
کہ ومن اشتری ثوباً فقطعہ فوجد بہ عیباً رجع بالعیب فان قال البائع انا اقبلہ کذلک کان لہ ذلک فان قطع الثوب وخاطہ او صبغہ احمر او لت السویق بسمن ثم اطلع علی

نیت کی ہو اور پھر اُس میں عیب نکلا تو اب دام کم نہیں کئے جاویں گے اور اگر بالغ اولاد کی نیت سے قطع کیا تھا اور پھر عیب نکلا تو اب دام کم کر دیئے جاویں گے۔ **مسئلہ ۵** کسی[1] نے فی انڈا ایک پیسے کے حساب سے کچھ انڈے خریدے جب توڑے تو سب گندے نکلے تو سارے دام پھیر سکتی ہے اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے بالکل خریدا ہی نہیں اور اگر بعضے گندے نکلے بعضے اچھے تو گندوں کے دام پھیر سکتی ہے اور اگر کسی نے بیس[۲] پچیس[۳] انڈوں کے یکمشت دام لگا کر خرید لئے کہ یہ سب انڈے پانچ آنے کو میں نے لئے تو دیکھو کتنے خراب نکلے اگر سو[۴] میں پانچ چھ خراب[۵] نکلے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر زیادہ خراب نکلے تو خراب کے دام حساب سے پھیر لیوے۔ **مسئلہ ۶** کھیرا[۶] ککڑی خربوزہ، تربوز، لوکی، بادام، اخروٹ[۷] وغیرہ کچھ خریدا۔ جب توڑے اندر سے بالکل خراب نکلے تو دیکھو کہ کام میں آسکتے ہیں یا بالکل نکمے اور پھینک دینے کے قابل ہیں اگر بالکل خراب اور نکمے ہوں تب تو یہ بیع بالکل صحیح نہیں ہوئی اپنے سب دام پھیر لیوے اور اگر کسی کام میں آسکتے ہوں تو جتنے دام بازار میں لگیں اُتنے دیئے جاویں۔ پوری قیمت نہ دی جاوے گی۔ **مسئلہ ۷** اگر سو بادام[۸] میں چار ہی پانچ خراب نکلے تو کچھ اعتبار نہیں اور اگر زیادہ خراب نکلے تو جتنے خراب ہیں اُن کے دام کاٹ لینے کا اعتبار ہے۔ **مسئلہ ۸** ایک روپے[۹] کے پندرہ سیر گیہوں خریدے یا ایک روپے کا ڈیڑھ سیر گھی لیا۔ اُس میں سے کچھ تو اچھا نکلا اور کچھ خراب نکلا تو یہ درست نہیں ہے کہ اچھا اچھا لے لیوے اور خراب خراب پھیر دیوے بلکہ اگر لیوے تو سب لینا پڑے گا اور پھیرے تو سب پھیرے ہاں البتہ اگر بیچنے والی خود راضی ہو جاوے کہ اچھا اچھا لے لو اور جتنا خراب ہے وہ پھیر دو تو ایسا کرنا درست ہے بے اس کی مرضی کے نہیں کر سکتی۔ **مسئلہ ۹** عیب[۱۰] نکلنے کے وقت پھیر دینے کا اختیار اسی وقت ہے جبکہ عیب دار چیز کے لینے پر کسی طرح رضامندی ثابت نہ ہوتی ہو۔ اور اگر اُسی کے لینے پر راضی ہو جاوے تو اب اس کا پھیرنا جائز نہیں البتہ بیچنے والی خوشی سے پھیر لیوے تو پھیرنا درست ہے جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی جب گھر آئی تو معلوم ہوا کہ یہ بیمار ہے یا اس کے بدن میں کہیں زخم ہے پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ خیر ہم نے عیب دار ہی لے لی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اور اگر زبان سے نہیں کہا لیکن ایسے کام کیے جس سے رضامندی معلوم ہوتی ہے جیسے اس کی دوا علاج کرنے لگی تب بھی پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ **مسئلہ ۱۰** بکری[۱۱] کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو پھیر سکتی ہے۔ **مسئلہ ۱۱** موتیوں[۱۲] کا ہار یا اور کوئی زیور خریدا اور کسی وقت اسکو پہن لیا۔ یا جوتہ خریدا اور پہنے پہنے چلنے پھرنے لگی تو اب عیب کی وجہ سے پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر اس وجہ سے

---

۴ مما یکال او یوزن فوجد ببعضہ عیبا ردہ کلہ او اخذہ کلہ ۱۲ فتح القدیر ص ۱۷۵-۱۷۶ ج ۵ **۵** الاصل ان المشتری متی تصرف فی المشتری بعد العلم بالعیب تصرف الملاک بطل حقہ فی الرد و اذا اشتری دابۃ فوجد بہا جرحا فداواہا او رکبہا لحاجۃ فلیس لہ ان یردہا ۱۲ عالمگیری ص ۷ ج ۳ **۶** شری لحما علی انہ لحم غنم فوجدہ لحم معزلہ الرد ۱۲ رد المحتار ص ۱۴۳ ج ۴ **۵** دیکھو حاشیہ نمبر ۷ صفحہ ہذا ۱۲

۵ فقہا کی تصریحات صرف چہ تک ہیں مگر مقصود تحدید نہیں ہے بلکہ عرف عام کا اعتبار ہو گا عرفاً جتنے عدد کو بردا شت کر لیا جاتا ہے ۵

۴ اگر اسی قدر نکلے تو قیمت کاٹنے کا اختیار نہیں ہے ۱۲ +

---

۱ من اشتری بیضا او بطیخا او قثاء او خیارا او جوزا فکسرہ فوجدہ فاسدا فان لم ینتفع بہ رجع بالثمن کلہ و ان کان ینتفع بہ مع فسادہ لم یردہ لان الکسر عیب حادث ولکنہ یرجع بنقصان العیب دفعا للضرر بقدر الامکان ولو وجد البعض فاسدا و ہو قلیل جاز البیع استحسانا و ان کان الفاسد کثیرا لا یجوز و یرجع بکل الثمن ۱۲ فتح القدیر ص ۱۶۴-۱۶۵ ج ۵ عالمگیری ج ۳ ص ۸۴ **۲** دیکھو حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ہذا ۱۲ **۳** القلیل ما لا یخلو الجواز عنہ عادۃ کالواحد و الاثنین فی المائۃ (عالمگیری ج ۳ ص ۸۴) ان الواحد فی العشر کثیر و بہ صرح فی القنیۃ و قال السرخسی الثلاثۃ عفو یعنی فی المائۃ و فی البحر القلیل الثلاثۃ فما دونہا فی المائۃ و الکثیر ما زاد (رد المحتار ج ۴ ص ۱۳۲) و جعل الفقیہ ابو اللیث الخمسۃ و الستۃ فی المائۃ من الجوز معفوا قال لان مثل ذلک قد یوجد فی الجوز فصار کالمشاہد یعنی عند البیع ۱۲ فتح القدیر ص ۱۶۵ ج ۵۔ **۴** و من اشتری شیئا

پہنا ہو کہ پاؤں میں دکھوں آتا ہے یا نہیں اور پیر کو چلنے میں کچھ تکلیف تو نہیں ہوتی تو اس آزمائش کے لئے ذرا دیر کے پہننے سے کچھ حرج نہیں اب بھی پھیر سکتی ہے اسی طرح اگر کوئی چارپائی یا تخت خریدا اور کسی ضرورت سے اسکو بچھا کر بیٹھی یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اسی طرح اور سب چیزوں کو سمجھ لو۔ اگر اُس سے کام لینے لگے تو پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا ہے۔ **مسئلہ**[۱۲] بیچتے[لہ] وقت اُس نے کہدیا کہ خوب دیکھ بھال لو اگر اُس میں کچھ عیب نکلے یا خراب ہو تو میں ذمہ دار نہیں۔ اس کہنے پر بھی اس نے لے لیا تو اب چاہے جتنے عیب اُس میں نکلیں پھیرنے کا اختیار نہیں ہے اور اس طرح بیچنا بھی درست ہے۔ اس کہدینے کے بعد عیب کا بتلانا واجب نہیں ہے۔

باب نمبر ۸	بیع باطل اور فاسد وغیرہ کا بیان	ہشتم

مسئلہ ۱ جو بیع شرع میں بالکل ہی غیر معتبر اور لغو ہو اور ایسا سمجھیں کہ اُس نے بالکل خریدا ہی نہیں۔ اور اُس نے بیچا ہی نہیں اس کو باطل[لہ] کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ[سہ] ہے کہ خریدنے والا اُس کا مالک نہیں ہوا وہ چیز اب تک اسی بیچنے والے کی ملک میں ہے اس لئے خریدنے والی کو نہ تو اُس کا کھانا جائز نہ کسی کو دینا جائز نہ کسی طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں اور جو بیع[سہ] ہو تو گئی ہو لیکن اس میں کچھ خرابی آگئی ہے اس کو **بیع فاسد** کہتے ہیں اس کا حکم یہ[شہ] ہے کہ جب خریدنے والی کے قبضہ میں نہ آجاوے تب تک وہ خریدی ہوئی چیز اس کی ملک میں نہیں آتی اور جب قبضہ کر لیا تو ملک میں تو آگئی لیکن حلال طیب نہیں ہے اس لئے اس کو کھانا پینا یا کسی اور طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں بلکہ ایسی بیع کا توڑ دینا واجب[لہ] ہے لینا ہو تو پھر سے بیع کریں اور مول لیویں اگر یہ بیع نہیں توڑی بلکہ کسی اور کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی تو گناہ ہوا اور اُس دوسری خریدنے والی کے لئے اس کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے اور یہ دوسری بیع درست ہو گئی۔ اگر نفع لیکر بیچا[لہ] ہو تو نفع کا خیرات کر دینا واجب ہے اپنے کام میں لانا درست نہیں ہے **مسئلہ ۲** زمینداروں[لہ] کے یہاں یہ جو دستور ہے کہ تالاب کی مچھلیاں بیچدیتے ہیں یہ بیع باطل ہے۔ تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جبتک شکار کر کے پکڑی نہ جاویں تب تک اُن کا کوئی مالک نہیں ہے شکار کر کے جو کوئی پکڑے وہی اُن کا مالک بنجاتا ہے جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب سمجھو کہ جب یہ زمیندار اُن کا مالک ہی نہیں تو بیچنا کیسے

شہ ولا یجوز بیع السمک قبل ان یصطادہ لانہ باع مالا یملکہ ولا فی خطیرۃ اذا کان لا یوخذ الا بصید لانہ غیر مقدور التسلیم ومعناہ اذا اخذہ ثم القاہ فیہا ولو کان یوخذ من غیر حیلۃ جاز الا اذا اجتمعت فیہا بانفسہا ولم یسد علیہا المدخل لعدم الملک ۱۲ فتح القدیر ص ۱۹۱ ج ۵ وعالمگیری ص ۱۱۳ ج ۳

لہ اگر خریدکردہ شی کو اپنے استعمال میں لے آیا اور اس استعمال سے اُس کی قیمت بازار کی قیمت سے گر گئی تو عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا البتہ عیب کی وجہ سے جو کمی قیمت میں ہوتی ہو وہ واپس لے سکتا ہے۔ لیکن اگر استعمال میں آنے سے بازاری قیمت میں کوئی فرق نہیں آیا تو واپسی کا اختیار ہوگا ۱۲ لہ بشرطیکہ مچھلیاں تالاب میں خود بخود پیدا ہو گئی یا بغیر مالک کی کسی تدبیر کے کہیں سے آگئی ہوں ۱۲ +

لہ ومن باع عبدا وشرط البراءۃ من کل عیب فلیس لہ ان یردہ بعیب وان لم یسم العیوب بعددہا ۱۲ فتح القدیر ص ۱۸۲ ج ۵

لہ وہو (البیع الباطل) مالا یکون مشروعا باصلہ ولا بوصفہ ۱۲ رد المحتار ص ۱۵۱ ج ۴

سہ والبیع الباطل حکمہ عدم ملک المشتری ایاہ اذا قبضہ فلا ضمان لو ہلک المبیع عندہ ۱۲ رد المحتار ص ۱۶۳ ج ۴

سہ وہو (البیع الفاسد) ماکان مشروعا باصلہ لا بوصفہ ومرادہم من مشروعیۃ اصلہ کونہ مالا متقوما لا جوازہ وصحتہ لان فسادہ یمنع صحتہ ۱۲ رد المحتار ص ۱۵۱ ج ۴

شہ اذا قبض المشتری المبیع برضا بائعہ صریحا او دلالۃ فی البیع الفاسد ولم ینہہ ملکہ ۱۲ در مختار ص ۱۹۱ ج ۴

لہ ویجب علی کل واحد منہما فسخہ قبل القبض او بعدہ مادام فی ید المشتری در مختار ص ۱۹۳ ج ۴

لہ انما طاب للبائع ما ربح فی الثمن لا یطیب للمشتری ما ربح فی بیع یتعین بالتعیین بان باعہ بازید لتعلق العقد بعینہ فتمکن الخبث فی الربح فیتصدق بہ ۱۲ در ج ۴ ص ۱۹۰-۲۰۰

درست ہوگا۔ ہاں اگر زمیندار خود مچھلیاں پکڑ کر بیچا کریں تو البتہ درست ہے اگر کسی اور سے پکڑوا لویں گے تو وہی مالک بن جاوے گا۔ زمیندار کا اُس پکڑی ہوئی مچھلی میں کچھ حق نہیں ہے اسی طرح مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرنا بھی درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۳** کسی کی زمین میں خود بخود گھاس اُگی نہ اُس نے لگایا نہ اُس کو پانی دیکر سینچا تو یہ گھاس بھی کسی کی مِلک نہیں ہے جس کا جی چاہے کاٹ لیجاوے نہ اُس کا بیچنا درست ہے اور نہ کاٹنے سے کسی کو منع کرنا درست ہے۔ البتہ اگر پانی دیکر سینچا اور خدمت کی ہو تو اُس کی مِلک ہو جائے گی۔ اب بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو منع کرنا بھی درست ہے۔ **مسئلہ ۴** جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے پیدا ہونے سے پہلے اُس بچہ کا بیچنا باطل ہے اور اگر پورا جانور بیچ دیا تو درست ہے۔ لیکن اگر یوں کہدیا کہ میں یہ بکری تو بیچتی ہوں لیکن اس کے پیٹ کا بچہ نہیں بیچتی ہوں جب پیدا ہو تو وہ میرا ہے تو یہ بیع فاسد ہے **مسئلہ ۵** جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہوا ہے دوہنے کے پہلے اس کا بیچنا باطل ہے پہلے دودھ دوہ لیوے تب بیچے۔ اسی طرح بھیڑ دُنبہ وغیرہ کے بال جبتک کاٹ نہ لیوے تب تک بالوں کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے **مسئلہ ۶** جو دھنی یا لکڑی مکان میں یا چھت میں لگی ہوئی ہے کھودنے یا نکالنے سے پہلے اس کا بیچنا درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۷** آدمی کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے اور ان چیزوں کا اپنے کام میں لانا اور برتنا بھی درست نہیں ہے **مسئلہ ۸** بجز خنزیر کے دوسرے مُردار کی ہڈی اور بال اور سینگ پاک ہیں ان سے کام لینا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے۔ **مسئلہ ۹** تم نے ایک بکری یا اور کوئی چیز کسی سے پانچ روپے کو مول لی اور اُس بکری پر قبضہ کر لیا اور اپنے گھر منگا کر بندھوالی لیکن ابھی دام نہیں دیئے پھر اتفاق سے اسکے دام نہ دے سکی یا اب اس کا رکھنا منظور نہ ہوا اس لیئے تم نے کہا کہ یہی بکری چار روپے میں لیجاؤ ایک روپیہ ہم تم کو اور دیدیں گے یہ بیچنا اور لینا جائز نہیں جب تک اس کو روپے نہ دے چکے اس وقت تک کم داموں پر اس کے ہاتھ بیچنا درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۰** کسی نے اس شرط پر اپنا مکان بیچا کہ ایک مہینے تک ہم نہ دیویں گے بلکہ خود اس میں رہیں گے۔ یا یہ شرط ٹھیرائی کہ اتنے روپے تم ہم کو قرض دیدو۔ یا کپڑا اس شرط پر خرید اکہ تم ہی قطع کر کے سی دینا۔ یا یہ شرط کی کہ ہمارے گھر تک پہنچا دینا یا اور کوئی ایسی شرط مقرر کی جو شریعت سے واہیات اور ناجائز ہے تو یہ سب بیع فاسد ہے۔ **مسئلہ ۱۱** یہ شرط کر کے ایک گائے خریدی کہ یہ چار سیر دودھ دیتی ہو تو بیع

بالف درہم حالۃ او نسیئۃ فقبضہا ثم باعہا من البائع بخمسمائۃ قبل ان ینقد الثمن الاول لایجوز البیع الثانی ۱۲ فتح القدیر ص۲۰۷ ج۵ **ف** وکذلک لو باع عبداً علی ان یستخدمہ البائع شہراً او داراً علی ان یسکنہا او علی ان یقرضہ المشتری درہماً او علی ان یہدی لہ ہدیۃ لانہ شرط لایقتضیہ العقد وفیہ منفعۃ لاحد المتعاقدین ۱۲ فتح القدیر ص۲۱۷ ج۵) ومن باع عیناً علی ان لایسلمہ الی راس الشہر فالبیع فاسد (فتح القدیر ص۲۱۹ ج۵) ومن اشتری ثوباً علی ان یقطعہ البائع ویخیطہ قمیصاً او قباء فالبیع فاسد ۱۲ فتح القدیر ص۲۲۱ ج۵ **۹** بخلاف شرائہ شاۃ علی انہا حامل او تحلب کذا رطلا او یخبز کذا صاعاً او یکتب کذا قدراً افسد لان الشرط فاسد لا وصف حتی لو شرط انہا حلوب او لبون جاز لانہ وصف ۱۲ در مختار ص۹۲ ج۴ **۱۱** ومن اشتری جاریۃ الا حملہا فالبیع فاسد ۱۲ فتح القدیر ص۲۱۹ ج۵ +

۱ ولایجوز بیع المراعی و لا اجارتہا و فی الکلاء ان لہ النباتہ وان کان فی ارض مملوکۃ غیر ان لصاحب الارض ان یمنع من الدخول فی ارضہ وظاہر ان ہذا اذا نبت بنفسہ فاما لو کان سقی الارض واعدہا للانبات فنبتت ففی الذخیرہ و المحیط والنوازل یجوز بیعہ لانہ ملکہ ۱۲ فتح القدیر ص۱۹۷ ج۵ **۲** ولا بیع الحمل ولا النتاج ولا اللبن فی الضرع للغرر ولا الصوف علی ظہر الغنم وجذع فی سقف وذراع من ثوب ذکر القطع او لم یذکرہ ۱۲ فتح القدیر ص۱۹۲۔۱۹۳ ج۵ **۳** دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ہذا ۱۲ **۵** ولایجوز بیع شعر الانسان ولا الانتفاع بہا لان الآدمی مکرم لا مبتذل فلا یجوز ان یکون شی من اجزائہ مہاناً ومبتذلاً ۱۲ فتح القدیر ص۲۰۲ ج۵ **۶** ولایجوز بیع شعر الخنزیر ولا باس ببیع عظام المیتۃ وعصبہا وصوفہا وقرنہا وشعرہا ووبرہا والانتفاع بذلک کلہ ۱۲ فتح القدیر بحذف ص۲۰۲-۲۰۳ ج۵ **۷** ومن اشتری جاریۃ

فاسد ہے البتہ اگر کچھ مقدار نہیں مقرر کی فقط یہ شرط کی کہ یہ گائے بہت دودھیاری ہے تو بیع جائز ہے۔ مسئلہ[۱۲] مٹی یا چینی کے کھلونے یعنی تصویریں بچوں کے لئے خریدے تو یہ بیع باطل ہے شرع میں ان کھلونوں کی کچھ قیمت نہیں لہذا اس کے کچھ دام نہ دلائے جاویں گے اگر کوئی توڑ دے تو کچھ تاوان بھی دینا نہ پڑے گا۔ مسئلہ[۱۳] کچھ اناج گھی تیل وغیرہ روپے کے دس سیر یا اور کچھ نرخ طے کر کے خریدا تو دیکھو کہ اس بیع ہونے کے بعد اس نے تمہارے یا تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے تول کر دیا ہے یا تمہارے اور تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے نہیں تولا بلکہ کہا تم جاؤ ہم تول کر گھر بھیجے دیتے ہیں یا پہلے سے الگ تولا ہوا رکھا تھا۔ اس نے اسی طرح اٹھا دیا پھر نہیں تولا۔ یہ تین صورتیں ہوئیں۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ گھر میں لا کر اب اس کا تولنا ضروری نہیں ہے بغیر تولے بھی اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ سب صحیح ہے اور دوسری اور تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ جبتک خود نہ تول لے تب تک اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ کچھ درست نہیں۔ اگر بے تولے بیچدیا تو یہ بیع فاسد ہوگئی۔ پھر اگر تول بھی لیوے تب بھی یہ بیع درست نہیں ہوئی۔ مسئلہ[۱۴] بیچنے سے پہلے اُس نے تول کر تم کو دکھایا اس کے بعد تم نے خرید لیا اور پھر دوبارہ اُس نے نہیں تولا تو اس صورت میں بھی خریدنے والی کو پھر تولنا ضروری ہے بغیر تولے کھانا اور بیچنا درست نہیں اور بیچنے سے پہلے اگرچہ اس نے تول کر دکھا دیا ہے لیکن اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ[۱۵] زمین اور گاؤں اور مکان وغیرہ کے علاوہ اور جتنی چیزیں ہیں اُن کے خریدنے کے بعد جبتک قبضہ نہ کرلے تب تک بیچنا درست نہیں۔ مسئلہ[۱۶] ایک بکری یا اور کوئی چیز خریدی کچھ دن بعد ایک اور شخص آیا اور کہا کہ یہ بکری تو میری ہے کسی نے یونہی پکڑ کر بیچ لی اس کی نہیں تھی تو اگر وہ اپنا دعوی قاضی مسلم کے یہاں دو گواہوں سے ثابت کردے تو قضائے قاضی کے بعد بکری اسی کو دینا پڑے گی۔ اور بکری کے دام اس سے کچھ نہیں لے سکتے بلکہ جب وہ بیچنے والا ملے تو اس سے اپنے دام وصول کرو اس آدمی سے کچھ نہیں لے سکتے۔ مسئلہ[۱۷] کوئی مرغی یا بکری گائے وغیرہ مر گئی تو اس کی بیع حرام اور باطل ہے بلکہ اس مری چیز کو بھنگی یا چمار کو کھانے کیلئے دینا بھی جائز نہیں۔ البتہ چمار بھنگیوں سے پھینکنے کے لئے اٹھوا دیا پھر اُنھوں نے کھالیا تو تم پر کچھ الزام نہیں اور اس کی کھال نکلوا کر درست کر لینے اور بنا لینے کے بعد۔ بیچنا اور اپنے کام میں لانا درست ہے جیسا کہ پہلے حصہ میں ہم نے بیان کیا ہے وہاں دیکھ لو۔ مسئلہ[۱۸] جب ایک نے مول تول کر کے ایک دام ٹھیرائے اور وہ بیچنے والا اتنے داموں پر رضامند بھی ہو تو اس وقت کسی دوسرے کو دام بڑھا کر خود لے لینا جائز نہیں اسی طرح یوں کہنا بھی درست نہیں کہ تم اس سے نہ لو۔ ایسی چیز میں تم کو اس سے کم داموں پر دیدوں گی۔ مسئلہ[۱۹] ایک کنجڑن نے تم کو پیسہ

۴ لفظ فاسد یراد به ما هو اعم من الباطل (فتح القدیر ص۱۸۶ ج۵ رد المحتار ص۱۵۶ ج۴) وبطل بیع مال غیر متقوم کخمر وخنزیر فان المتقوم هو المال المباح الانتفاع به شرعا در المختار ص۱۵۵ ج۴) واہل الذمة بالبیاعات کالمسلمین (فتح القدیر ص۲۳۶ ج۵) ولا تباع جلود المیتة قبل ان تدبغ ولا باس ببیعها والانتفاع بها بعد الدباغ ۱۲ فتح القدیر ص۲۰۳ ج۵
۷ نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن النجش ومن السوم علی سوم غیره ۱۲ فتح القدیر ص۲۳۹ ج۵ ۸ لو اکره الرجل علی بیع ماله او علی شراء سلعة او علی ان یقر لرجل بالف او یواجر داره واکره علی ذلک بالقتل او بالضرب الشدید او بالحبس فباع او اشتری فهو بالخیار ان شاء امضی البیع وان شاء فسخه ورجع بالمبیع فان کان قبض الثمن طوعا فقد اجاز البیع وکذا اذا سلم طائعا بان کان الاکراه علی البیع لا علی الدفع لانه دلیل الاجازة وان قبضه مکرها فلیس ذلک باجازة وعلیه رده ان کان قائما فی یده لفساد العقد ۱۲ ہدایہ ص۲۸۹ تا ۲۹۱ ج۳

۱ اشتری ثورا او فرسا من خزف لاجل استئناس الصبی لا یصح ولا قیمة له فلا یضمن متلفه وقیل بخلافه ۱۲ رد المحتار ص۳۳۲ ج۵
۲ اشتری مکیلا بشرط الکیل حرم بیعه واکله حتی یکیله ومثله الموزون والمعدود بشرط الوزن والعد لاحتمال الزیادة غیر الدراہم والدنانیر وکفی کیله من البائع بحضرة ای المشتری بعد البیع لا قبل اصلا او بعده بغیبته ۱۲ در مختار بحذف ص۲۵۴ تا ۲۵۶ ج۴
۳ فلو کیل بحضرة رجل فشراه فباعه قبل کیله لم یجز وان اکتاله الثانی لعدم کیل الاول فلم یکن قابضا ۱۲ رد مختار ص۲۵۵ ج۴
۴ صح بیع عقار لا یخشی ہلاکه قبل قبضه فلا یصح اتفاقا کالکتابة والاجارة و بیع منقول قبل قبضه ولو من بائعه ۱۲ رد المحتار ص۲۵۰-۲۵۱ ج۴
۵ ویثبت رجوع المشتری علی بائعه بالثمن اذا کان الاستحقاق بالبینة ۱۲ رد المحتار ص۳۰۰-۳۰۱ ج۴
۶ واذا کان احد العوضین او کلاهما محرما فالبیع فاسد کالبیع بالمیتة والدم والخنزیر والخمر وکذا اذا کان غیر مملوک کالحر ۴

کے چار امرود دیئے پھر کسی نے زیادہ تکرار کر کے پیسے کے پانچ لئے تو اب تم کو اس سے ایک امرود لینے کا حق نہیں زبردستی کر کے لینا ظلم اور حرام ہے جس سے جو کچھ طے ہو بس اتنا ہی لینے کا اختیار ہے۔ **مسئلہ ۲۰** کوئی شخص کچھ بیچتا ہی لیکن تمہارے ہاتھ بیچنے پر راضی نہیں ہوتا تو اس سے زبردستی لیکر دام دیدینا جائز نہیں کیونکہ وہ اپنی چیز کا مالک ہے چاہے بیچے یا نہ بیچے اور جس کے ہاتھ چاہے بیچے۔ پولیس والے اکثر زبردستی سے لے لیتے ہیں یہ بالکل حرام ہے۔ اگر کسی کا میاں پولیس میں نوکر ہو تو ایسے موقع پر میاں سے تحقیق کر لیا کرے یوں ہی نہ برت لے۔ **مسئلہ ۲۱** ٹکے کے سیر بھر آلو لئے اس کے بعد تین چار آلو زبردستی اور لے لئے یہ درست نہیں البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ اور دیدے تو اس کا لینا جائز ہے اسی طرح جو دام طے کر لئے ہیں چیز لے لینے کے بعد اب اس سے کم دام دینا درست نہیں البتہ اگر وہ اپنی خوشی سے کچھ کم کر دے تو کم دے سکتی ہے۔ **مسئلہ ۲۲** جس کے گھر میں شہد کا چھتہ لگا ہے وہی مالک ہے کسی غیر کو اس کا توڑنا اور لینا درست نہیں اور اگر اس کے گھر میں کسی پرندے نے بچے دیئے تو وہ گھر والے کی ملک نہیں بلکہ جو پکڑے اسی کے ہیں۔ لیکن بچوں کو پکڑنا اور ستانا درست نہیں ہے۔

باب نمبر ۹	نفع لیکر یا دام کے دام پر بیچنے کا بیان	نہم

مسئلہ ۱ ایک چیز ہم نے ایک روپیہ کو خریدی تھی تو اب اپنی چیز کا ہم کو اختیار ہے چاہے ایک ہی روپے کو بیچڈالیں اور چاہے دس بیس روپے کو بیچیں اس میں کوئی گناہ نہیں لیکن اگر معاملہ اس طرح طے ہوا کہ اس نے کہا۔ ایک آنہ روپیہ منافع لیکر ہمارے ہاتھ بیچڈالو اس پر تم نے کہا اچھا ہم نے روپے پیچھے ایک آنہ نفع پر بیچا تو اب اکنی روپیہ سے زیادہ نفع لینا جائز نہیں۔ یا یوں ٹھیرا کہ جتنے کو خریدا ہے اس پر چار آنہ نفع لے لو اب بھی ٹھیک دام بتلا دینا واجب ہے اور چار آنے سے زیادہ نفع لینا درست نہیں۔ اسی طرح اگر تم نے کہا کہ یہ چیز ہم تم کو خرید کے دام پر دیں گے کچھ نفع نہ لیں گے تو اب کچھ نفع لینا درست نہیں۔ خرید ہی کے دام ٹھیک ٹھیک بتلا دینا واجب ہے۔ **مسئلہ ۲** کسی سودے کا یوں مول کیا کہ اکنی روپیہ کے نفع پر بیچڈالو۔ اس نے کہا کہ اچھا میں نے اتنے ہی نفع پر بیچا۔ یا تم نے کہا کہ جتنے کو لیا ہے اتنے ہی دام پر بیچڈالو اس نے کہا اچھا تم وہی دیدو نفع کچھ نہ دینا۔ لیکن اس نے ابھی یہ نہیں بتلایا کہ یہ چیز کتنے کی خرید ہے تو دیکھو اگر اسی جگہ اٹھنے سے پہلے وہ اپنی خرید کے دام بتلا دیوے تب تو یہ بیع صحیح ہے اور اگر اسی جگہ نہ بتلاوے بلکہ یوں کہے آپ لیجایئے حساب دیکھکر بتلا یا جاوے گا۔ یا اور کچھ کہا تو وہ بیع فاسد ہے۔ **مسئلہ ۳** لینے کے بعد اگر معلوم ہوا کہ اس نے چالاکی سے اپنی خرید غلط بتلائی ہے اور نفع وعدہ سے

۲؎ المرابحۃ فہو بالخیار عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ان شاء اخذہ بجمیع الثمن وان شاء ترکہ وان اطلع علی خیانۃ فی التولیۃ اسقطہا من الثمن و قال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یحط فیہما وقال محمد رحمہ اللہ یخیر فیہما ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۲۵۶ ج ۵ و بحر صفحہ ۱۲۱ ج ۶

۵؎ بلا وجہ پرندوں کے بچوں کو تکلیف دینا منع ہے لیکن اگر کھانے کے لئے حلال کرے تو اس کی ممانعت نہیں ہے ۱۲

لکھ؎ دیکھو حاشیہ نمبر ۸ صفحہ ۱۳ ۳؎ واذا فرخ طیر فی ارض رجل فہو لمن اخذہ وکذا اذا باض فیہا وکذا اذا تکنس فیہا ظبی بخلاف ما اذا عسل النحل فی ارضہ لانہ عد من انزالہ فیملکہ تبعا لارضہ کالشجر النابت فیہا والتراب المجتمع فی ارضہ بجریان الماء ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۳۶۶-۳۶۷ ج ۵

۴؎ المرابحۃ بیع ما ملکہ من العروض ولو بہبۃ او ارث او وصیۃ او غصب بما قام علیہ وبفضل والتولیۃ بیعہ بثمنہ الاول (رد المحتار صفحہ ۲۳۶-۲۳۷ ج ۴) والبیعان جائزان ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۲۵۳ ج ۵

۵؎ وان باعہ برنج دہ یازدہ لا یجوز فان معنی دہ یازدہ کل عشرۃ احد عشر (فتح القدیر صفحہ ۲۵۴ ج ۵) الا ان یعلم بالثمن فی المجلس فیخیر (در مختار صفحہ ۲۳۸ ج ۴) ولی رجلا شیئا ای باعہ تولیۃ بما قام علیہ او بما اشتراہ بہ ولم یعلم المشتری بکم قام علیہ فسد البیع لجہالۃ الثمن وکذا حکم المرابحۃ وخیر المشتری بین اخذہ وترکہ لو علم فی مجلسہ والا بطل ۱۲ در مختار صفحہ ۲۳۶ ج ۴ ۶؎ فان اطلع المشتری علی خیانۃ فی

زیادہ لیا ہے تو خریدنے والے کو دام کم دینے کا اختیار نہیں ہے بلکہ اگر خرید نا منظور ہے تو وہی دام دینا پڑیں گے جتنے کو اُس نے بیچا ہے البتہ یہ اختیار ہے کہ اگر لینا منظور نہ ہو تو پھیر دیوے۔ اور اگر خرید کے دام پر بیچدینے کا اقرار تھا اور یہ وعدہ تھا کہ ہم نفع نہ لیں گے پھر اُس نے اپنی خرید غلط اور زیادہ بتلائی تو جتنا زیادہ بتلایا ہے اس کے لینے کا حق نہیں ہے لینے والی کو اختیار ہے کہ فقط خرید کے دام دیوے اور جو زیادہ بتلایا ہے وہ نہ دیوے۔ **مسئلہ** کوئی چیز[1] تم نے اُدھار خریدی تو اب جبتک دوسرے خریدنے والے کو یہ نہ بتلادو کہ بھائی ہم نے یہ چیز اُدھار لی ہے اُس وقت تک اُس کو نفع پر بیچنا یا خرید کے دام پر بیچنا ناجائز ہے بلکہ بتلادیوے کہ یہ چیز میں نے اُدھار خریدی تھی پھر اس طرح نفع لیکر یا دام کے دام پر بیچنا درست ہے۔ البتہ اگر اپنی خرید[2] کے داموں کا کچھ ذکر نہ کرے پھر چاہے جتنے دام پر بیچدے تو درست ہے۔ **مسئلہ ۵** ایک[3] کپڑا ایک روپیہ کا خریدا پھر چار آنے دیکر اس کو رنگوایا۔ یا اسکو دھلوایا یا سِلوایا۔ تو اب ایسا سمجھیں گے کہ سوا روپے کو اُس نے مول لیا لہذا اب سوا روپیہ اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے۔ مگر یوں نہ کہے کہ سوا روپے کو میں نے لیا ہے بلکہ یوں کہے کہ سوا روپے میں یہ چیز مجھ کو پڑی ہے تاکہ جھوٹ نہ ہونے پاوے۔ **مسئلہ ۶** ایک[4] بکری چار روپے کو مول لی پھر مہینہ بھر تک رہی اور ایک روپیہ اس کی خوراک میں لگ گیا تو اب پانچ روپے اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے البتہ اگر وہ دودھ دیتی ہو تو جتنا دودھ دیا ہے اتنا گھٹا دینا پڑے گا مثلاً اگر مہینے بھر میں آٹھ آنے کا دودھ دیا ہے تو اب اصلی قیمت ساڑھے چار روپے ظاہر کرے اور یوں کہے کہ ساڑھے چار میں مجھ کو پڑی اور چونکہ عورتوں کو اس قسم کی ضرورت زیادہ نہیں پڑتی اس لئے ہم اور مسائل نہیں بیان کرتے۔

باب نمبر ۱۰	سودی لین دین کا بیان	دہم

سودی لین دین کا بڑا بھاری گناہ ہے۔ قرآن مجید[5] اور حدیث شریف میں اس کی بڑی بُرائی اور اس سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت[6] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سود دلا دینے والے سودی دستاویز لکھنے والے گواہ شاہد وغیرہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں اس لئے اس سے بہت بچنا چاہیئے اس کے مسائل بہت نازک ہیں۔ ذرا ذرا سی بات میں سود کا گناہ ہو جاتا ہے اور آن جان لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کیا گناہ ہوا۔ ہم ضروری ضروری مسئلے یہاں

[1] ومن اشتری غلاما بالف درہم نسیئۃ فباعہ بربح مائۃ ولم یبین فعلم المشتری فان شاء ردہ وان شاء قبل فان کان ولدہ ایاہ ولم یبین ردہ ان شاء ۱۲ فتح القدیر ص ۲۶۲ ج ۵ و در مختار ص ۲۴۵ ج ۴

[2] وسادمۃ وہو بیع بالثمن الذی یتفقان علیہ ۱۲ عالمگیری ص ۱۴۳ ج ۳

[3] ولہ ان یضم الے راس المال اجر القصار والصبغ والطراز والفتل وحمل الطعام وسوق الغنم ویقول قام علی بکذا ولا یقول اشتریتہ لانہ کذب وہو حرام ۱۲ بحر ص ۱۱۹ ج ۶ و فتح القدیر ص ۲۵۵ ج ۵

[4] ویضم علف الدواب الا ان یعود علیہ شئی متولد منہا کالبانہا وسوفہا وسمنہا فیسقط قدر ما نال ویضم ما زاد ۱۲ فتح القدیر ص ۲۵۵ ج ۵۔

[5] و [6] یا ایہا الذین آمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ ہذا نہی عن الربوا مع التوبیخ بما کانوا علیہ من تضعیفہ کان الرجل منہم اذا بلغ الدین محلہ یقول اما ان تقضی حقی او تربی و انزید فی الاجل ۵ واتقوا اللہ فی اکلہ لعلکم تفلحون واتقوا النار التی اعدت للکافرین کان ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ یقول ہی اخوف آیۃ فی القرآن حیث اوعد اللہ المومنین بالنار المعدۃ للکافرین ان لم یتقوہ فی اجتناب محارمہ (تفسیر مدارک التنزیل ص ۱۸۲ ج ۱ مصری) یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ الآیۃ ۱۲ ۔ [7] عن جابر قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۴۴ +

بیان کرتے ہیں لین دین کے وقت ہمیشہ ان کا خیال رکھا کرو **مسئلہ**(فائدہ) ہندوستان کے رواج سے سب چیزیں چار قسم کی ہیں۔ ایک[۱] تو خود سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز۔ دوسرے[۲] اس کے سوا اور وہ چیزیں جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج غلہ، لوہا، تانبا، روئی، ترکاری وغیرہ۔ تیسرے[۳] وہ چیزیں جو گز سے ناپ کر بکتی ہیں جیسے کپڑا۔ چوتھے[۴] وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں جیسے انڈے، آم، امرود، نارنگی، بکری، گائے، گھوڑا وغیرہ ان سب چیزوں کا حکم الگ الگ سمجھ لو۔ **مسئلہ[۱]** چاندی سونے کے خریدنے کی کئی صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ چاندی کو چاندی سے اور سونے کو سونے سے خریدا جیسے ایک روپیہ کی چاندی خریدنا منظور ہے یا آٹھ آنے کی چاندی خریدی اور دام میں اٹھنی دی یا اشرفی سے سونا خریدا۔ غرضکہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو ایسے وقت دو باتیں واجب ہیں ایک تو یہ کہ دونوں طرف کی چاندی یا دونوں طرف کا سونا برابر ہو۔ دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے کچھ اُدھار باقی نہ رہے۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کے خلاف کیا تو سود ہو گیا۔ مثلاً ایک روپے کی چاندی تم نے لی تو وزن میں ایک روپے کے برابر لینا چاہئے اگر روپے بھر سے کم لی یا اس سے زیادہ لی تو یہ سود ہو گیا۔ اسی طرح اگر تم نے روپیہ تو دیدیا لیکن اُس نے چاندی ابھی نہیں دی تھوڑی دیر میں تم سے الگ ہو کر دینے کا وعدہ کیا یا اسی طرح تم نے ابھی روپیہ نہیں دیا چاندی اُدھار لے لی تو یہ بھی سود ہے۔ **مسئلہ[۲]** دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں طرف ایک قسم کی چیز نہیں بلکہ ایک طرف چاندی اور ایک طرف سونا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وزن کا برابر ہونا ضروری نہیں ایک روپیہ کا چاہے جتنا سونا ملے جائز ہے اسی طرح ایک اشرفی کی چاہے جتنی چاندی ملے جائز ہے لیکن جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جانا کچھ اُدھار نہ رہنا یہاں بھی واجب ہے جیساکہ ابھی بیان ہوا **مسئلہ[۳]** بازار میں چاندی کا بھاؤ بہت تیز ہے یعنی اٹھارہ آنے کی روپیہ بھر چاندی ملتی ہے روپے کی روپے بھر کوئی نہیں دیتا یا چاندی کا زیور بہت عمدہ بنا ہوا ہے اور دس روپے بھر اُس کا وزن ہے مگر بارہ

ع وزنا والتقابض بالبراجم او بالتخلیۃ قبل الافتراق ای افتراق المتعاقدین بابدانہما ان اتحد اجنسا وان اختلفا جودۃ و صیاغۃ ہو الا بان لم یتجانسا شرط التقابض لحرمۃ النساء (رد المختار صفحہ ۳۶۳، ۳۶۴) فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض وان اختلفا جودۃ وصیاغۃ والا شرط التقابض ای وان لم یتجانسا یشترط التقابض قبل الافتراق دون التماثل فلو باع الذہب بالفضۃ مجازفۃ صح ان تقابضا فی المجلس لان المستحق ہو القبض قبل الافتراق دون التسویۃ لما روینا فلا یضرہ الجزاف ولو افترقا قبل قبضہما او قبض احدہما بطل لفوات الشرط وقید بیع الجنس بخلاف الجنس لانہ لو باع الجنس مجازفۃ فان علما تساویہما قبل الافتراق صح وبعدہ لا۔ بحر بحذف صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۱ ج ۶

ع۳ صح بیع درہمین ودینار بدرہم ودینارین وکر بر وشعیر بضعفیہما واحد عشر درہما بعشرۃ دراہم ودینار ای صح بیع فتکون العشرۃ بمثلہا والدینار بالدرہم تصحیحا للعقد ودرہم صحیح ودرہمین غلۃ بدرہمین صحیحین ودرہم غلۃ ای یصح بیع للاتحاد فی الجنس فیعتبر التساوی فی القدر دون الوصف (بحر صفحہ ۲۱۵-۲۱۶ ج ۶) ولو اشتری خاتم فضۃ او خاتم ذہب فیہ فص او لیس فیہ فص بکذا فلسا ولیست الفلوس عندہ فہو جائز تقابضا قبل التفرق او لم یتقابضا لان ہذا بیع ولیس بصرف۔
(عالمگیری صفحہ ۲۲۴ ج ۳)

ع۱ وعلتہ ای علۃ تحریم الزیادۃ القدر المعہود بکیل او وزن مع الجنس فان وجدا حرم الفضل ای الزیادۃ والنساء وان عدما حلا (رد المختار صفحہ ۲۷۶ ج ۴) فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض وان اختلفا جودۃ وصیاغۃ یعنی اذا بیع جنس الاثمان بجنسہ کالذہب بالذہب او الفضۃ بالفضۃ یشترط فیہ التساوی وقبل الافتراق ولا یجوز التفاضل فیہ وان اختلفا فی الجودۃ و الصیاغۃ قال عمر رضی اللہ عنہ الذہب بالذہب مثلا بمثل والورق بالورق مثلا بمثل الی ان قال و ان استنظرک الی ان یدخل بیتہ فلا تنظرہ ولا فرق فی ذلک بین ان یکونا متعینین بالتعیین کالمصوغ والتبر او یتعینان کالمضروب او یتعین احدہما دون الآخر لاطلاق ما روینا ہ زیلعی بحذف صفحہ ۱۳۵ ج ۴

ع۲ ہو بیع الثمن بالثمن ای ما خلق للثمنیۃ ومنہ المصوغ جنسا بجنس او بغیر جنس کذہب بفضۃ ویشترط عدم التاجیل و الخیار والتماثل ای التساوی

سے کم میں نہیں ملتا تو سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ روپے سے نہ خریدو بلکہ پیسوں سے خریدو اور اگر زیادہ لینا ہو تو اشرفیوں سے خریدو یعنی اٹھارہ آنے پیسوں کی عوض میں روپیہ بھر چاندی لے لو یا کچھ ریزگاری یعنی ایک روپیہ سے کم اور کچھ پیسے دیکر خرید لو تو گناہ نہ ہوگا لیکن ایک روپیہ نقد اور دو آنے پیسے نہ دینا چاہئے نہیں تو سود ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر آٹھ روپے بھر چاندی نو روپے میں لینا منظور رہے تو سات روپے اور دو روپے کے پیسے دیدو تو سات روپے کے عوض میں سات روپے بھر چاندی ہوگئی باقی سب چاندی ان پیسوں کی عوض میں آگئی۔ اگر دو روپے کے پیسے نہ دو تو کم سے کم اٹھارہ آنے کے پیسے ضرور دینا چاہئے یعنی سات روپے اور چودہ آنے کی ریزگاری اور اٹھارہ آنے کے پیسے دیئے تو چاندی کے مقابلہ میں تو اسی کے برابر چاندی آئی جو کچھ بچی وہ سب پیسوں کی عوض میں ہوگئی اگر آٹھ روپے اور ایک روپے کے پیسے دوگی تو گناہ سے نہ بچ سکوگی کیونکہ آٹھ روپے کی عوض میں آٹھ روپے بھر چاندی ہونی چاہئے پھر یہ پیسے کیسے اس لئے سود ہوگیا۔ غرضکہ اتنی بات ہمیشہ خیال میں رکھو کہ جتنی چاندی لی ہے تم اس سے کم چاندی دو اور باقی پیسے دیدو اگر پانچ روپے بھر چاندی لی ہے تو پورے پانچ روپے نہ دو۔ دس روپیہ بھر چاندی لی ہو تو پورے دس روپے نہ دو کم دو۔ باقی پیسے شامل کردو تو سود نہ ہوگا۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس طرح ہرگز سودا نہ طے کرو کہ نو روپے کی اتنی چاندی دیدو بلکہ یوں کہو کہ سات روپے اور دو روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دیدو اور اگر اس طرح کہا تو پھر سود ہوگیا خوب سمجھ لو۔ **مسئلہ** ۱ اگر دونوں لینے دینے والے رضامند ہو جاویں تو ایک آسان بات یہ ہے کہ جس طرف چاندی وزن میں کم ہو اس طرف پیسے شامل ہونے چاہئیں **مسئلہ**۵ اور ایک اس سے بھی آسان بات یہ ہے کہ دونوں آدمی جتنے چاہیں روپے رکھیں اور جتنی چاہیں چاندی رکھیں مگر دونوں آدمی ایک ایک پیسہ بھی شامل کردیں اور یوں کہدیں کہ ہم اس چاندی اور اس پیسہ کو اس روپے اور اس پیسہ کے بدلے لیتے ہیں سارے بکھیڑوں سے بچ جاؤگی **مسئلہ**۔ اگر چاندی سستی ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ روپیہ بھر ملتی ہے روپے کی روپیہ بھر لینے میں اپنا نقصان ہے تو اس کے لینے اور سود سے بچنے کی یہ صورت ہے کہ داموں میں کچھ نہ کچھ پیسے ضرور ملا دو۔ کم سے کم دو ہی آنے یا ایک آنہ یا ایک پیسہ ہی سہی مثلاً دس روپے کی چاندی پندرہ روپیہ بھر خریدی تو نو روپے اور ایک روپے کے پیسے دیدو یا دو ہی آنے کے پیسے دیدو۔ باقی روپے اور ریزگاری دیدو تو ایسا سمجھیں گے کہ چاندی کے عوض میں اس کے برابر چاندی لی باقی سب چاندی اُن پیسوں کی عوض میں ہے اس طرح گناہ نہ ہوگا اور وہ بات یہاں بھی ضرور خیال رکھو کہ یوں نہ کہو کہ اس روپے کی چاندی دیدو بلکہ یوں کہو کہ نو روپے اور ایک روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دیدو۔ غرضکہ جتنے پیسے شامل کرنا منظور رہیں معاملہ کرتے وقت ان کو صاف کہہ بھی دو۔ ورنہ سود سے بچاؤ نہ ہوگا۔ **مسئلہ** کھوٹی اور خراب چاندی دے کر اچھی چاندی لینا ہے اور اچھی چاندی اس کے برابر نہیں مل سکتی تو یوں کرو کہ یہ خراب چاندی پہلے بیچ ڈالو جو دام ملیں ان کی اچھی چاندی

او ۳ و ۴ ۵ ویجوز البیع بالفلوس لانہ مال معلوم فان کانت نافقۃ جاز البیع بہا وان لم تعین لانہا اثمان بالاصطلاح وان کانت کاسدۃ لم یجز البیع بہا حتی یعینہا لانہا سلع فلا بد من تعیینہا ومن اشتری شیئا بنصف درہم فلوس جاز وعلیہ مایباع بنصف درہم من الفلوس وکذا اذا قال بدانق فلوس او بقیراط فلوس جاز ومن اعطی صیرفیا درہما وقال اعطنی بنصفہ فلوسا وبنصفہ نصفا الا حبۃ جاز البیع فی الفلوس وبطل فیما بقی عندہما ولو قال اعطنی نصف درہم فلوسا ونصفا الا حبۃ جاز لانہ قابل الدرہم بما یباع من الفلوس بنصف درہم وبنصف درہم الا حبۃ فیکون نصف درہم الا حبۃ بمثلہ وما وراءہ بازاء الفلوس ۱۲ ہدایہ ص ۸۴ و ۸۳ ج ۳

۶ ولا یجوز بیع الجید بالردی مما فیہ الربا الا مثلا بمثل ۱۲ فتح القدیر ص ۲۷۸ ج ۵

خرید لو اور بیچنے و خریدنے میں اسی قاعدے کا خیال رکھو جو اوپر بیان ہوا یا یہاں بھی دونوں آدمی ایک ایک پیسہ شامل کر کے بیچ لو خرید لو۔ **مسئلہ** عورتیں اکثر بزاز سے سچا گوٹہ، ٹھپہ، لچکہ خریدتی ہیں اس میں بھی اُن مسئلوں کا خیال رکھو کیونکہ وہ بھی چاندی ہے اور روپیہ چاندی کا اس کے عوض دیا جاتا ہے یہاں بھی آسان بات وہی ہے کہ دونوں طرف ایک ایک پیسہ ملا لیا جائے۔ **مسئلہ ۹** اگر چاندی یا سونے کی بنی ہوئی کوئی ایسی چیز خریدی جس میں فقط چاندی ہی چاندی ہے یا فقط سونا ہے کوئی اور چیز نہیں ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سونے کی چیز چاندی یا روپیوں سے خریدے یا چاندی کی چیز اشرفی سے خریدے تو وزن میں چاہے جتنی ہو جائز ہے فقط اتنا خیال رکھے کہ اسی وقت لین دین ہو جائے کسی کے ذمہ کچھ باقی نہ رہے اور اگر چاندی کی چیز روپیوں سے اور سونے کی چیز اشرفیوں سے خریدے تو وزن میں برابر ہونا واجب ہے اگر کسی طرف کچھ کمی بیشی ہو تو اسی ترکیب سے خریدو جو اوپر بیان ہوئی۔ **مسئلہ ۱۰** اور اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ چاندی کے علاوہ اس میں کچھ اور بھی لگا ہوا ہے مثلاً جوشن کے اندر لاکھ بھری ہوئی ہے اور نونگوں پر نگ جڑے ہیں انگوٹھیوں پر نگینے رکھے ہیں یا جوشنوں میں لاکھ تو نہیں ہے لیکن تاگوں میں گندھے ہوئے ہیں۔ ان چیزوں کو روپیوں سے خریدا تو دیکھو اُس چیز میں کتنی چاندی ہے وزن میں اتنے ہی روپیوں کے برابر ہے جتنے کو تم نے خریدا ہے یا اس سے کم ہے یا اس سے زیادہ اگر روپیوں کی چاندی سے اُس چیز کی چاندی یقیناً کم ہو تو یہ معاملہ جائز ہے اور اگر برابر یا زیادہ ہو تو سُود ہو گیا اور اس سے بچنے کی وہی ترکیب ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ دام کی چاندی اس زیور کی چاندی سے کم رکھو اور باقی پیسے شامل کر دو۔ اور اسی وقت لین دین کا ہو جانا ان سب مسئلوں میں بھی شرط ہے۔ **مسئلہ ۱۱** اپنی انگوٹھی سے کسی کی انگوٹھی بدل لی تو دیکھو اگر دونوں پر نگ لگا ہو تب تو بہرحال یہ بدل لینا جائز ہے چاہے دونوں کی چاندی برابر ہو یا کم زیادہ سب درست ہے البتہ ہاتھ در ہاتھ ہونا ضروری ہے اور اگر دونوں سادی یعنی بے نگ کی ہوں تو برابر ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہو گئی تو سُود ہو جاوے گا اگر ایک پر نگ ہے اور دوسری سادی تو اگر سادی میں زیادہ چاندی ہو تو یہ بدلنا جائز ہے ورنہ حرام اور سُود ہے اسی طرح اگر اُسی وقت دونوں طرف سے لین دین نہ ہو۔ ایک نے تو ابھی دیدی دوسری نے کہا بہن میں ذرا دیر میں دیدوں گی تو یہاں بھی سُود

۴ مثل الذہب الذی فی الحلی او اقل او لا یدری لا یجوز البیع اصلا لا فی الذہب ولا فی الجوہر سواء امکن تخلیص الجوہر من غیر ضرر ام لم یمکن واما اذا کانت الدنانیر التی ہی ثمن اکثر من ذہب الحلی فانہ یجوز البیع فی الذہب والجوہر ثم بعد ذلک ان نقد الثمن کلہ قبل ان یتفرقا فالعقد ماض علی الصحۃ وکذلک ان نقد حصۃ الذہب الذی فی الحلی وان لم ینقد شیئا حتی تفرقا فالعقد فیما یخص الحلی من الذہب یفسد وفیما یخص الجوہر ان کان الجوہر بحیث لا یمکن تخلیصہ الا بضرر یفسد وان امکن تخلیصہ من غیر ضرر لا یفسد العقد فی الجوہر ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۲۰ ۵ اشتری ثوبا ونقرۃ فضۃ بثوب ونقرۃ فضۃ فالثوب بالثوب والفضۃ بالفضۃ فان کان فی احدی النقرتین فضل فہو مع الثوب بذلک الثوب (عالمگیری صفحہ ۲۱۹ جلد ۳) نیز دیکھو حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ہذا ۱۲ +

۱ لو اشتری سیفا محلی بالفضۃ ۲ او لجاما مفضضا بفضۃ خالصۃ وزنہا اکثر من الحلیۃ جاز وان کان وزنہا اقل من الحلیۃ او مثلہا او لا یدری لا یجوز الی قولہ وان کانت الحلیۃ ذہبا والثمن دراہم جاز البیع کیفما کان ولو شرط تاجیل الثمن وہو من جنس الحلیۃ او من غیر جنسہا بطل البیع فی السیف کلہ سواء کانت الحلیۃ تتمیز بضرر او بغیر ضرر ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۲۱-۲۲۲

۲ ولا یجوز بیع الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ الا مثلا بمثل تبرا کان او مضروبا (عالمگیری صفحہ ۲۱۸ جلد ۳) وفی البحر وان اختلفا جودۃ وصیاغۃ (صفحہ ۲۱ جلد ۳) وعقد الصرف ما وقع علی جنس الاثمان ذہبا او فضۃ بجنسہ او بغیر جنسہ فان کان بجنسہ اشترط فیہ التساوی والتقابض قبل افتراق الابدان ان اختلف المجلس در فتح القدیر صفحہ ۲۸۴ جلد ۶ ولہا افترقا قبل بطل بفوات الشرط ۱۲ مجمع الانہر صفحہ ۱۱۶ جلد ۲

۳ واذا باع الرجل من آخر حلی ذہب فیہ لؤلؤ وجوہر بدنانیر وقبض المشتری الحلی فان کانت الدنانیر

ہوگیا۔ مسئلہ ۱۲ جن مسئلوں میں اُسی وقت لین دین ہونا شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے جُدا اور علیحدہ ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جائے اگر ایک آدمی دوسرے سے الگ ہوگیا اس کے بعد لین دین ہوا تو اس کا اعتبار نہیں یہ بھی سود میں داخل ہے مثلاً تم نے دس روپے کی چاندی یا سونا یا چاندی سونے کی کوئی چیز سُنار سے خریدی تو تم کو چاہیئے کہ روپے اُسی وقت دیدو اور اس کو چاہیئے کہ وہ چیز اُسی وقت دیدے اگر سُنار چاندی اپنے ساتھ نہیں لایا اور یوں کہا کہ میں گھر جاکر ابھی بھیجدوں گا تو یہ جائز نہیں بلکہ اس کو چاہیئے کہ یہیں منگوا دے اور اس کے منگوانے تک لینے والا بھی وہاں سے نہ ہلے نہ اس کو اپنے سے الگ ہونے دے اگر اُس نے کہا تم میرے ساتھ چلو میں گھر پہنچ کر دیدوں گا تو جہاں جہاں وہ جاوے برابر اس کے ساتھ ساتھ رہنا چاہئے اگر وہ اندر چلا گیا یا اور کسی طرح الگ ہوگیا تو گناہ ہوا اور وہ بیع ناجائز ہوگئی۔ اب پھر سے معاملہ کریں۔ مسئلہ ۱۳ خریدنے کے بعد تم گھر میں روپیہ لینے آئیں یا وہ کہیں پیشاب وغیرہ کے لئے چلا گیا یا اپنی دوکان کے اندر ہی کسی کام کو گیا اور ایک دوسرے سے الگ ہوگیا تو یہ ناجائز اور سودی معاملہ ہوگیا۔ مسئلہ ۱۴ اگر تمھارے پاس اس وقت روپیہ نہ ہو اور اُدھار لینا چاہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جتنے دام تم کو دینا چاہئیں اُتنے روپے اُس سے قرض لیکر اُس خریدی ہوئی چیز کے دام بیباق کردو قرض کی ادائگی تمھارے ذمہ رہ جاوے گی اس کو جب چاہے دیدینا۔ مسئلہ ۱۵ ایک گوٹے کا مدار دوپٹہ یا ٹوپی وغیرہ دس روپے کو خرید اتو دیکھو اُس میں کئے روپیہ بھر چاندی نکلے گی جے روپیہ بھر چاندی اُس میں ہو اتنے روپے اُسی وقت پاس رہتے رہتے دیدینا واجب ہیں باقی روپے جب چاہو دو۔ یہی حکم جڑاؤ زیوروں وغیرہ کی خرید کا ہے مثلاً پانچ روپے کا زیور خریدا اور اس میں دو روپے بھر چاندی ہے تو دو روپے اُسی وقت دیدو باقی جب چاہے دینا۔ مسئلہ ۱۶ ایک روپیہ یا کئی روپے کے پیسے لئے یا پیسے دیکر روپیہ لیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں طرف سے لین دین ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ایک طرف سے ہو جانا کافی ہے مثلاً تم نے روپیہ تو اسی وقت دیدیا لیکن اس نے پیسے ذرا دیر بعد دئے یا اُس نے پیسے اُسی وقت دیدیئے تم نے روپیہ علیحدہ ہونے کے بعد دیا یہ درست ہے البتہ اگر پیسوں کے ساتھ کچھ ریزگاری بھی لی ہو تو اُن کا

او قبل بطل ولو بغیر جلسہ شرط التقابض فقط ۱۲ در مختار صـ ۲۶۶ تا ۲۶۸ جـ ۴ و عالمگیری صـ ۲۲۳ جـ ۳ ۵ اذا اشتری الرجل فلوسا بدراہم ونقد الثمن ولم تکن الفلوس عند البائع فالبیع جائز وان استقرض الفلوس من رجل ودفع الیہ قبل الافتراق او بعدہ فہو جائز اذا کان قد قبض الدراہم فی المجلس وکذلک لو افترقا بعد قبض الفلوس قبل قبض الدراہم کذا فی المبسوط وروی الحسن عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی اذا اشتری فلوسا بدراہم ولیس عند ہذا فلوس ولا عند الآخر دراہم ثم ان احدہما دفع وتفرقا جاز وان لم ینقد واحد منہما حتی تفرقا لم یجز کذا فی المحیط ولو باع الفلوس بالفلوس ثم افترقا قبل التقابض بطل البیع ولو قبض احدہما ولم یقبض الآخر او تقابضا ثم استحق ما فی یدی احدہما بعد الافتراق فالعقد صحیح علی حالہ عالمگیری صـ ۲۲۴ جـ ۳ وان استقرض الفلوس من رجل ودفع الیہ قبل الافتراق او بعدہ فہو جائز اذا کان قد قبض الدراہم فی المجلس کذلک لو افترقا بعد قبض الفلوس ۴ قبل قبض الدراہم ۱۲ عالمگیری صـ ۲۲۴ جـ ۳ ✣

او ۲ و تفسیر الافتراق ہو ان یفترق العاقد ان بابدانہما عن مجلسہما بان یاخذ ہذا فی جہۃ وہذا فی جہۃ او یذہب احدہما ویبقی الآخر حتی لو کانا فی مجلسہما لم یبرحا عنہ لم یکونا متفرقین وان طال مجلسہما الا بعد الافتراق بابدانہما وکذا اذا ناما فی المجلس او اغمی علیہما وکذا اذا قاما عن مجلسہما معا وذہبا فی جہۃ واحدۃ وطریق واحد ومشیا میلا او اکثر ولم یفارق احدہما صاحبہ فلیسا متفرقین کذا فی البدائع ۱۲ عالمگیری جـ ۳ صـ ۲۶ ۳ و استقرضا فادیا قبل افتراقہما او امسکا ما اشار الیہ فی العقد وادیا مثلہما جاز ۱۲ در صـ ۲۶۵ جـ ۴ ۴ باع سیفا حلیتہ خمسون ویخلص بلا ضرر فباعہ بمائۃ ونقد خمسین فما نقد فہو ثمن الفضۃ سواء سکت او قال خذ ہذا من ثمنہما فان افترقا من غیر قبض بطل فی الحلیۃ فقط وصح فی السیف ان یخلص بلا ضرر وان لم یخلص الا بضرر بطل اصلا والاصل انہ متی بیع نقد مع غیرہ کمفضض ومزرکش بنقد من جنسہ شرط زیادۃ الثمن فلو مثلہ

لین دین دونوں طرف سے اُسی وقت ہو جانا چاہیئے کہ یہ روپیہ دیدے اور وہ ریزگاری دیدے لیکن یاد رکھو کہ پیسوں کا یہ حکم اُسی[ل] وقت ہے جب دوکاندار کے پاس پیسے ہیں تو سہی لیکن کسی وجہ سے دے نہیں سکتا یا گھر پر تھے وہاں جاکر لاوے گا تب دے گا۔ اور اگر پیسے نہیں تھے یوں کہا جب سودا بکے اور پیسے آویں تو لے لینا یا کچھ پیسے ابھی دیدیئے اور باقی کی نسبت کہا جب بکری ہو اور پیسے آویں تو لے لینا یہ درست نہیں اور چونکہ اکثر پیسوں کے موجود نہ ہونے ہی سے یہ اُدھار ہوتا ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ بالکل پیسے اُدھار کے نہ چھوڑے اور اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ جتنے پیسے موجود ہیں وہ قرض لے لو اور روپیہ امانت رکھا دو۔ جب سب پیسے دے اس وقت بیچ کر لینا۔ مسئلہ ۱۷ اگر اشرفی[ہ] دے کر روپے لئے تو دونوں طرف سے لین دین سامنے رہتے رہتے ہو جانا واجب ہے۔ مسئلہ ۱۸ چاندی[ہ] سونے کی چیز روپیہ یا اشرفیوں سے خریدی اور شرط کرلی کہ ایک دن تک یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے تو یہ جائز نہیں ایسے معاملہ میں یہ اقرار نہ کرنا چاہیئے۔ مسئلہ اب[ھ] ان چیزوں کا حکم سُنو جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، گوشت، لوہا، تانبا، ترکاری، نمک وغیرہ اس قسم کی چیزوں میں سے اگر ایک چیز کو اسی قسم کی چیز سے بیچنا اور بدلنا چاہو مثلاً ایک گیہوں دے کر دوسرے گیہوں لئے یا ایک دھان دے کر دوسرے دھان لئے یا آٹے کے عوض آٹا یا اسی طرح کوئی اور چیز غرضکہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو اس میں بھی ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے ایک تو یہ کہ دونوں طرف بالکل برابر ہو ذرا بھی کسی طرف کمی بیشی نہ ہو ورنہ سُود ہو جاوے گا۔ دوسری یہ کہ اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے لین دین اور قبضہ ہو جاوے گا اگر قبضہ نہ ہو تو کم سے کم اتنا ضرور ہو کہ دونوں گیہوں الگ کر کے رکھدیئے جاویں تم اپنے گیہوں تول کر الگ رکھدو کہ دیکھو یہ رکھے ہیں جب تمہارا جی چاہے لیجانا۔ اسی طرح وہ بھی اپنے گیہوں تول کر الگ کر دے اور کہدے کہ یہ تمہارے الگ رکھے ہیں جب چاہو لیجانا۔ اگر یہ بھی نہ کیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئی تو سُود کا گناہ ہوا۔ مسئلہ ۲۰ خراب[ت] گیہوں دیکر اچھے گیہوں لینا منظور

لہ واذا اعطی رجل رجلا درہما وقال اعطنی بنصفہ کذا فلسا وبنصفہ درہما صغیرا فہو جائز فان تفرقا قبل قبض الدرہم الصغیر والفلوس فالعقد قائم فی الفلوس منتقض فی حصۃ الدرہم ۱۲ عالمگیری ص۲۲۵ ج ۳

لہ وبطل بیع مالیس فی ملکہ لا بطریق السلم فانہ صحیح ۱۲ در مختار ص۱۶۲ ج ۴

سہ وان باع الذہب بالفضۃ جاز التفاضل لعدم المجانسۃ ووجب التقابض ۱۲ فتح القدیر ص۳۷۱ ج ۵

ٹہ لا یصح شرط الخیار فیہ ولا الاجل لان باحدہما لا یبقی القبض مستحقا وبالثانی یفوت القبض المستحق الا اذا اسقط الخیار فی المجلس فیعود الی الجواز لارتفاعہ قبل تقررہ ۱۲ فتح القدیر ص۳۷۲ ج ۵

ھہ فحرم فی کل مکیل او موزون اذا بیع بجنسہ متفاضلا (فتح القدیر ص۲۷۴ ج ۵) ویجوز بیع الحفنۃ بالحفنتین والتفاحۃ بالتفاحتین لان المساواۃ بالمعیار ولم یوجد فلم یتحقق الفضل ولو تبایعا مکیلا او موزونا غیر مطعوم بجنسہ متفاضلا کالجص والحدید لا یجوز عندنا موجود ۱۲ القدر والجنس (فتح القدیر ص۲۷۹ ج ۵) فالعلۃ عندنا الکیل مع الجنس او الوزن مع الجنس قال رضی اللہ عنہ ویقال القدر مع الجنس وہو اشمل فعند اجتماعہما یحرم التفاضل والنساء وباحدہما مفرداً یحرم النساء ویحل التفاضل (فتح القدیر ص۲۷۴-۲۷۵ ج ۵) واذا عدم الوصفان الجنس والمعنی المضموم الیہ حل التفاضل والنساء (فتح القدیر ص۲۷۹ ج ۵) وما سواہ مما فیہ الربوا یعتبر فیہ التعیین ولا یعتبر فیہ التقابض (فتح القدیر ص۲۸۵ ج ۵) وتعاقب القبض لا یعتبر تفاوتا فی المال عرفا بخلاف النقد والمؤجل ۱۲ فتح القدیر ص۲۸۶ ج ۵

لہ فاذا بیع المکیل کالبر والشعیر والتمر والملح او الموزون مثلا بمثل صح وان تفاضل احدہما لا یصح وجیدہ وردیئہ سواء وفی المبسوط الحنطۃ العفنۃ مع الحنطۃ الجیدۃ جنس واحد (عالمگیری بحذف ص۱۱۷ ج ۳) فان باع صاعا من الحنطۃ الردیۃ بنصف صاع جید من الحنطۃ او باع نصف صاع من الحنطۃ بما دون نصف صاع منہا لا یجوز (خانیہ ص۲۴۰ ج ۲) جید ما جعل فیہ الربوا کردیئہ حتے لا یجوز بیع احدہما بالآخر متفاضلا ۱۲ بحر ص۱۴۱ ج ۶ +

ہے یا بُرا آٹا دے کر اچھا آٹا لینا ہے اس لئے اس کے برابر کوئی نہیں دیتا تو سُود سے بچنے کی یہ ترکیب ہے کہ اس گیہوں یا آٹے وغیرہ کو پیسوں سے بیچدو کہ ہم نے اتنا آٹا دو آنے کو بیچا۔ پھر اُسی دو آنے کے عوض اُس سے وہ اچھے گیہوں (یا آٹا) لے لو یہ جائز ہے۔ **مسئلہ ۲۱** اور اگر ایسی چیزوں میں جو تول کر بکتی ہیں ایک طرح کی چیز نہ ہو جیسے گیہوں دے کر دھان لئے یا جَو۔ چنا۔ جوار۔ نمک۔ گوشت۔ ترکاری وغیرہ کوئی اور چیز لی غرضکہ ادھر اور چیز ہے اور اُدھر اور چیز دونوں طرف ایک چیز نہیں تو اس صورت میں دونوں کا وزن برابر ہونا واجب نہیں۔ سیر بھر گیہوں دے کر چاہے دس سیر دھان وغیرہ لے لو یا چھٹانک ہی بھر لو۔ تو سب جائز ہے۔ البتہ وہ دوسری بات یہاں بھی واجب ہے کہ سامنے رہتے رہتے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے یا کم سے کم اتنا ہو کہ دونوں کی چیزیں الگ کر کے رکھ دی جائیں اگر ایسا نہ کیا تو سُود کا گناہ ہو گیا۔ **مسئلہ ۲۲** سیر بھر چنے کے عوض میں کنجڑن سے کوئی ترکاری لی پھر چنے نکالنے کے لئے اندر کوٹھڑی میں گئی وہاں سے الگ ہو گئی تو یہ ناجائز اور حرام ہے اب پھر سے معاملہ کرے۔ **مسئلہ ۲۳** اگر اس قسم کی جو تول کر بکتی ہے روپے پیسے سے خریدی یا کپڑے وغیرہ کسی ایسی چیز سے بدلی ہے جو تول کر نہیں بکتی بلکہ گز سے ناپ کر بکتی ہے یا گنتی سے بکتی ہے مثلاً ایک تھان کپڑا دے کر گیہوں وغیرہ لئے یا گیہوں چنے دے کر امرود، نارنگی، ناشپاتی، انڈے ایسی چیزیں لیں جو گن کر بکتی ہیں غرضکہ ایک طرف ایسی چیز ہے جو تول کر بکتی ہے اور دوسری طرف گنتی سے یا گز سے ناپ کر بکنے والی چیز ہے تو اس صورت میں ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی واجب نہیں۔ ایک پیسہ کے چاہے جتنے گیہوں آٹا ترکاری خریدے اسی طرح کپڑا دے کر چاہے جتنا اناج لیوے گیہوں چنے وغیرہ دے کر چاہے جتنے امرود نارنگی وغیرہ لیوے اور چاہے اُسی وقت اس جگہ رہتے رہتے لین دین ہو جائے اور چاہے الگ ہونے کے بعد ہر طرح یہ معاملہ درست ہے۔ **مسئلہ ۲۴** ایک طرف چھنا ہوا آٹا ہے دوسری طرف بے چھنا۔ یا ایک طرف موٹا ہے دوسری طرف باریک۔ تو بدلتے وقت ان دونوں کا برابر ہونا واجب ہے کمی زیادتی جائز نہیں۔ اگر ضرورت پڑے تو اس کی وہی ترکیب ہے جو بیان ہوئی اور اگر ایک طرف گیہوں کا آٹا ہے دوسری طرف چنے کا یا جوار وغیرہ کا تو اب وزن میں دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں مگر وہ دوسری بات بہر حال واجب ہے کہ ہاتھ در ہاتھ لین دین ہو جائے۔ **مسئلہ ۲۵** گیہوں کو آٹے سے بدلنا کسی طرح درست نہیں چاہے سیر بھر گیہوں دے کر سیر ہی بھر آٹا لو چاہے کچھ کم زیادہ لو۔ بہر حال ناجائز ہے۔ البتہ اگر گیہوں دے کر گیہوں کا آٹا نہیں لیا بلکہ چنے وغیرہ کسی اور چیز کا آٹا لیا تو جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔ **مسئلہ ۲۶** سرسوں دے کر سرسوں کا تیل لیا یا تِل دے کر تلی کا تیل لیا تو دیکھو

۲۔ واذا وجد الجنس والمعنی المضموم الیہ وہو القدر حرم التفاضل والنساء کالشعیر بالشعیر واذا وجد احدہما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء مثل ان یسلم ثوبا ہرویا فی ثوب ہروی فی صورۃ اتحاد الجنس مع عدم المضموم الیہ (ای القدر) او حنطۃ فی شعیر فی صورۃ اختلاف الجنس مع اتحاد المضموم وہو المسوی ۱۲ فتح القدیر بحذف ص ۲۷۹ ج ۵)

۳۔ واذا عدم الوصفان الجنس والمعنی المضموم الیہ حل التفاضل والنساء لعدم العلۃ المحرمۃ والاصل فیہ الاباحۃ (فتح القدیر ص ۲۷۹ ج ۵) نیز دیکھو حاشیہ نمبر ۱ و ۲ صفحہ ہذا ۱۲

۴۔ وبیع الدقیق المنخول بغیر المنخول لایجوز الا مماثلا در المختار ص ۲۸۹ ج ۴ واما بیع الدقیق بالدقیق متساویا کیلا اذا کانا مکبوسین فجائز اتفاقا ۱۲ رد المحتار ص ۲۸۹ ج ۴

۵۔ ولا یجوز بیع البر بدقیق او سویق ای دقیق البر او سویقہ مطلقا ولو متساویا لعدم المسوی بخلاف دقیق الشعیر او سویقہ فانہ یجوز ص لاختلاف الجنس ۱۲ در مختار ص ۲۸۹ ج ۴ ورد المحتار

۶۔ ولا یجوز بیع الزیتون بالزیت والسمسم بالشیرج حتی یکون الزیت والشیرج اکثر مما فی الزیتون والسمسم فیکون الدہن بمثلہ والزیادۃ بالثجیر ولو لم یعلم مقدار ما فیہ لایجوز لاحتمال الربوا والشبہۃ فیہ کالحقیقۃ ۱۲ فتح القدیر بحذف ص ۲۹۵-۲۹۶ ج ۵ و در ص ۲۸۹ ج ۴

اگر یہ تیل جو تم نے لیا ہے یقیناً اس تیل سے زیادہ ہے جو اس سرسوں اور تِل میں نکلے گا تو یہ بدلنا ہاتھ در ہاتھ صحیح ہے اور اگر اس کے برابر یا کم ہو یا شبہ اور شک ہو کہ شاید اس سے زیادہ نہ ہو تو درست نہیں۔ بلکہ سُود ہے۔

مسئلہ ۲۷ گائے کا گوشت[۱] دے کر بکری کا گوشت لیا تو دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں کمی بیشی جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔

مسئلہ ۲۸ اپنا لوٹا دے کر دوسرے کا لوٹا لیا یا لوٹے[۲] کو پتیلی وغیرہ کسی اور برتن سے بدلا تو وزن میں دونوں کا برابر ہونا اور ہاتھ در ہاتھ ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہوئی تو سُود ہو گیا کیونکہ دونوں چیزیں تانبے کی ہیں اس لئے وہ ایک ہی قسم کی سمجھی جاویں گی۔ اسی طرح اگر وزن میں برابر ہو مگر ہاتھ در ہاتھ نہ ہوئی تب بھی سُود ہوا۔ البتہ اگر ایک طرف تانبے کا برتن ہو دوسری طرف لوہے کا یا پیتل وغیرہ کا تو وزن کی کمی بیشی جائز ہے۔ مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔

مسئلہ ۲۹ کسی[۳] سے سیر بھر گیہوں قرض لئے اور یوں کہا ہمارے پاس گیہوں تو ہیں نہیں ہم اس کے عوض دو سیر چنے دیدیں گے تو جائز نہیں کیونکہ اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ گیہوں کو چنے سے بدلتی ہے اور بدلتے وقت ایسی دونوں چیزوں کا اسی وقت لین دین ہونا چاہئے کچھ اُدھار نہ رہنا چاہیئے۔ اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرے کہ گیہوں اُدھار لے جائے اُس وقت یہ نہ کہے کہ اس کے بدلے ہم چنے دیویں گے بلکہ کسی دوسرے وقت چنے لا کر کہے۔ بہن اس گیہوں کے بدلے تم یہ چنے لے لو۔ یہ جائز ہے۔

مسئلہ ۳۰ یہ جتنے[۴] مسئلے بیان ہوئے سب میں اُسی وقت رہتے رہتے سامنے لین دین ہو جانا یا کم سے کم اسی وقت سامنے دونوں چیزیں الگ کر کے رکھدینا شرط ہے اگر ایسا نہ کیا تو سُودی معاملہ ہوا۔

مسئلہ ۳۱ جو چیزیں[۵] تول کر نہیں بکتیں بلکہ گز سے ناپ کر یا گن کر بکتی ہیں اُن کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی چیز دے کر اسی قسم کی چیز لو جیسے امرود دے کر دوسرے امرود لئے یا نارنگی دیکر نارنگی۔ یا کپڑا دے کر دوسرا ویسا ہی کپڑا لیا۔ تو برابر ہونا شرط نہیں۔ کمی بیشی[۶] جائز ہے لیکن اسی وقت لین دین ہو جانا واجب ہے اور اگر اِدھر اور چیز ہے اور اُس طرف اور چیز مثلاً امرود دے کر نارنگی لی یا گیہوں دے کر امرود لئے یا تنزیب دے کر لٹھا یا گاڑھا لیا تو بہر حال جائز ہے نہ تو دونوں کا برابر ہونا واجب ہے اور نہ اُسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۲ سب[۷] کا خلاصہ یہ ہوا کہ علاوہ چاندی سونے کے اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہو اور وہ چیز تول کر بکتی ہو جیسے گیہوں کے عوض گیہوں، چنے کے عوض چنا وغیرہ تب تو وزن میں برابر ہونا بھی واجب ہے اور اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا بھی واجب

---

[۱] ویجوز بیع اللحمان المختلفة بعضها ببعض متفاضلا ومراده لحم الابل والبقر والغنم فاما البقر والجوامیس جنس واحد وکذا المعز مع الضأن وکذا العراب مع البخاتی ۱۲ فتح القدیر ص ۲۹۰ ج ۵

[۲] باع انا من حدید بحدید ان کان الانا یباع وزنا تعتبر المساواة فی الوزن والا فلا وکذا اذا کان الانا من نحاس او صفر باعہ بصفر ۱۲ رد المحتار ص ۲۸۰ ج ۴

[۳] فان وجد احدھما ای القدر وحدہ کالحنطة بالشعیر او الجنس وحدہ کالھروی بھروی مثله حل الفضل وحرم النساء ۱۲ در والشامی ص ۲۷۷ ج ۴

[۴] والمعتبر تعیین الربوا فی غیر الصرف بلا شرط تقابض حتی لو باع برا ببر بعینھما وتفرقا قبل القبض جاز قال فی البحر بیانه کما ذکرہ الاسبیجابی بقوله و اذا تبایعا کیلیا بکیلی او وزنیا بوزنی کلاھما من جنس واحد او من جنسین مختلفین فان البیع لا یجوز حتی یکون کلاھما عینا اضیف الیه العقد و ھو حاضر او غائب بعد ما

ما بعد ان یکون موجودًا فی ملکه التقابض قبل الافتراق بالابدان لیس بشرط لجوازہ الا فی الذھب والفضة ۱۲ رد المحتار ص ۲۸۳ ج ۴۔

[۵] دیکھو حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ہذا ۱۲ [۶] ویجوز بیع البیضة بالبیضتین والتمرة بالتمرتین والجوزة بالجوزتین لانعدام المعیار فلا یتحقق الربوا فتح القدیر ص ۲۸۶ ج ۵ ویجوز بیع الکمثری بالتفاح متفاضلا وکذا بیع التفاح بالعنب متفاضلا ۱۲ عالمگیری ص ۱۱۸ ج ۳ [۷] دیکھو حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ہذا ۱۲

[۸] اگر بکری کا گوشت دے کر بھیڑ کا لیا۔ یا گائے کے گوشت سے بھینس کا گوشت بدل لیا تو برابر ہونا چاہئے کمی زیادتی جائز نہیں ۱۲

ہے اور اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہے لیکن تول کر نہیں بکتی جیسے امرود دے کر امرود، نارنگی دے کر نارنگی کپڑا دے کر ویسا ہی کپڑا لیا یا اُدھر سے اور چیز ہے اُدھر سے اور چیز لیکن دونوں تول کر بکتی ہیں جیسے گیہوں کے بدلے چنا، چنے کے بدلے جوار لینا۔ ان دونوں صورتوں میں وزن میں برابر ہونا واجب نہیں۔ کمی بیشی جائز ہے البتہ اُسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔ اور جہاں دونوں باتیں نہ ہوں یعنی دونوں طرف ایک ہی چیز نہیں اس طرف کچھ اور ہے اُس طرف کچھ اور۔ اور وہ دونوں وزن کے حساب سے بھی نہیں بکتیں وہاں کمی بیشی بھی جائز ہے اور اسی وقت لین دین کرنا بھی واجب نہیں جیسے امرود دے کر نارنگی لینا خوب سمجھ لو۔ **مسئلہ ۳۳** چینی کا ایک برتن دوسرے چینی کے برتن سے بدل لیا۔ یا چینی کو تام چینی سے بدلا۔ تو اس میں برابری واجب نہیں ایک کے بدلے دو لیوے تب بھی جائز ہے اسی طرح ایک سوئی دے کر دو سوئیاں یا تین یا چار لینا بھی جائز ہے لیکن اگر دونوں طرف چینی یا دونوں طرف تام چینی ہو تو اُسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا چاہئے اور اگر قسم بدل جاوے مثلاً چینی سے تام چینی بدلی تو یہ بھی واجب نہیں۔ **مسئلہ ۳۴** تمہارے پاس تمہاری پڑوسن آئی کہ تم نے جو سیر بھر آٹا پکایا ہے وہ روٹی ہم کو دیدو۔ ہمارے گھر مہمان آ گئے ہیں اور یہ سیر بھر یا سوا سیر آٹا یا گیہوں لے لو یا اس وقت روٹی دیدو پھر ہم سے آٹا یا گیہوں لے لیجیو یہ درست ہے۔

مسئلہ ۳۵ اگر نوکر ماما سے (خدمت گاری) کوئی چیز منگاؤ تو اس کو خوب سمجھا دو کہ اس چیز کو اس طرح خرید کر لانا کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ بے قاعدہ خرید لاوے جس میں سُود ہو جاوے پھر تم اور سب بال بچے اس کو کھاویں اور حرام کھانا کھانے کے وبال میں سب گرفتار ہوں اور جس جس کو تم کھلاؤ مثلاً میاں کو مہمان کو سب کا گناہ تمہارے اوپر پڑے۔

باب ۱۱	بیع سلم کا بیان	یازدھم

مسئلہ ۱ فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس روپے دیئے اور یوں کہا کہ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلانے مہینے میں فلاں تاریخ میں ہم تم سے ان دس روپے کے گیہوں لیں گے اور نرخ

ہ مکلف ومکلفة بعد تعلمه علم الدین والهدایة علم الوضوء والغسل والصلوة والصوم وعلم الزكوة لمن له نصاب والحج لمن وجب علیه والبیوع علی تجار لیحترزوا من الشبهات والمكروهات فی سائر المعاملات وكذا اهل الحرف وكل من اشتغل بشئ یفرض علمه وحكمه لیمتنع من الحرام فیه (ردالمختار صـ۳۳ ج ۱) ۔

لاینبغی للرجل ان یشتغل بالتجارة مالم یعلم احكام البیع والشراء ومایجوز منه ومالایجوز ۱۲ عالمگیری صـ۲۴۱ جـ۳ ۵۶ اما تفسیره فالسلم عقد یثبت به الملك فی الثمن عاجلا وفی المثمن آجلا واما ركنه فبان تقول لآخر اسلمت الیك عشرة دراهم فی كر حنطة او اسلفت ویقول الآخر قبلت وینعقد السلم بلفظ البیع فی ؎

۵۲ و(حل) دواة بدواتین واناء باثقل منه مالم یكن من احد النقدین فیمتنع التفاضل وابرة بابرتین (درمختار صـ۲۸۰ جـ۴) ای وان كانت لاتباع وزنا لان صورة الوزن منصوص علیها فی النقدین فلا تتغیر بالصنعة فلاتخرج عن الوزن بالعادة ۱۲ ردالمحتار صـ۲۸۰ جـ۴ ۔

۵۳ وبیع الحنطة بالخبز والخبز بالحنطة وبیع الخبز بالدقیق والدقیق بالخبز قال بعضهم یجوز متساویا ومتفاضلا وعلیه الفتوی لان الحنطة كیلیة وكذا الدقیق والخبز وزنیان فیجوز بیع احدهما بالآخر متفاضلا ومتساویا اذا كانا نقدین وان كان احدهما نسیئة اذا كان الخبز نقدا جاز عند علمائنا وان كان الحنطة او الدقیق نقدا او الخبز نسیئة لایجوز فی قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی وعند ابی یوسف رحمه الله تعالی یجوز وهو روایة عن ابی حنیفة وعلیه الفتوی ۱۲ عالمگیری صـ۱۱۸ ج ۳۔

۵۴ وفرض علی كل ؎

؎ روایة الحسن وهو الاصح ۱۲ عالمگیری صـ۱۷۸ ج ۳ ؎

اسی وقت طے کر لیا کہ روپے کے پندرہ سیر یا روپے کے بیس سیر کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے جس مہینے کا وعدہ ہوا ہے اس مہینے میں اس کو اسی بھاؤ گیہوں دینا پڑیں گے چاہے بازار میں گراں بکیں چاہے سستے بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اس بیع کو سلم کہتے ہیں۔ لیکن اس کے جائز ہونے کی کئی شرطیں ہیں ان کو خوب غور سے سمجھو۔ اوّل شرط یہ ہے[1] کہ گیہوں وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف ایسی طرح بتلا دیوے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا نہ پڑے مثلاً کہدے کہ فلاں قسم کا گیہوں دینا۔ بہت پتلا نہ ہو۔ نہ پالا مارا ہوا ہو۔ عمدہ ہو خراب نہ ہو۔ اس میں کوئی اور چیز چنے۔ مٹر وغیرہ نہ ملی ہو خوب سوکھے ہوں گیلے نہ ہوں۔ غرضکہ جس قسم کی چیز لینا ہو ویسی بتلا دینا چاہئے تاکہ اس وقت بکھیڑا نہ ہو۔ اگر اس وقت صرف اتنا کہدیا کہ دس روپے کے گیہوں دیدینا تو یہ ناجائز ہوا یا یوں کہا کہ ان دس روپے کے دھان دیدینا یا چاول دیدینا اس کی قسم کچھ نہیں بتلائی یہ سب ناجائز ہے۔ دوسری شرط یہ ہے[2] کہ نرخ بھی اسی وقت طے کر لے کہ روپے کے پندرہ سیر یا بیس سیر کے حساب سے لیوینگے اگر یوں کہا کہ اس وقت جو بازار کا بھاؤ ہو اس حساب سے ہم کو دینا یا اس سے دو سیر زیادہ دینا تو یہ جائز نہیں بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہ کرو۔ اسی وقت اپنے لینے کا نرخ مقرر کر لو۔ وقت آنے پر اسی مقرر کئے ہوئے بھاؤ سے لے لو۔ تیسری شرط یہ ہے[3] کہ جے روپے کے لینا ہوں اُسی وقت بتلا دو کہ ہم دس روپے یا بیس روپے کے گیہوں لیں گے۔ اگر یہ نہیں بتلایا اور یوں ہی گول مول کہدیا کہ تھوڑے روپے کے ہم بھی لیویں گے تو یہ صحیح نہیں ہیں۔ چوتھی شرط یہ ہے[4] کہ اسی وقت اسی جگہ رہتے رہتے سب روپے دیدیوے اگر معاملہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپے دیئے تو وہ معاملہ باطل ہو گیا اب پھر سے کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر پانچ روپے تو اسی وقت دیدیئے اور پانچ روپے دوسرے وقت دیئے تو پانچ روپے میں بیع سلم باقی رہی اور پانچ روپے میں باطل ہو گئی پانچویں شرط یہ ہے[5] کہ اپنے لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینے کے بعد فلانی تاریخ ہم گیہوں لیویں گے مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے جتنی مقرر کرے جائز ہے لیکن دن تاریخ مہینہ سب مقرر کر دے تاکہ بکھیڑا نہ پڑے کہ وہ کہے میں ابھی نہ دوں گا۔ تم کہو نہیں آج ہی دو۔ اس لئے پہلے ہی سے سب طے کر لو۔ اگر دن تاریخ مہینہ مقرر نہ کیا بلکہ یوں کہا کہ جب فصل کٹے گی تب دیدینا تو یہ صحیح نہیں۔

[1] اما الشروط التی فی المسلم فیہ فاحدہا بیان جنس المسلم فیہ حنطۃ او شعیر والثانی بیان نوعہ حنطۃ سقیۃ او بخسیۃ او جبلیۃ او سہلیۃ والثالث بیان الصفۃ حنطۃ جیدۃ او ردیئۃ او وسط کذا فی النہایۃ ۱۲ عالمگیری ص ۱۷۹ ج ۳

[2] والرابع ان یکون معلوم القدر بالکیل او الوزن او العد او الذرع کذا فی البدائع وینبغی ان یعلم قدرہ بمقدار یؤمن فقدہ من ایدی الناس ولو علم قدرہ بمکیال بعینہ کقولہ بہذا الاناء بعینہ او بہذا الزنبیل او بوزن ہذا الحجر لا یجوز ان کان لا یعلم کم یسع فی الاناء ولا یعرف وزن الحجر ۱۲ عالمگیری ص ۱۷۹ ج ۳

[3] اما الستۃ التی فی رأس المال فاحدہا بیان الجنس انہ دراہم او دنانیر او من المکیل حنطۃ او شعیر او نحو ذلک والثانی بیان النوع انہ دراہم غطریفیۃ او عدالیۃ او دنانیر محمودیۃ او ہرویۃ وہذا اذا کان فی البلد نقود مختلفۃ واما اذا کان فی البلد نقد واحد فذکر الجنس کاف والثالث بیان الصفۃ انہ جید او ردی او وسط والرابع بیان قدر رأس المال والخامس کون الدراہم والدنانیر منتقدۃ وہو شرط الجواز عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی ایضا مع اعلام القدر ۱۲ عالمگیری بحذف ص ۱۷۸ - ۱۷۹ ج ۳

[4] والسادس ان یکون مقبوضا فی مجلس السلم سواء کان رأس المال دینا او عینا عند عامۃ العلماء استحسانا وسواء قبض فی اول المجلس او فی آخرہ لان ساعات المجلس لہا حکم ساعۃ واحدۃ وفی النوادر لو تعاقدا عقد السلم ومشیا میلا او اکثر ولم یغب احدہما عن صاحبہ ثم قبض رأس المال فافترقا جاز کذا فی الذخیرۃ وفی النوازل رجل اسلم عشرۃ دراہم فی عشرۃ اقفزۃ حنطۃ ولم تکن الدراہم عندہ فدخل بیتہ لیخرج الدراہم ان دخل حیث یراہ المسلم الیہ لا یبطل السلم وان توارٰی عنہ بطل ۱۲ عالمگیری بحذف ص ۱۷۹ ج ۳

[5] (واما الشروط التی فی المسلم فیہ) فالخامس ان یکون المسلم فیہ مؤجلا باجل معلوم حتی ان سلم الحال لا یجوز واختلف فی ادنی الاجل الذی لا یجوز السلم بدونہ عن محمد رحمہ اللہ تعالی انہ قدرہ بشہر وعلیہ الفتوی ۱۲ عالمگیری ص ۱۸۰ ج ۳ +

چھٹی شرط[۱] یہ ہے کہ یہ بھی مقرر کر دے کہ فلانی جگہ وہ گیہوں دینا یعنی اسی شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کے لئے کہدے یا یوں کہدے کہ ہمارے گھر پہنچا دینا۔ غرضکہ جو منظور ہو صاف بتلادے اگر یہ نہیں بتلایا تو صحیح نہیں۔ البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو جس کے لانے اور لیجانے میں کچھ مزدوری نہیں لگتی مثلاً مشک خریدا یا سچے موتی یا اور کچھ تو لینے کی جگہ بتلانا ضروری نہیں۔ جہاں یہ ملے اس کو دیدے اگر ان شرطوں کے موافق کیا تو بیع سلم درست ہے ورنہ درست نہیں۔ **مسئلہ[۲]** گیہوں وغیرہ غلہ کے علاوہ اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی کیفیت بیان کر کے مقرر کر دی جائے کہ لیتے وقت کچھ جھگڑا ہونے کا ڈر نہ رہے ان کی بیع سلم بھی درست ہے جیسے انڈے اینٹیں کپڑا۔ مگر سب باتیں طے کرلے کہ اتنی بڑی اینٹ ہو۔ اتنی لمبی اتنی چوڑی کپڑا سوتی ہو اتنا باریک ہو اتنا موٹا ہو۔ دیسی ہو یا ولائتی ہو۔ غرضکہ سب باتیں بتلادینا چاہئے کچھ گنجائش جھگڑے کی باقی نہ رہے۔ **مسئلہ[۳]** روپے کی پانچ گٹھڑی یا پانچ کھانچی کے حساب سے بھوسا بطور بیع سلم کے لیا تو یہ درست نہیں کیونکہ گٹھڑی اور کھانچی کی مقدار میں بہت فرق ہوتا ہے البتہ اگر کسی طرح سے سب کچھ مقرر و طے کرلے یا وزن کے حساب سے بیع کرے تو درست ہے۔ **مسئلہ[۴]** سلم کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے لیکر لینے اور وصول پانے کے زمانے تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے نایاب نہ ہو۔ اگر اس درمیان میں وہ چیز بالکل نایاب ہو جائے کہ اس ملک میں بازاروں میں نہ ملے گو دوسری جگہ سے بہت مصیبت جھیل کر منگوا سکے تو وہ بیع سلم باطل ہو گئی۔ **مسئلہ[۵]** معاملہ کرتے وقت یہ شرط کر دی کہ فصل کے کٹنے پر فلاں مہینے میں ہم نئے گیہوں لیویں گے یا فلانے کھیت کے گیہوں لیویں گے تو یہ صحیح نہیں ہے اس لئے یہ شرط نہ کرنا چاہیے پھر وقت مقررہ پر اس کو اختیار ہے چاہے نئے دیوے یا پرانے البتہ اگر نئے گیہوں کٹ چکے ہوں تو نئے کی شرط کرنا بھی درست ہے۔ **مسئلہ[۶]** تم نے دس روپے کے گیہوں لینے کا معاملہ کیا تھا وہ مدت گذر گئی بلکہ زیادہ ہو گئی مگر اس نے اب تک گیہوں نہیں دیئے نہ دینے کی امید ہے تو اب یہ کہنا جائز نہیں کہ اچھا تم گیہوں نہ دو بلکہ اس گیہوں کے بدلے اتنے چنے یا اتنے دھان یا اتنی فلاں چیز دیدو۔ گیہوں کے عوض کسی اور چیز کا لینا جائز نہیں یا تو اس کو کچھ مہلت دیدو اور بعد مہلت کے گیہوں لو۔ یا اپنا روپیہ واپس لے لو۔ اسی طرح اگر بیع سلم کو تم دونوں نے توڑ دیا کہ ہم وہ معاملہ توڑتے ہیں گیہوں نہ لیویں گے روپیہ واپس دیدو یا تم نے نہیں توڑا بلکہ وہ معاملہ خود ہی ٹوٹ گیا جیسے وہ چیز نایاب ہو گئی کہیں نہیں ملتی۔ تو اس صورت میں تم کو صرف روپے لینے کا اختیار ہے اس روپے کے عوض اس سے کوئی

---

۱ ولا بد من بيان مكان الايفاء فيما له حمل ومؤنة كالبر ونحوه وفيما لا حمل له ولا مؤنة كالمسك والكافور لا يشترط تعيين مكان الايفاء بالاجماع ۱۲ عالمگیری بحذف ص۱۸۰ ج۳

۲ ويجوز السلم في الثياب اذا بين طولا وعرضا ورقعة (فتح القدير ص۳۵۳ ج ۵) ولا بأس بالسلم في اللبن والآجر اذا سمى ملبنا معلوماً وكل ما امكن ضبط صفته ومعرفة مقداره جاز السلم فيه ۱۲ فتح القدير ص۳۵۴ ج۵

۳ ولا في الحطب حزما ولا في الرطبة جرزا (فتح القدير ص۳۳۳ ج ۵) فان كان ما يعلم به الكبس كالزنبيل والجراب لا يجوز للمنازعة ۱۲ فتح القدير ص۳۳۶ ج ۵۔

۴ ولا يجوز السلم حتى يكون المسلم فيه موجوداً من حين العقد الى حين المحل حتى لو كان منقطعا عند العقد موجودا عند المحل او على العكس او منقطعا فيما بين ذلك لا يجوز ۱۲ فتح القدير ص۳۳۱

۵ ولا بمكيال وذراع مجهول ولا بر قرية بعينها او ثمرة نخلة معينة الا اذا كانت النسبة لثمرة ص او نخلة او قرية لبيان الصفة ولا في حنطة حديثة قبل حدوثها ۱۲ در مختار ص۳۱۸-۲۱۹ ج ۴

۶ ولا يجوز لرب السلم شراء شئ من المسلم اليه برأس المال بعد الاقالة في عقد السلم الصحيح قبل قبضه ۱۲ در مختار ص۳۲۷ ج ۴

۷ یعنی اس قسم کا معاملہ جائز نہیں ہے ۱۲ +

اور چیز لینا درست نہیں۔ پہلے روپیہ لے لو۔ لینے کے بعد اس سے جو چیز چاہو خریدو۔

باب ۱۲	قرض لینے کا بیان	دوازدہم ۱۲

مسئلہ ۱ جو[۱] چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز تم دے سکتے ہو اس کا قرض لینا درست ہے جیسے اناج انڈے گوشت وغیرہ اور جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز دینا مشکل ہے تو اس کا قرض لینا درست نہیں جیسے امرود نارنگی بکری مرغی وغیرہ۔ **مسئلہ** ۲ جس[۲] زمانے میں روپے کے دس سیر گیہوں ملتے تھے اس وقت تم نے پانچ سیر گیہوں قرض لئے پھر گیہوں سستے ہو گئے اور روپے کے بیس سیر ملنے لگے تو تم کو وہی پانچ سیر گیہوں دینا پڑیں گے۔ اسی طرح اگر گراں ہو گئے تب بھی جتنے لئے ہیں اتنے ہی دینا پڑیں گے **مسئلہ** ۳ جیسے[۳] گیہوں تم نے دیئے تھے اس نے اس سے اچھے گیہوں ادا کئے تو اس کا لینا جائز ہے۔ یہ سود نہیں مگر قرض لینے کے وقت یہ کہنا درست نہیں کہ ہم اس سے اچھے لیں گے البتہ وزن میں زیادہ نہ ہونا چاہئے۔ اگر تم نے دیئے ہوئے گیہوں سے زیادہ لئے تو یہ ناجائز ہو گیا۔ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر لینا دینا چاہئے۔ لیکن اگر تھوڑا جھکتا تول دیا تو کچھ ڈر نہیں۔ **مسئلہ** ۴ کسی[۴] سے کچھ روپیہ یا غلہ اس وعدہ پر قرض لیا کہ ایک مہینہ یا پندرہ دن کے بعد ہم ادا کر دیں گے اور اس نے منظور کر لیا تب بھی یہ مدت کا بیان کرنا لغو بلکہ ناجائز ہے۔ اگر اس کو اس مدت سے پہلے ضرورت پڑے اور تم سے مانگے یا بے ضرورت ہی مانگے تو تم کو ابھی دینا پڑے گا **مسئلہ** ۵ تم[۵] نے دو سیر گیہوں یا آٹا وغیرہ کچھ قرض لیا جب اس نے مانگا تو تم نے کہا بہن اس وقت گیہوں تو نہیں ہیں اس کے بدلے تم دو آنے پیسے لے لو اس نے کہا اچھا۔ تو یہ پیسے اسی وقت سامنے رہتے رہتے دیدینا چاہئے۔ اگر پیسے نکالنے اندر گئی اور اس کے پاس سے الگ ہو گئی تو وہ معاملہ باطل ہو گیا۔ اب پھر سے کہنا چاہئے کہ تم اس ادھار گیہوں کے بدلے دو آنے لے لو۔ **مسئلہ** ۶۔ ایک[۶] روپے کے پیسے قرض لئے پھر پیسے گراں ہو گئے اور روپے کے ساڑھے پندرہ آنے چلنے لگے تو اب سولہ آنے دینا واجب نہیں ہیں بلکہ اس کے بدلے روپیہ دینا چاہئے۔ وہ یوں نہیں کہہ سکتی کہ میں روپیہ نہیں لیتی پیسے لئے تھے وہی لاؤ۔ **مسئلہ** ۷ گھروں[۷] میں دستور ہے کہ دوسرے گھر سے اس وقت دس پانچ روٹی قرض منگالی پھر جب اپنے گھر پک گئی گن کر بھیجدی۔ یہ درست ہے۔

---

۶ استقرض من الفلوس الرائجۃ والعدالی فکسدت فعلیہ مثلہا کاسدۃ ولا یغرم قیمتہا وکذا کل مایکال او یوزن لما مر انہ مضمون بمثلہ فلا عبرۃ بغلائہ ورخصہ ۱۲ درصـ ۲۶۶ ج ۴۔ ۷ فصح استقراض جوزو بیض وکاغذ عدداً ولحم وزناً وخبز وزناً وعدداً ۱۲ درصـ ۲۶۶ ج ۴ +

۱ ویجوز القرض فیما ہو من ذوات الامثال کالمکیل والموزون والعددی المتقارب کالبیض ولا یجوز فیما لیس من ذوات الامثال کالحیوان والثیاب والعددیات المتفاوتۃ ۱۲ عالمگیری صـ ۲۰۱ ج ۳

۲ وکذا کل مایکال و یوزن مضمون بمثلہ فلا عبرۃ بغلائہ ورخصہ ۱۲ درمختار صـ ۲۶۶ ج ۴

۳ فلو استقرض الدراہم المکسورۃ علی ان یودی صحیحا کان باطلا وکذا لو اقرضہ طعاما بشرط ردہ فی مکان آخر وکان علیہ مثل ماقبض فان قضاہ اجود بلا شرط جاز و ان اعطاہ المدیون اکثر مما علیہ وزنا فان کانت الزیادۃ تجری بین الوزنین جاز وان کانت کثیرۃ لا تجری بین الوزنین لا یجوز ۱۲ درو شامی صـ ۲۷ ج ۴

۴ وکل دین حال اذا اجلہ صاحبہ صار موجلا الا القرض ۱۲ فتح القدیر صـ ۲۷۳ ج ۵

۵ اذا کان لہ علی آخر طعام او فلوس فاشتراہ من علیہ بدراہم وتفرقا قبل قبض الدراہم بطل ۱۲ رد المحتار صـ ۲۶۹ ج ۴

باب ۱۳ | **کسی کی ذمہ داری کر لینے کا بیان** | سیزدہم

مسئلہ ۱ نعیمہ[ل] کے ذمہ کسی کے کچھ روپے یا پیسے ہوتے تھے تم نے اس کی ذمہ داری کر لی کہ اگر یہ نہ دیگی تو ہم سے لے لینا یا یوں کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں، ہم دیندار ہیں یا اور کوئی ایسا لفظ کہا جس سے ذمہ داری معلوم ہوئی اور اس حقدار نے تمہاری ذمہ داری منظور[۲] بھی کر لی۔ تو اب اس کی ادائیگی تمہارے ذمہ واجب ہو گئی اگر نعیمہ نہ دیوے تو تم کو دینا پڑیں گے اور اس حقدار کو اختیار ہے جس سے چاہے تقاضا کرے چاہے تم سے اور چاہے نعیمہ سے۔ اب[۳] جبتک نعیمہ اپنا قرض ادا نہ کر دے یا معاف نہ کرالے تب تک برابر تم ذمہ دار رہو گی۔ البتہ اگر وہ حقدار تمہاری ذمہ داری معاف کر دے اور کہدے کہ اب تم سے کچھ مطلب نہیں ہم تم سے تقاضا نہ کریں گے۔ تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی۔ اور اگر تمہاری ذمہ داری کے وقت ہی اس حقدار نے منظور نہیں کیا اور کہا تمہاری ذمہ داری کا ہم کو اعتبار نہیں یا اور کچھ کہا تو تم ذمہ دار نہیں ہوئیں۔

مسئلہ ۲ تم[۴] نے کسی کی ذمہ داری کر لی تھی اور اس کے پاس روپے ابھی نہ تھے اس لئے تم کو دینا پڑے تو اگر تم نے اس قرضدار کے کہنے سے ذمہ داری کی ہے تب تو جتنا تم نے حقدار کو دیا ہے اس قرضدار سے لے سکتی ہو۔ اور اگر تم نے اپنی خوشی سے ذمہ داری کی ہے تو دیکھو تمہاری ذمہ داری کو پہلے کس نے منظور کیا ہے اس قرضدار نے یا حقدار نے۔ اگر پہلے قرضدار نے منظور کیا تب تو ایسا ہی سمجھیں گے کہ تم نے اس کے کہنے سے ذمہ داری کی۔ لہذا اپنا روپیہ اس سے لے سکتی ہو۔ اور اگر پہلے حقدار نے منظور کر لیا تو جو کچھ تم نے دیا ہے قرضدار سے لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ تمہاری طرف سے احسان سمجھا جائے گا کہ ویسے ہی اس کا قرض تم نے ادا کر دیا وہ خود دیدے تو اور بات ہے۔

مسئلہ ۳ اگر حقدار[۵] نے قرضدار کو مہینہ بھر یا پندرہ دن وغیرہ کی مہلت دیدی تو اب اتنے دن اس ذمہ داری کرنے والے سے بھی تقاضا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۴ اور اگر[۶] تم نے اپنے پاس سے دینے کی ذمہ داری نہیں کی تھی بلکہ اس قرضدار کا روپیہ تمہارے پاس امانت رکھا تھا اسلئے تم نے کہا تھا کہ ہمارے پاس اس شخص کی امانت رکھی ہے ہم اس میں سے دیدیویں گے پھر وہ روپیہ چوری ہو گیا یا اور کسی طرح جاتا رہا تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی۔ نہ اب تم پر اس کا دینا واجب ہے۔ اور نہ وہ حقدار تم سے تقاضا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۵ کہیں[۷] جانے کے لئے تم نے کوئی یکہ یا بہلی کرایہ پر کی اور اُس بہلی والے

[ل] واما الكفالة بالمال فجائزة معلوما كان المكفول به او مجهولا اذا كان دينا صحيحا مثل ان يقول تكفلت عنه بالف او بمالك عليه او بما يدركك في هذا البيع والمكفول له بالخيار ان شاء طالب الذي عليه الاصل وان شاء طالب كفيله ۱۲ فتح القدير ص۴۰۲-۴۰۳ ج ۵۔

[۲] ولا تصح الكفالة الا بقبول المكفول له في المجلس ۱۲ فتح القدير ص۴۱۷ ج ۵۔

[۳] واذا ابرأ الطالب المكفول عنه او استوفى منه برئ الكفيل وان ابرأ الكفيل لم يبرأ الاصيل عنه لانه تبع ۱۲ فتح القدير ص۴۱۰-۴۱۱ ج ۵۔

[۴] وتجوز الكفالة بامر المكفول عنه وبغير امره فان كفل بامره رجع بما أدى عليه وان كفل بغيره امره لم يرجع بما يؤديه ۱۲ فتح القدير ص۴۰۷-۴۰۸ ج ۵

[۵] وكذا اذا اخر الطالب عن الاصيل فهو تاخير عن الكفيل ولو اخر عن الكفيل لم يكن تاخيرا عن الذي عليه الاصيل ۱۲ فتح القدير ص۴۱۱ ج ۵

[۶] فلو بتسليمها صح في الكل اى في الامانات والمبيع والمرهون فاذا كانت قائمة وجب تسليمها وان هلكت لم يجب على الكفيل شئ ۱۲ رد المحتار ص۲۹۱ ج ۴۔

[۷] ومن استاجر دابة للحمل عليها فان كانت بعينها لا تصح الكفالة بالحمل وان كانت بغير عينها جازت الكفالة لانه يمكنه الحمل على دابة نفسه والحمل هو المستحق ۱۲ فتح القدير ص۴۱۶ ج ۵ +

کی کسی نے ذمہ داری کر لی کہ اگر یہ نہ لے گیا تو میں اپنی پہلی دیدوں گا تو یہ ذمہ داری درست ہے اگر وہ نہ دے تو اس ذمہ دار کو دینا پڑے گی۔ مسئلہ ۶ تم نے اپنی چیز کسی کو دی کہ جاؤ اس کو بیچ لاؤ۔ وہ بیچ آیا۔ لیکن دام نہیں لایا اور کہا کہ دام کہیں نہیں جا سکتے۔ دام کا میں ذمہ دار ہوں اس سے نہ ملیں تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمہ داری صحیح نہیں مسئلہ ۷ کسی نے کہا کہ اپنی مرغی اسی میں بند رہنے دو اگر بلی لیجاوے تو میرا ذمہ مجھ سے لے لینا۔ یا بکری کو کہا کہ اگر بھیڑیا لیجاوے تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمہ داری صحیح نہیں۔ مسئلہ نابالغ لڑکا یا لڑکی اگر کسی کی ذمہ داری کرے تو وہ ذمہ داری صحیح نہیں۔

چہاردہم	اپنا قرضہ دوسرے پر اُتار دینے کا بیان	باب ۱۴

مسئلہ ۱ شفیعہ کا تمہارے ذمہ کچھ قرض ہے اور رابعہ تمہاری قرضدار ہے۔ شفیعہ نے تم سے تقاضا کیا تم نے کہا کہ رابعہ ہماری قرضدار ہے۔ تم اپنا قرضہ اسی سے لے لو۔ ہم سے نہ مانگو۔ اگر اسی وقت شفیعہ یہ بات منظور کر لیوے اور رابعہ بھی اس پر راضی ہو جائے تو شفیعہ کا قرضہ تمہارے ذمہ سے اُتر گیا۔ اب شفیعہ تم سے بالکل تقاضا نہیں کر سکتیں بلکہ اسی رابعہ سے مانگے چاہے جب ملے اور جتنا قرضہ تم نے شفیعہ کو دلایا ہے اتنا اب تم رابعہ سے نہیں لے سکتیں۔ البتہ اگر رابعہ اس سے زیادہ کی قرضدار ہے تو جو کچھ زیادہ ہے وہ لے سکتی ہو۔ پھر اگر رابعہ نے شفیعہ کو دیدیا تب تو خیر اور اگر نہ دیا اور مر گئی تو جو کچھ مال و اسباب چھوڑا ہے وہ بیچ کر شفیعہ کو دلاویں گے اور اگر اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا جس سے قرضہ دلاویں یا اپنی زندگی ہی میں مُکر گئی اور قسم کھالی کہ تمہارے قرضہ سے مجھ سے کچھ واسطہ نہیں اور گواہ بھی نہیں ہیں۔ تو اب اس صورت میں پھر شفیعہ تم سے تقاضا کر سکتی ہے اور اپنا قرضہ تم سے لے سکتی ہے اور اگر تمہارے کہنے پر شفیعہ رابعہ سے لینا منظور نہ کرے یا رابعہ اس کو دینے پر راضی نہ ہو تو قرضہ تم سے نہیں اُترا۔ مسئلہ ۲ رابعہ تمہاری قرضدار نہ تھی تم نے یوں ہی اپنا قرضہ اس پر اُتار دیا اور رابعہ نے مان لیا اور شفیعہ نے بھی قبول و منظور کر لیا تب بھی تمہارے ذمہ سے شفیعہ کا قرضہ اُتر کر رابعہ کے ذمہ ہو گیا۔ اس لئے اس کا بھی وہی حکم ہے جو ابھی بیان ہوا اور جتنا روپیہ رابعہ کو دینا پڑے گا دینے کے بعد تم سے لے لیوے اور دینے سے پہلے ہی لے لینے کا حق نہیں ہے۔ مسئلہ ۳ اگر رابعہ کے پاس تمہارے روپے امانت رکھے تھے اس لئے تم نے اپنا قرضہ رابعہ پر اُتار دیا

۶ وہی (الحوالۃ) نوعان مطلقۃ ومقیدۃ فالمطلقۃ منہا ان یرسل الحوالۃ ولا یقید ہا بشیٔ مما عندہ من ودیعۃ او غصب او دین او یحیلہ علی رجل لیس لہ علیہ شیٔ مما ذکرنا کذا فی التبیین ۱۲ عالمگیری صـ ۲۹۷ ج ۳) ۷ ومن اودع رجلا الف درہم واحال بہا علیہ آخر فہو جائز لانہ اقدر علی القضاء فان ہلکت بریٔ ۱۲ فتح القدیر صـ ۴۲۵ ج ۵ +

۱ ولا تصح کفالۃ الوکیل بالثمن للموکل فیما وکل ببیعہ لان حق القبض لہ بالاصالۃ فیصیر ضامنا لنفسہ ۱۲ در صـ ۴۱۹ ج ۴۔
۲ ولو علقت (ای الکفالۃ) بشرط صریح ملائم نحو ان استحق المبیع او جحدک المودع او غصبک کذا او قتلک او قتل ابنک او صیدک فعلی الدیۃ ورضی بہ المکفول ای المکفول لہ جاز بخلاف ان اکلک سبع لانہ فعلہ غیر مضمون لحدیث جرح العجماء جبار ۱۲ در و شامی صـ ۴۱۱-۴۱۲ ج ۴ و بحر صـ ۲۳۹ ج ۶
۳ والاہل من ہو اہل التبرع فلا تنفذ من صبی ولا مجنون ۱۲ در صـ ۳۹ ج ۴ و عالمگیری صـ ۲۹۵ ج ۳
۴ وتصح الحوالۃ برضا المحیل والمحتال والمحتال علیہ و اذا تمت الحوالۃ بریٔ المحیل من الدین بالقبول ولا یرجع المحتال علی المحیل الا ان یتوی حقہ ۱۲ فتح القدیر صـ ۴۴۳ تا ۴۴۷ ج ۵
۵ وہو (ای التوی) ان یجحد الحوالۃ ویحلف و لا بینۃ لہ او یموت مفلسا وقالا بہما وبان فلسہ الحاکم در صـ ۴۳۵ ج ۴ و فتح القدیر صـ ۴۴۲ ج ۵

پھر وہ روپے کسی طرح ضائع ہو گئے تو اب رابعہ ذمہ دار نہیں رہی۔ بلکہ اب شفیعہ تم ہی سے تقاضا کرے گی اور تم ہی سے لیوے گی۔ اب رابعہ سے مانگنے اور لینے کا حق نہیں رہا۔ **مسئلہ** رابعہ[ل] پر قرضہ اُتار دینے کے بعد اگر تم ہی وہ قرضہ ادا کر دو اور شفیعہ کو دیدو یہ بھی صحیح ہے۔ شفیعہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں تم سے نہ لوں گی بلکہ رابعہ ہی سے لوں گی۔

پانزدہم	کسی کو وکیل کر دینے کا بیان	باب ۱۵

کسی کو وکیل کر دینے کا بیان

مسئلہ ۱ جس[۱] کام کو آدمی خود کر سکتا ہے اس میں یہ بھی اختیار ہے کہ کسی اور سے کہدے کہ تم ہمارا یہ کام کر دو جیسے بیچنا۔ مول لینا۔ کرایہ پر لینا دینا۔ نکاح کرنا وغیرہ۔ مثلاً[۲] ماما کو بازار سودا لینے بھیجا یا ماما کے ذریعہ سے کوئی چیز بکوائی یا یکہ بہلی کرایہ پر منگوایا اور جس سے کام کرایا ہے شریعت میں اس کو وکیل کہتے ہیں جیسے ماما کو یا کسی نوکر کو سودا لینے بھیجا تو وہ تمہارا وکیل کہلاوے گا۔ **مسئلہ ۲** تم نے[۳] ماما سے گوشت منگوایا وہ اُدھار لے آئی تو وہ گوشت والا تم سے دام کا تقاضا نہیں کر سکتا۔ اس ماما سے تقاضا کرے اور وہ ماما تم سے تقاضا کرے گی۔ اسی طرح اگر کوئی چیز تم نے ماما سے بکوائی تو اس لینے والے سے تم کو تقاضا کرنے اور دام کے وصول کرنے کا حق نہیں ہے اس نے جس سے چیز پائی ہے اسی کو دام بھی دے گا اور اگر وہ خود تمہیں کو دام دیدے تب بھی جائز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تم کو نہ دے تو تم زبردستی نہیں کر سکتیں **مسئلہ ۳** تم نے[۴] نوکر سے کوئی چیز منگوائی۔ وہ لے آیا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے دام نہ لیوے تب تک وہ چیز تم کو نہ دیوے چاہے اس نے اپنے پاس سے دام دیدیئے ہوں یا ابھی نہ دیئے ہوں دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ اگر وہ دس پانچ دن کے وعدے پر اُدھار لایا ہو تو جے دن کا وعدہ کر آیا ہے اس سے پہلے دام نہیں مانگ سکتا۔ **مسئلہ ۴** تم نے[۵] سیر بھر گوشت منگوایا تھا وہ ڈیڑھ سیر اُٹھا لایا تو پورا ڈیڑھ سیر لینا واجب نہیں اگر تم نہ لو تو آدھ سیر اس کو لینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۵** تم نے[۶] کسی سے کہا کہ فلانی بکری جو فلانے کے یہاں ہے اس کو جا کر دو روپے میں لے آؤ۔ تو اب وہ وکیل وہی بکری خود اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔ غرضکہ جو چیز خاص تم مقرر کر کے بتلا دو اس وقت اس کو اپنے لئے خریدنا درست نہیں۔ البتہ جو دام تم نے بتلائے ہیں اس سے زیادہ میں خرید لیا تو اپنے لئے خریدنا درست ہے اور اگر تم نے کچھ دام نہ بتلائے ہوں تو کسی طرح[۷] اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔

۶ فیہ التقیید اجماعا سواء کان التقیید راجعا الی المشتری او الی الثمن حتی انہ اذا خالف یلزمہ الشراء الا انہ اذا کان خلافا الی خیر فیلزم الموکل ۱۲ عالمگیری صـ ۵۶۷ ج ۳ ۷ ولو وکلہ بشراء شئ بعینہ فلیس لہ ان یشتریہ لنفسہ فلو کان الثمن مسمی فاشتری بخلاف جنسہ او لم یکن مسمی فاشتری بغیر النقود او وکل وکیلا بشرائہ فاشتری الثانی وھو غائب یثبت الملک للوکیل الاول فی ھذہ الوجوہ ۱۲ ہدایہ صـ ۱۲۸ ج ۳ +

ل المحیل اذا انقد المحتال الدین المحال بہ قبل نقد المحال علیہ اجبر المحتال علی القبول ۱۲ فتح القدیر صـ ۴۴۷ ج ۵

۱ کل عقد جاز ان یعقدہ الانسان بنفسہ جاز ان یوکل بہ غیرہ ۱۲ ہدایہ صـ ۱۲۱ ج ۳ و درمختار صـ ۶۱۹ ج ۴۔

۳ والعقد الذی یعقدہ الوکلاء علی ضربین کل عقد یضیفہ الوکیل الی نفسہ کالبیع والاجارۃ فحقوقہ تتعلق بالوکیل دون الموکل یسلم المبیع ویقبض الثمن ویطالب بالثمن اذا اشتری ویخاصم فی العیب ویخاصم فیہ ۱۲ ہدایہ صـ ۱۴۴-۱۴۵ ج ۳

۴ واذا طالب الموکل المشتری بالثمن فلہ ان یمنعہ ایاہ فان دفعہ الیہ جاز ولم یکن للوکیل ان یطالبہ بہ ثانیا ۱۲ ہدایہ صـ ۱۴۵ ج ۳

۵ وللوکیل حبس المبیع الذی اشتراہ للموکل بثمن دفعہ الوکیل من مالہ اولا بالاولی لانہ کالبائع ۱۲ درو شامی صـ ۶۲۳ ج ۴۔

۶ التوکیل بالشراء اذا کان مقید ایراعی

مسئلہ ۶ اگر تم نے[1] کوئی خاص بکری نہیں بتلائی بس اتنا کہا کہ ایک بکری کی ضرورت ہے ہم کو خرید دو تو وہ اپنے لئے بھی خرید سکتا ہے جو بکری چاہے اپنے لئے خریدے اور جو چاہے تمہارے لئے۔ اگر خود لینے کی نیت سے خریدے تو اُس کی ہوئی۔ اور اگر تمہاری نیت سے خریدے تو تمہاری ہوئی۔ اور اگر تمہارے دیئے داموں سے خریدی تو بھی تمہاری ہوئی چاہے جس نیت سے خریدے۔ **مسئلہ ۷** تمہارے[2] لئے اُس نے بکری خریدی پھر ابھی تم کو دینے نہ پایا تھا کہ بکری مر گئی یا چوری ہو گئی تو اس بکری کے دام تم کو دینا پڑیں گے اگر تم کہو کہ تو نے اپنے لئے خریدی تھی ہمارے لئے نہیں خریدی۔ تو اگر تم پہلے اس کو دام دے چکی ہو تو تمہارے گئے۔ اور اگر تم نے ابھی دام نہیں دیئے اور وہ اب دام مانگتا ہے تو تم اگر قسم کھا جاؤ کہ تو نے اپنے لئے خریدی تھی تو اس کی بکری گئی اور اگر قسم نہ کھا سکو تو اس کی بات کا اعتبار کرو۔ **مسئلہ ۸** اگر نوکر[3] یا ماما کوئی چیز گراں خرید لائی تو اگر تھوڑا ہی فرق ہو تب تو تم کو لینا پڑے گا اور دام دینا پڑیں گے۔ اور اگر بہت زیادہ گراں لے آئی کہ اتنے دام کوئی نہیں لگا سکتا تو اس کا لینا واجب نہیں اگر نہ لو تو اس کو لینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۹** تم نے[4] کسی کو کوئی چیز بیچنے کو دی تو اس کو یہ جائز نہیں کہ خود لے لے اور دام تم کو دیوے۔ اسی طرح اگر تم نے کچھ منگوایا کہ فلانی چیز خرید لاؤ تو وہ اپنی چیز تم کو نہیں دے سکتا۔ اگر اپنی چیز دینا یا خود لینا منظور ہو تو صاف صاف کہدے کہ یہ چیز میں لیتا ہوں مجھ کو دیدو یا یوں کہدے کہ یہ میری چیز تم لے لو۔ اور اتنے دام دیدو۔ بغیر بتلائے ہوئے ایسا کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۰ تم نے[5] ماما سے بکری کا گوشت منگوایا وہ گائے کا لے آئی۔ تو تم کو اختیار ہے چاہے لو چاہے نہ لو۔ اسی طرح تم نے آلو منگوائے وہ بھنڈی یا کچھ اور لے آئی تو اس کا لینا ضروری نہیں اگر تم انکار کرو تو اس کو لینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۱** تم نے ایک پیسہ کی چیز منگوائی وہ دو پیسے کی لے آئی۔ تو تم کو اختیار ہے کہ ایک ہی پیسہ کے موافق لو۔ اور ایک پیسہ کی جو زائد لائی وہ اُسی کے سر ڈالو۔ **مسئلہ ۱۲** تم نے[6] دو شخصوں کو بھیجا کہ جاؤ فلانی چیز خرید لاؤ۔ تو خریدتے وقت دونوں کو موجود رہنا چاہئے۔ فقط ایک آدمی کو خریدنا جائز نہیں۔ اگر ایک ہی آدمی خریدے تو وہ بیع موقوف ہے جب تم منظور کر لو گی تو صحیح ہو جائے گی۔ **مسئلہ ۱۳** تم نے[7] کسی سے کہا کہ ہمیں ایک گائے یا بکری یا اور کچھ کہا کہ فلانی چیز خرید لا دو۔ اس نے خود نہیں خریدا۔ بلکہ کسی اور سے کہدیا اس نے خریدا۔ تو اس کا لینا تمہارے ذمّہ واجب نہیں چاہے لو چاہے نہ لو۔ دونوں اختیار ہیں البتہ اگر وہ خود تمہارے لئے خریدے تو تم کو لینا پڑے گا۔

[5] مسئولہ لا یلزم الآمر ولو امرہ ان یشتری لہ لحم بدرہم فاشتری شحم البطن او الالیۃ او الیۃ فاشتری لہ شحما او شحما فاشتری لہ الیۃ لم یلزم الآمر ۱۲ عالمگیری صـ۵۷۶ ج ۳ [6] اذا وکل رجلین فلیس لاحد ہما ان یتصرف فیما وکلا فیہ دون الآخر ہذا اذا وکلہما بکلام واحد بان قال وکلتکما ببیع عبدی ہذا ۱۲ عالمگیری صـ۹۳۲ ج ۳ [7] ولیس للوکیل ان یوکل فیما وکل بہ الا ان یاذن لہ الموکل او یقول لہ اعمل برأیک ۱۲ ہدایہ صـ۱۵۶ ج ۳

[1] وان وکلہ بشراء عبد بغیر عینہ فاشتری عبداً فہو للوکیل الا ان یقول نویت الشراء للموکل او یشتریہ بمال الموکل ۱۲ ہدایہ صـ۱۴۹ ج ۳ [2] ومن امر رجلا بشراء عبد بالف فقال قد فعلت ومات عندی وقال الآمر اشتریتہ لنفسک فالقول قول الآمر فان کان دفع الیہ الالف فالقول قول المامور ۱۲ ہدایہ صـ۱۴۹ ج ۳ [3] الوکیل بالشراء یجوز عقدہ بمثل القیمۃ و زیادۃ یتغابن الناس فی مثلہا والذی لا یتغابن الناس فیہ ما لا یدخل تحت تقویم المقومین ۱۲ ہدایہ بحذف صـ۱۵۳، ۱۵۴ ج ۳ [4] الوکیل بالبیع لا یملک شراءہ لنفسہ لان الواحد لا یکون مشتریا و بائعا ولو امرہ ان یبیع من نفسہ او یشتری لم یجز ایضا ۱۲ عالمگیری صـ۵۸۹ ج ۳ [5] ولو وکلہ ان یشتری لہ لحما بدرہم فاشتری لہ لحم ضأن او بقر او ابل لزم الآمر وان اشتری کرشا او بطونا او اکبادا او رؤسا او اکارع او لحما قدیدا او لحم الطیور او الوحوش او شاۃ حیۃ او مذبوحۃ غیر م

باب ۱۶	وکیل کے برطرف کردینے کا بیان	شانزدہم

وکیل[۱] کے موقوف اور برطرف کرنے کا تم کو ہر وقت اختیار ہے مثلاً تم نے کسی سے کہا تھا ہم کو ایک بکری کی ضرورت ہے کہیں مل جائے تو لے لینا۔ پھر منع کر دیا کہ اب نہ لینا تو اب اس کو لینے کا اختیار نہیں۔ اگر اب لیوے گا تو اسی کے سر پڑے گی تم کو نہ لینا پڑے گی۔ **مسئلہ** اگر خود[۲] اس کو نہیں منع کیا بلکہ خط لکھ بھیجا یا آدمی بھیجکر اطلاع کر دی کہ اب نہ لینا تب بھی وہ برطرف ہو گیا۔ اور اگر تم نے اطلاع نہیں دی کسی اور آدمی نے اپنے طور پر اس سے کہدیا کہ تم کو فلانے نے برطرف کر دیا ہے اب نہ خریدنا۔ تو اگر دو آدمیوں[۳] نے اطلاع دی ہو یا ایک ہی نے اطلاع دی مگر وہ معتبر اور پابند شرع ہے تو برطرف ہو گیا۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو برطرف نہیں ہوا۔ اگر وہ خرید لے تو تم کو لینا پڑے گا۔

باب ۱۷	مضاربت کا بیان یعنی ایک کا روپیہ ایک کا کام	ہفتدہم

مسئلہ تم[۴] نے تجارت کے لئے کسی کو کچھ روپے دیئے کہ اس سے تجارت کرو۔ جو کچھ نفع ہو گا وہ ہم تم بانٹ لیویں گے یہ جائز ہے اس کو مضاربت کہتے ہیں۔ لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں۔ اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے نہیں تو ناجائز اور فاسد ہے۔ ایک تو جتنا روپیہ دینا ہو وہ بتلا دو۔ اور اس کو تجارت کے لئے دے بھی دو اپنے پاس نہ رکھو۔ اگر روپیہ اس کے حوالہ نہ کیا اپنے ہی پاس رکھا تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ دوسرے یہ کہ نفع بانٹنے کی صورت طے کر لو اور بتلا دو کہ تم کو کتنا ملے گا اور اس کو کتنا۔ اگر یہ بات طے نہیں ہوئی بس اتنا ہی کہا کہ نفع ہم تم دونوں بانٹ لیویں گے تو یہ فاسد ہے۔ تیسرے یہ کہ نفع تقسیم کرنے کو اس طرح نہ طے کرو کہ جس قدر نفع ہو اس میں سے دس روپے ہمارے باقی تمہارے۔ یا دس روپے تمہارے باقی ہمارے۔ غرضکہ کچھ خاص رقم مقرر نہ کرو کہ اتنی ہماری یا اتنی تمہاری۔ بلکہ یوں طے کرو کہ آدھا ہمارا آدھا تمہارا۔ یا ایک حصہ اس کا دو حصے اس کے یا ایک حصہ ایک کا باقی تین حصے دوسرے کے۔ غرضکہ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنا چاہئے نہیں تو فاسد (معاملہ) ہو جائے گا۔ اگر کچھ نفع ہو گا تب تو وہ کام کرنے والا اس میں سے اپنا حصہ پاوے گا اور اگر کچھ نفع نہ ہوا تو کچھ نہ پاوے گا۔ اگر یہ شرط کر لی کہ اگر نفع نہ ہوا تب بھی ہم تم کو اصل مال میں سے اتنا دیدیں گے تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ اسی طرح اگر یہ شرط

۵ الربح فان شرط زیادۃ عشرۃ فلہ اجر مثلہ لفسادہ ولابد ان یکون المال مسلما الی المضارب ولا ید لرب المال فیہ ۱۲ ہدایہ صـ۲۱۳-۲۱۴ جـ۳ و در مختار صـ۴۴۲-۴۴۷ جـ۴ ۵ وکون نصیب کل منہما معلوما عند العقد ومن شروطہا کون نصیب المضارب من الربح حتی لو شرطہ من راس المال او منہ او من الربح فسدت ۱۲ در مختار صـ۴۴۲ جـ۴ ۳ خبر دینے والے دو آدمی ایسے ہوں جن کی شہادت شرعاً معتبر ہوتی ہے اور اگر ایک آدمی ہو تو اس میں بھی یہی شرط ہے چنانچہ اگر خبر دینے والا کافر ہے یا غلام شرعی ہے یا نابالغ ہے یا خبر دینے والی عورت ہے تو یہ خبر شرعاً معتبر نہ ہو گی اور وکیل بحالہ وکیل باقی رہے گا ۱۲ +

۱ ومنہ عزل الموکل ایاہ ولصحۃ العزل شرطان احدہما علم الوکیل ۔۔۔ الثانی ان لایتعلق بالوکالۃ حق الغیر ۱۲ عالمگیری بحذف صـ۶۳۷ جـ۳ ۲ ویثبت ذلک ای العزل بشافہۃ وبکتابۃ مکتوب بعزلہ وارسالہ رسولا ۱۲ در صـ۶۳۲ جـ۴ وعالمگیری صـ۶۳۷ جـ۳ ۳ وان لم یکتب الیہ کتابا ولا ارسل رسولا ولکنہ اخبرہ بالعزل رجلان عدلان کانا او غیر عدلین او رجل واحد عدل ینعزل فی قولہم جمیعا سواء صدقہ الوکیل او لم یصدق وان اخبرہ واحد غیر عدل فان صدقہ ینعزل بالاجماع وان کذبہ لاینعزل وان ۔۔۔ عزل الموکل واشہد علی عزلہ وہو غائب لم یخبرہ بالعزل احد لاینعزل ۔۔۔ تصرفہ قبل العلم بعد العزل کتصرفہ قبل العزل فی جمیع الاحکام ۱۲ عالمگیری صـ۶۳۷ جـ۳ ۴ المضاربۃ عقد یقع علی الشرکۃ بمال من احد الجانبین والعمل من الجانب الآخر ومن شرطہا ان یکون الربح بینہما مشاعا لایستحق احدہما دراہم مسماۃ من

کی کہ اگر نقصان ہوگا تو اس کام کرنے والے کے ذمہ پڑے گا یا دونوں کے ذمہ ہوگا یہ بھی فاسد ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو کچھ نقصان ہو وہ مالک کے ذمہ ہے اسی کا روپیہ گیا۔ **مسئلہ ۲** جب تک اس کے پاس روپیہ موجود ہو اور اس نے اسباب نہ خریدا ہو تب تک تم کو اس کے موقوف کر دینے اور روپیہ واپس لے لینے کا اختیار ہے اور جب وہ مال خرید چکا تو اب موقوفی کا اختیار نہیں ہے۔ **مسئلہ ۳** اگر یہ شرط کی کہ تمہارے ساتھ ہم کام کریں گے یا ہمارا فلاں آدمی تمہارے ساتھ کام کرے گا تو یہ (معاملہ) فاسد ہے۔

مسئلہ ۴ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ معاملہ صحیح ہوا ہے کوئی واہیات شرط نہیں لگائی ہے تو نفع میں دونوں شریک ہیں جس طرح طے کیا ہو بانٹ لیں۔ اور اگر کچھ نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو اس آدمی کو کچھ نہ ملیگا اور نقصان کا تاوان اُس کو نہ دینا پڑے گا۔ اور اگر وہ معاملہ فاسد ہوگیا ہے تو پھر وہ کارندہ (کام کرنیوالا) نفع میں شریک نہیں ہے بلکہ وہ بمنزلہ نوکر کے ہے۔ یہ دیکھو کہ اگر ایسا آدمی نوکر رکھا جائے تو کتنی تنخواہ دینی پڑے گی۔ بس اتنی ہی تنخواہ اس کو ملے گی نفع ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی بہرحال تنخواہ پائے گا اور نفع سب مالک کا ہے۔ لیکن اگر تنخواہ زیادہ بیٹھتی ہے اور جو نفع ٹھیرا تھا اگر اس کے حساب سے دیں تو کم بیٹھتا ہے تو اس صورت میں تنخواہ نہ دویں گے نفع بانٹ دیں گے۔ **تنبیہ۔** چونکہ اس قسم کے مسئلوں کی عورتوں کو نہایت کم ضرورت پڑتی ہے اس لئے ہم زیادہ نہیں لکھتے۔ جب کبھی ایسا معاملہ ہوا کرے اس کی ہر بات کو کسی مولوی سے پوچھ لیا کرو تاکہ گناہ نہ ہو۔

باب ۱۸ — امانت رکھنے اور رکھانے کا بیان — باب ہشتدہم

مسئلہ ۱ کسی نے کوئی چیز تمہارے پاس امانت رکھائی اور تم نے لے لی۔ تو اب اس کی حفاظت کرنا تم پر واجب ہوگیا۔ اگر حفاظت میں کوتاہی کی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس کا تاوان یعنی ڈانڈ دینا پڑے گا۔ البتہ اگر حفاظت میں کوتاہی نہیں ہوئی پھر بھی کسی وجہ سے وہ چیز جاتی رہی مثلاً چوری ہوگئی یا گھر میں آگ لگ گئی اس میں جل گئی تو اس کا تاوان وہ نہیں لے سکتی بلکہ اگر امانت رکھتے وقت یہ اقرار کرلیا کہ اگر جاتی رہے تو میں ذمہ دار ہوں مجھ سے دام لے لینا تب بھی اس کو تاوان لینے کا اختیار نہیں ہاں تم اپنی خوشی سے دیدو وہ اور بات ہے۔
مسئلہ ۲ کسی نے کہا میں ذرا کام سے جاتی ہوں میری چیز رکھ لو۔ تو تم نے کہا اچھا رکھدو۔ یا تم کچھ نہیں بولیں وہ تمہارے پاس رکھ کر چلی گئی تو امانت ہوگئی۔ البتہ اگر تم نے صاف کہدیا کہ میں نہیں جانتی اور کسی کے پاس رکھا دو

---

۲ ہذا الثوب مثلا فقال اعطیتک کان ودیعۃ او فعلا کما لو وضع ثوبہ بین یدی رجل ولم یقل شیئا فہو ایداع والقبول من المودع صریحا کقبلت او دلالۃ کما لو سکت عند وضعہ فانہ قبول دلالۃ کوضع ثیابہ فی حمام بمرأی من الثیابی وکقولہ لرب الخان این اربطہا فقال ہناک کان ایداعا (در مختار ص ۵۵۴–۵۵۵ ج ۴) وہی امانۃ فلا تضمن بالہلاک مطلقا سواء امکن التحرز ام لا ہلک معہا شیء ام لا واشتراط الضمان علی الامین باطل بہ یفتی ۱۲ در مختار ص ۵۵۶ ج ۴ والمجلۃ ص ۱۲۷

۶ فلو قال لا اقبل لا یکون مودعا لو سکت عند وضعہ فانہ قبول ۱۲ در وشامی بحذف ص ۵۵۵ ج ۴ +

---

۱ وما ہلک من مال المضاربۃ فہو من الربح دون راس المال فان زاد الہالک علی الربح فلا ضمان علی المضارب لانہ امین ۱۲ ہدایہ ص ۲۲۰–۲۲۱ ج ۳ ودر مختار ص ۷۴۹ ج ۴

۲ وان علم بعزلہ والمال عروض فلہ ان یبیعہا ولا یمنعہ العزل من ذلک ثم لا یجوز ان یشتری بثمنہا شیئا آخر وان عزلہ وراس المال دراہم او دنانیر قد نضت لم یجز لہ ان یتصرف فیہا (ہدایہ ص ۲۲۲ ج ۳) وللمالک الماکسۃ فسخہا فی ہذہ الحالۃ ای حالۃ کون المال عروضا لان للمضارب حقا فی الربح ۱۲ در مختار ص ۷۴۹ ج ۴

۳ وشرط العمل علی رب المال مفسدۃ للعقد ۱۲ ہدایہ ص ۲۱۷ ج ۳

۴ وشرکۃ ای ربح و اجارۃ فاسدۃ ان فسدت فلا ربح للمضارب حینئذ بل لہ اجر مثل عملہ مطلقا ربح او لا بلا زیادۃ علی المشروط خلافا لمحمد ۱۲ در مختار ص ۷۴۷ ج ۴

۵ ہو تسلیط الغیر علی حفظ مالہ صریحا او دلالۃ و رکنہا الایجاب صریحا کاودعتک او کنایۃ کقولہ لرجل اعطنی الف درہم او اعطنی ۲

یا اور کچھ کہہ کے انکار کر دیا پھر بھی وہ رکھ کے چلی گئی۔ تو اب وہ چیز تمہاری امانت میں نہیں ہے البتہ اگر اس کے چلے جانے کے بعد تم نے اٹھا کر رکھ لیا ہو تو اب امانت ہو جائے گی۔ **مسئلہ ۳** کئی عورتیں بیٹھی تھیں اُن کے سپرد کر کے چلی گئی۔ تو سب پر اس چیز کی حفاظت واجب ہے اگر وہ چھوڑ کر چلی گئیں اور وہ چیز جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اور اگر سب ساتھ نہیں اُٹھیں ایک ایک کر کے اُٹھیں تو جو سب سے اخیر میں رہ گئی اُسی کے ذمہ حفاظت ہو گئی۔ اب وہ اگر چلی گئی اور چیز جاتی رہی تو اُسی سے تاوان لیا جائے گا۔ **مسئلہ ۴** جس کے پاس کوئی امانت ہو اس کو اختیار ہے کہ چاہے خود اپنے پاس حفاظت سے رکھے یا اپنی ماں بہن اپنے شوہر وغیرہ کسی ایسے رشتہ دار کے پاس رکھا دیوے کہ ایک ہی گھر میں اس کے ساتھ رہتے ہوں جن کے پاس اپنی چیز بھی ضرورت کے وقت رکھا دیتی ہو۔ لیکن اگر کوئی دیانتدار نہ ہو تو اُس کے پاس رکھنا درست نہیں۔ اگر جان بوجھ کے ایسے غیر معتبر کے پاس رکھد یا تو ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا۔ اور ایسے رشتہ دار کے سوا کسی اور کے پاس بھی پرائی امانت رکھانا بدون مالک کی اجازت کے درست نہیں چاہے وہ بالکل غیر ہو یا کوئی رشتہ دار بھی لگتا ہو اگر اور وں کے پاس رکھا دیا تو بھی ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا۔ البتہ وہ غیر اگر ایسا شخص ہے کہ یہ اپنی چیزیں بھی اسکے پاس رکھتی ہے تو درست ہے۔ **مسئلہ ۵** کسی نے کوئی چیز رکھائی اور تم بھول گئیں اُسے وہیں چھوڑ کر چلی گئیں تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا۔ یا کوٹھڑی صندوقچہ وغیرہ کا قفل کھول کر تم چلی گئیں اور وہاں ایرے غیرے (اپنے پرائے ۱۲) سب جمع ہیں اور وہ چیز ایسی ہے کہ عرفاً بغیر قفل لگائے اس کی حفاظت نہیں ہو سکتی تب بھی ضائع ہو جانے سے تاوان دینا ہو گا۔ **مسئلہ ۶** گھر میں آگ لگ گئی تو ایسے وقت غیر کے پاس بھی پرائی امانت کا رکھا دینا جائز ہے لیکن جب وہ عذر جاتا رہے تو فوراً لے لینا چاہیے۔ اگر اب واپس نہ لیوے گی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح مرتے وقت اگر کوئی اپنے گھر کا آدمی موجود نہ ہو تو پڑوسی کے سپرد کر دینا درست ہے۔ **مسئلہ ۷** اگر کسی نے کچھ روپے پیسے امانت رکھوائے تو بعینہٖ ان ہی روپے پیسوں کا حفاظت سے رکھنا واجب ہے نہ تو اپنے روپیوں میں ان کا ملانا جائز ہے اور نہ ان کا خرچ کرنا جائز۔ یہ نہ سمجھو کہ روپیہ روپیہ سب برابر لاؤ اس کو خرچ کر ڈالیں جب مانگے گی تو اپنا روپیہ دیدیں گے۔ البتہ اگر اس نے اجازت دیدی ہو تو ایسے وقت خرچ کرنا درست ہے۔ لیکن اس کا یہ حکم ہے کہ اگر وہی روپیہ تم الگ رہنے دو تب وہ امانت سمجھا جائے گا۔ اگر جاتا رہا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ اور اگر تم نے اجازت لیکر اسے خرچ کر دیا تو اب وہ تمہارے ذمہ قرض ہو گیا۔ امانت نہیں رہا۔ لہذا اب بہر حال تم کو دینا پڑیگا

ھ عند الثانی لایضمن لان المودع یضمن بالدفع والم یضمن بہ للعذر لم یضمن بالترک ۱۲ در و شامی صـ ۵۵۶-۵۵۷ جـ ۴ **ھ** حضرتہا الوفاۃ فدفعت الودیعۃ الی جارتہا فہلکت عند الجارۃ قال البلخی ان لم یکن بحضرتہا عند الوفاۃ احد ممن یکون فی عیالہ لایضمن ۱۲ رد المحتار صـ ۵۵۷ جـ ۴ **۶** وکذا لو خلطہا المودع بجنسہا او بغیرہ بمالہ او مال آخر بغیر اذن المالک بحیث لا تتمیز الا بکلفۃ کحنطۃ بشعیر ودراہم جیاد بزیوف ضمنہا لاستہلاکہ بالخلط ۱۲ در صـ ۷۶۰-۷۶۱ جـ ۴ والجلد صـ ۱۲۹

سلہ لو وضع کتابہ عند قوم فذہبوا وترکوہ ضمنوا اذا ضاع وان قاموا واحدًا بعد واحد ضمن الاخیر لانہ تعین للحفظ فتعین للضمان ۱۲ شامی صـ ۵۵۷ جـ ۴
سلہ وللمودع حفظہا بنفسہ وعیالہ وہم من یسکن معہ حقیقۃ او حکما لا امین یمونہ وشرطا کونہ ای من فی عیالہ امینا فلو علم خیانۃ ضمن ۱۲ در مختار صـ ۵۵۶ جـ ۴
سلہ ولو قال وضعتہا بین یدی وقمت ونسیتہا فضاعت یضمن ولو قال وضعتہا فی داری والمسئلۃ بحالہا ان مما لا یحفظ فی عرصۃ الدار کصرۃ النقدین ضمن ولو کان مما تعد عرصتہا حصالہ لا یضمن وظاہرہ انہ یجب حفظ کل شئی فی حرز مثلہ ۱۲ رد المحتار صـ ۵۶۰ ج ۴
سلہ وان حفظہا بغیرہم ضمن الا اذا خاف الغرق او الحرق وکان غالبا محیطا فسلمہا الی جارہ او فلک آخر فلو خرج من ذلک ولم یستردہا ضمن وتمامہ فی نور العین وفی جوہر الفتاوی واذا دفع الودیعۃ لآخر لعذر فلم یستردہا عقیب زوالہ فہلکت ضمن

اگر خرچ کرنے کے بعد تم نے اتنا ہی روپیہ اس کے نام سے الگ کر کے رکھدیا تب بھی وہ امانت نہیں وہ تمہارا ہی روپیہ ہے اگر چوری گیا تو تمہارا گیا اس کو پھر دینا پڑے گا۔ غرضکہ خرچ کرنے کے بعد جب تک اس کو ادا نہ کردوگی تب تک تمہارے ذمہ رہے گا۔ **مسئلہ ۸** سو روپے[1] کسی نے تمہارے پاس امانت رکھائے اس میں سے پچاس تم نے اجازت لیکر خرچ کر ڈالے تو پچاس[2] روپے تمہارے ذمہ قرض ہو گئے اور پچاس[2] امانت۔ اب جب تمہارے پاس روپے ہوں تو اپنے پاس کے پچاس روپے اس امانت کے پچاس روپے میں نہ ملاؤ۔ اگر اس میں ملا دوگی تو وہ بھی امانت نہ رہیں گے یہ پورے سو روپے تمہارے ذمہ ہو جائیں گے اگر جاتے رہے تو پورے سو دینا پڑیں گے۔ کیونکہ امانت کا روپیہ اپنے روپیوں میں ملا دینے سے امانت نہیں رہتا بلکہ قرض ہو جاتا ہے اور ہر حال میں دینا پڑتا ہے۔ **مسئلہ ۹** تم نے[2] اجازت لے کر اس کے سو روپے اپنے سو روپے میں ملا دیئے تو وہ سب روپیہ دونوں کی شرکت میں ہو گیا اگر چوری ہو گیا تو دونوں کا گیا کچھ نہ دینا پڑے گا اور اگر اس میں سے کچھ چوری ہو گیا کچھ رہ گیا تب بھی آدھا اس کا گیا آدھا اُس کا۔ اور اگر سو ایک کے ہوں دو سو ایک کے۔ تو اس کے حصے کے موافق اس کا جاوے گا اس کے حصہ کے موافق اس کا۔ مثلاً اگر بارہ روپے جاتے رہے تو چار روپے ایک سو روپے والے کے گئے اور آٹھ روپے دو سو والے کے۔ یہ حکم اُسی وقت ہے جب اجازت سے ملائے ہوں اور اگر بغیر[3] اجازت کے اپنے روپے میں ملا دیا ہو تو اُس کا وہی حکم ہے جو بیان ہو چکا کہ امانت کا روپیہ بلا اجازت اپنے روپیوں میں ملا لینے سے قرض ہو جاتا ہے اس لئے اب وہ روپیہ امانت نہیں رہا جو کچھ گیا تمہارا گیا۔ اس کا روپیہ اس کو بہر حال دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۰** کسی[4] نے بکری یا گائے وغیرہ امانت رکھائی تو اس کا دودھ پینا یا کسی اور طرح اس سے کام لینا درست نہیں۔ البتہ اجازت سے یہ سب جائز ہو جاتا ہے۔ بلا اجازت جتنا دودھ لیا ہے اس کے دام دینے پڑیں گے۔ **مسئلہ ۱۱** کسی[5] نے ایک کپڑا یا زیور یا چارپائی وغیرہ رکھائی اس کی بلا اجازت اس کا برتنا درست نہیں۔ اگر اس نے بلا اجازت کپڑا یا زیور پہنا یا چارپائی پر لیٹی بیٹھی اور اس کے برتنے کے زمانہ میں وہ کپڑا پھٹ گیا یا چور لے گیا یا زیور چارپائی وغیرہ ٹوٹ گئی یا چوری ہو گئی تو تاوان دینا پڑے گا البتہ اگر توبہ کر کے پھر اسی طرح حفاظت سے رکھدیا پھر کسی طرح ضائع ہوا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۲** صندوق[6] میں سے امانت کا کپڑا نکالا کہ شام کو یہی پہن کر فلانی جگہ جاؤں گی۔ پھر پہننے سے پہلے ہی وہ جاتا رہا تو بھی تاوان دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۳** امانت[7] کی گائے یا بکری

---

[1] ولو انفق بعضها فرد مثله فخلط بالباقی خلطا لا یتمیز معه ضمن الکل لخلط ماله بها ۱۲ در مختار ص ۱۷۱ ج ۴

[2] وان باذنه اشترکا کما لو اختلطت بغیر صنعه کان انشق الکیس لعدم التعدی فان هلک هلک من مالهما جمیعا ویقسم الباقی بینهما علی قدر ما کان لکل واحد منهما کالمال المشترک ۱۲ در و شامی ص ۷۶۱ ج ۴ المجلة ص ۱۳۱

[3] اذا هلکت الودیعة او نقصت قیمتها بسبب تعدی المستودع او تقصیره لزمه الضمان مثلا اذا صرف المستودع نقود الودیعة فی امور نفسه واستهلکها ضمنها وبهذه الصورة اذا صرف النقود التی هی امانة عنده علی الوجه المذکور ثم وضع بدل تلک النقود فی الکیس المعد لها فهلکت او ضاعت بدون تعد ولا تقصیر منه ضمن ۱۲ المجلة ص ۱۲۹

[4] اودعه حیوانا وغاب فحلب البانها فخاف فسادها وهو فی المصر فباع بغیر امر القاضی ضمن وبامره لا یضمن (د عالمگیری مصری ص ۳۴۳ ج ۴) منافع الودیعة لصاحبها مثلا نتاج حیوان الودیعة ای فلوه ولبنه وشعره لصاحب الحیوان (المجلة ص ۱۳۱) لیسوغ للمستودع استعمال الودیعة باذن صاحبها ۱۲ المجلة ص ۱۳۰

[5] واذا التعدی المودع فی الودیعة بان کانت دابة فرکبها او ثوبا فلبسه او عبدا فاستخدمه او اودعها عند غیره ثم ازال التعدی فردها الی یده زال الضمان ۱۲ هدایہ ص ۲۲۷ ج ۳ و در ص ۷۶۱ ج ۴۔

[6] لو نزع ثوب الودیعة لیلا ومن عزمه ان یلبسه لیلا ثم سرق لیلا لا یبرأ من الضمان ۱۲ شامی ص ۷۶۱ ج ۴

[7] مرضت دابة الودیعة فامر المودع انسانا فعالجها ضمن ان المالک نهاها شار فلو ضمن المودع لا یرجع علی المعالج ولو ضمن المعالج یرجع علی المودع علم انها للغیر ولا الا ان قال المودع لیست لی ولم امره بذلک لا یرجع ۱۲ شامی ص ۷۵۰ ج ۴ و در ص ۷۶۹ ج ۴ ۱۴

وغیرہ۔ بیمار پڑ گئی تم نے اس کی دوا کی۔ اُس دوا سے وہ مر گئی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اور اگر دوا نہ کی اور وہ مر گئی تو تاوان نہ دینا ہوگا۔ **مسئلہ ۱۴** کسی[1] نے رکھنے کو روپیہ دیا تم نے بٹوے میں ڈال لیا یا ازار بند میں باندھ لیا۔ لیکن ڈالتے وقت وہ روپیہ ازار بند یا بٹوے میں نہیں پڑا بلکہ نیچے گر گیا مگر تم یہی سمجھیں کہ میں نے بٹوے میں رکھ لیا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۵** جب[2] وہ اپنی امانت مانگے تو فوراً اس کو دیدینا واجب ہے بلا عذر نہ دینا اور دیر کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے اپنی امانت مانگی تم نے کہا بہن اس وقت ہاتھ خالی نہیں کل لے لینا۔ اس نے کہا اچھا کل ہی سہی۔ تب تو خیر کچھ حرج نہیں۔ اور اگر وہ کل کے لینے پر راضی نہ ہوئی اور نہ دینے سے خفا ہو کر چلی گئی تو اب وہ چیز امانت نہیں رہی۔ اب اگر جاتی رہے گی تو تم کو تاوان دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۶** کسی[3] نے اپنا آدمی امانت مانگنے کے لئے بھیجا۔ تم کو اختیار ہے کہ اس آدمی کو نہ دو۔ اور کہلا بھیجو کہ وہ خود ہی آ کر اپنی چیز لیجاویں ہم کسی اور کو نہ دینگے اور اگر تم نے اس کو سچا سمجھ کر دیدیا اور پھر مالک نے کہا کہ میں نے اس کو نہ بھیجا تھا تم نے کیوں دیدیا۔ تو وہ تم سے لے سکتا ہے۔ اور تم اُس آدمی سے وہ شے لوٹا سکتی ہو۔ اور اگر اس کے پاس سے وہ شے جاتی رہی ہو تو تم اس سے دام نہیں لے سکتی ہو۔ اور مالک تم سے دام لے لے گا۔

باب ۱۹ — مانگے کی چیز کا بیان — نوزدہم

مسئلہ ۱ کسی[5] سے کوئی کپڑا یا زیور یا چارپائی برتن وغیرہ کوئی چیز کچھ دن کے لئے مانگ لی کہ ضرورت نکل جانے کے بعد دیدی جاویں گی تو اس کا حکم بھی امانت کی طرح ہے اب اس کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا واجب ہے۔ اگر باوجود حفاظت کے جاتی رہے تو جس کی چیز ہے اس کو تاوان لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اگر تم نے اقرار کرلیا ہو کہ اگر جاوے گی تو ہم سے دام لے لینا۔ تب بھی تاوان لینا درست نہیں۔ البتہ اگر حفاظت نہ کی اس وجہ سے جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اور مالک کو ہر وقت اختیار ہے جب چاہے اپنی چیز لے لیوے تم کو انکار کرنا درست نہیں۔ اگر مانگنے پر نہ دی تو پھر ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۲** جس[6] طرح برتنے کی اجازت مالک نے دی ہو اسی طرح برتنا جائز ہے اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اگر خلاف کرے گی تو جاتے رہنے پر

ص عالمگیری مصری ص ۳۲۸ و ۳۲۹ ج ۴ [5] العاریة امانة فی ید المستعیر فاذا هلکت او ضاعت او نقصت قیمتها بلا تعد ولا تقصیر لا یلزم الضمان مثلاً اذا اسقطت المرآة المعارة من ید المستعیر بلا عمد او زلقت رجله فسقطت المرآة فانکسرت لا یلزمه الضمان وکذا لو وقع علی البساط المعار شیء فتلوث به ونقصت قیمته فلا ضمان (المجلة ص ۱۳۲-۱۳۴) ولو هلکت العاریة بلا تعد من المستعیر فلا ضمان ولو شرط الضمان فانه باطل کما فی المحیط وفی البزازیة اعیر هذا علی انه ان ضاع فانا ضامن وضاع لم یضمن وفی شرح الطحاوی لو تعدی ضمن بالاجماع (مرآة المجلة ص ۴۲۶-۴۲۷) متی طلب المعیر العاریة لزم المستعیر ردها الیه فوراً واذا وقفها واخرها بلا عذر فتلفت العاریة او نقصت قیمتها ضمن ۱۲ المجلة ص ۱۳۶ [6] اذا قیدت العاریة بنوع من انواع الانتفاع فلیس للمستعیر ان یتجاوز ذلک النوع الی ما فوقه ولکن له ان یخالف باستعمال العاریة بما هو مساو لنوع الاستعمال الذی قیدت به او بنوع اخف منه مثلاً لو استعار دابة لیحملها حنطة فلیس له ان یحمل علیها حدیداً او احجاراً وامثاله ان یحملها شیئاً مساویاً للحنطة او اخف منها وکذا لو استعار دابة للر +

+ فلیس له ان یحملها حملاً واما الدابة المستعارة للحمل فانها ترکب ۱۲ المجلة ص ۱۳۵ +

[1] ربطها فی طرف کمه او عمامته او شدها فی مندیل او وضعه فی کمه او القاها فی جیبه ولم تقع فیه وهو یظن انها وقعت فیه لا یضمن ۱۲ رد المحتار ص ۶۶۷ ج ۴

[2] اذا طلبها المالک فقال لا اقدر علی احضارها الساعة فترکه المالک وذهب ان کان عن رضی لا یضمن وان کان عن غیر رضی ضمن وان کان الطالب وکیل المالک یضمن ۱۲ عالمگیری مصری ص ۳۳۲ ج ۴

[3] رسول المودع طلبها فقال لا ادفع الا الی الذی جاء بها فسرق یضمن عند الثانی وفی ظاهر المذهب لا یضمن (عالمگیری مصری ص ۳۳۳ ج ۴) اودع رجل رجلا دراهم فجاء رجل فقال ارسلنی الیک صاحب الودیعة لتدفعها الی فدفعها الیه فهلکت عنده ثم جاء صاحبها وانکر ذلک فالمستودع ضامن فان صدقه المودع فی کونه رسولا ولم یشترط علیه الضمان لا یرجع وان کذبه فی کونه رسولاً و مع هذا دفع او لم یصدقه ولم یکذبه و مع هذا دفع او صدقه ودفع الیه علی الضمان یرجع ۱۲

تاوان دینا پڑے گا. جیسے کسی نے اوڑھنے کو دوپٹہ دیا یہ اس کو بچھا کر لیٹی اس لئے وہ خراب ہو گیا یا چارپائی پر اتنے آدمی لد گئے کہ وہ ٹوٹ گئی. یا شیشے کا برتن آگ پر رکھدیا وہ ٹوٹ گیا یا اور کچھ ایسی خلاف بات کی تو تاوان دینا پڑے گا. اسی طرح اگر چیز مانگ لائی اور یہ بدنیتی کی کہ اب اس کو لوٹا کر نہ دوں گی بلکہ ہاضم کر جاؤنگی تب بھی تاوان[ل] دینا پڑے گا. **مسئلہ ۳** ایک[ل] یا دو دن کے لئے کوئی چیز منگوائی تو اب ایک دو دن کے بعد پھیر دینا ضروری ہے جتنے دن کے وعدے پر لائی تھی اتنے دن کے بعد اگر نہ پھیرے گی تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا. **مسئلہ ۴** جو چیز[ل] مانگی لی ہے یہ دیکھنا چاہیئے کہ اگر مالک نے زبان سے صاف کہدیا کہ چاہو خود برتو چاہو دوسرے کو دو. مانگنے والی کو درست ہے کہ دوسرے کو بھی برتنے کے لئے دیدے. اسی طرح اگر اس نے صاف تو نہیں کہا مگر اس سے میل جول ایسا ہے کہ اس کو یقین ہے کہ ہر طرح اس کی اجازت ہے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر مالک نے صاف منع کر دیا کہ دیکھو تم خود برتنا کسی اور کو مت دینا تو اس صورت میں کسی طرح درست نہیں کہ دوسرے کو برتنے کے لئے دی جائے اور اگر مانگنے والی نے یہ کہکر منگائی ہے کہ میں برتوں گی اور مالک نے دوسری کے برتنے سے منع نہ کیا اور نہ صاف اجازت دی تو اس چیز کو دیکھو کیسی ہے اگر وہ ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک ہی طرح برتا کرتے ہیں برتنے میں فرق نہیں ہوتا تب تو خود بھی برتنا درست ہے اور دوسرے کو برتنے کے لئے بھی دینا درست ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک طرح نہیں برتا کرتے بلکہ کوئی اچھی طرح برتتا ہے کوئی بُری طرح تو ایسی چیز تم دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتی ہو. اسی طرح اگر یہ کہکر منگائی ہے کہ ہمارا فلانا رشتہ دار یا ملاقاتی برتے گا اور مالک نے تمہارے برتنے نہ برتنے کا ذکر نہیں کیا تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ اول قسم کی چیز کو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسری قسم کی چیز کو تم نہیں برت سکو گی صرف وہی برتے گا جس کے برتنے کے نام سے منگائی ہے. اور اگر تم نے یوں ہی منگا بھیجی نہ اپنے برتنے کا نام لیا نہ دوسرے کے برتنے کا. اور مالک نے بھی کچھ نہیں کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اوّل قسم کی چیز کو تو تم بھی بَرت سکتی ہو اور دوسرے کو بھی برتنے کے لئے دے سکتی ہو اور دوسری قسم کی چیز میں یہ حکم ہے کہ اگر تم نے برتنا شروع کر دیا تب تو دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتیں. اور اگر دوسرے سے بَرت والیا تو تم نہیں بَرت سکتیں خوب سمجھ لیجیو. **مسئلہ ۵** ماں[ل] باپ وغیرہ کا کسی کو چھوٹے نابالغ کی چیز کا مانگے دینا جائز نہیں ہے اگر وہ چیز جاتی رہے تو تاوان دینا پڑے گا. اسی طرح اگر خود نابالغ اپنی چیز دیدے اس کا لینا بھی جائز نہیں.

ل اذا کانت العاریۃ مقیدۃ بزمان او بمکان یعتبر ذلک القید فلیس للمستعیر مخالفتہ مثلا اذا استعار دابۃ لیرکبہا ثلاث ساعات فلیس للمستعیر ان یرکبہا اربع ساعات وکذا اذا استعار فرسا لیرکبہا الی محل فلیس لہ ان یرکبہ الی محل غیرہ (المجلۃ صـ ۱۳۲) لو کانت العاریۃ مقیدۃ فی الوقت مطلقۃ فی غیرہ نحو ان یعیرہ یوما فہذہ عاریۃ مطلقۃ الا فی حق الوقت حتی لو لم یردہا بعد مضی الوقت مع الامکان ضمن اذا ہلکت سواء استعملہا بعد الوقت اولا ۱۲ مرآۃ المجلۃ صـ ۴۳ جـ ۲

ل ولہ ان یعیر غیرہ سواء کان شیئا یتفاوت الناس فی الانتفاع بہ اولا یتفاوتو اذا کانت الاعارۃ مطلقۃ لم یشترط علی المستعیر الانتفاع بہا بنفسہ فاما اذا شرط علیہ ذلک فلہ ان یعیر ما لا یتفاوت الناس فی الانتفاع بہ دون ما یتفاوتون فیہ مثال ہذا استعار من آخر ثوبا لیلبسہ بنفسہ او دابۃ لیرکبہا بنفسہ فلیس لہ الباس غیرہ ولا ارکاب غیرہ ولو استعار دارا لیسکنہا بنفسہ فلہ ان یسکنہا من شاء ولو استعار

ل ثوبا للبس ولم یسم اللابس او دابۃ للرکوب ولم یسم الراکب فلہ الباس غیرہ او ارکاب غیرہ فان لبس او رکب بنفسہ فاراد ان یعیر من غیرہ او یلبس غیرہ او ارکب غیرہ او لا ثم اراد ان یرکب او یلبس بنفسہ فقد اختلفوا فیہ والاصح انہ لا یملک ذلک ولو فعلہ ضمن ۱۲ عالمگیری مصری صـ ۲۶۵ جـ ۴

ل لیس للاب اعارۃ مال طفلہ لعدم البدل وکذا القاضی والوصی ۱۲ در مختار صـ ۴۷۰ جـ ۴ ل یعنی جب وہ چیز غائب ہو جائے ۱۲ +

مسئلہ ۶ کسی[1] سے کوئی چیز مانگ کر لائی گئی پھر وہ مالک مرگیا تو اب مرنے کے بعد وہ مانگے کی چیز نہیں رہی اب اس سے کام لینا درست نہیں۔ اسی طرح اگر وہ مانگنے والی مرگئی تو اس کے وارثوں کو اس سے نفع اٹھانا درست نہیں ہے۔

باب ۲۰ ہبہ یعنی کسی کو کچھ دیدینے کا بیان بستم

مسئلہ تم نے[2] کسی کو کوئی چیز دی اور اُس نے منظور کرلیا یا مُنھ سے کچھ نہیں کہا بلکہ تم نے اس کے ہاتھ پر رکھدیا اور اس نے لے لیا تو اب وہ چیز اُسی کی ہوگئی۔ اب تمھاری نہیں رہی بلکہ وہی اس کی مالک ہے اس کو شرع میں ہبہ کہتے ہیں۔ لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں۔ ایک تو اس کے حوالے کردینا اور اس کا قبضہ کرلینا ہے اگر تم نے کہا یہ چیز ہم نے تم کو دیدی اس نے کہا ہم نے لے لی۔ لیکن ابھی تم نے اس کے حوالے نہیں کیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا ابھی وہ چیز تمھاری ہی ملک ہے البتہ اگر اُس نے اس چیز پر قبضہ کرلیا تو اب قبضہ کرلینے کے بعد اس کی مالک بنی۔ **مسئلہ ۲** تم نے[3] وہ دی ہوئی چیز اس کے سامنے اس طرح رکھدی کہ اگر وہ اُٹھانا چاہے تو لے سکے اور کہدیا کہ لو اس کو لے لو۔ تو اس پاس رکھدینے سے بھی وہ مالک بن گئی۔ ایسا سمجھیں گے کہ اس نے اُٹھالیا اور قبضہ کرلیا۔ **مسئلہ ۳** بند صندوق[4] میں کچھ کپڑے دیدیئے لیکن اس کی کنجی نہیں دی تو یہ قبضہ نہیں ہوا۔ جب کنجی دیوے گی تب قبضہ ہوگا۔ اُس وقت اسکی مالک بنے گی۔ **مسئلہ ۴** کسی[5] بوتل میں تیل رکھا ہے یا اور کچھ رکھا ہے تم نے وہ بوتل کسی کو دیدی۔ لیکن تیل نہیں دیا تو یہ دینا صحیح نہیں۔ اگر وہ قبضہ کرلے تب بھی اس کی مالک نہ ہوگی۔ جب اپنا تیل نکال کے دوگی تب وہ مالک ہوگی۔ اور اگر تیل کسی کو دیدیا۔ مگر بوتل نہیں دی اور اس نے بوتل سمیت لے لیا کہ ہم خالی کر کے پھیر دیں گے تو یہ تیل کا دینا صحیح ہے قبضہ کرلینے کے بعد مالک بن جاوے گی۔ غرضکہ جب برتن وغیرہ کوئی چیز دو تو خالی کر کے دینا شرط ہے بغیر خالی کئے دینا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے مکان دیا تو اپنا سارا مال اسباب نکال کے خود بھی اس گھر سے نکل کے دینا چاہیئے۔ **مسئلہ ۵** اگر کسی[6] کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دو، پوری چیز نہ دو تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیکھو وہ کس قسم

[1] واذا ماتت المعیر او المستعیر تبطل الاعارة بموت احد العاقدین ۱۲ مرآة المجلة ص ۲۲۵ ج ۱

[2] ہی (ای الہبۃ) تملیک العین مجانا (در مختار ص ۶۷۷ ج ۴) تصح الہبۃ بایجاب وقبول وتتم بالقبض (مجمع الانہر ص ۳۵۳ ج ۲) التلفظ بالایجاب والقبول لا یشترط بل تکفی القرائن الدالۃ علی التملیک کمن دفع للفقیر شیئا وقبضہ ولم یتلفظ واحد منہما بشیٔ (مرآة المجلۃ ص ۲۲۵ ج ۱) القبض فی الہبۃ کالقبول فی البیع بناء علیہ تتم الہبۃ اذا قبض الموہوب لہ فی مجلس الہبۃ المال الموہوب بدون ان یقول قبلت او اتہبت عند ایجاب الواہب ای قولہ وہبتک ہذا المال (المجلۃ ص ۱۴۰)

[3] وفی الذخیرة قال ابو بکر اذا قال الرجل لغیرہ وہبت فرسی ہذا منک والفرس حاضر فقبض الموہوب لہ الفرس ولم یقل قبلت جازت الہبۃ وکذا لو کان الفرس غائبا فذہب وقبضہ ولم یقل قبلت جازت ویلزم اذن الواہب صراحۃ او دلالۃ فی القبض ایجاب الواہب دلالۃ ۔ اذن بالقبض واما اذنہ صراحۃ فہو قولہ خذ ہذا المال فانی وہبتک ایاہ ان کان المال حاضرا فی مجلس الہبۃ وان کان غائبا فقولہ وہبتک المال الفلانی اذہب وخذہ امر صریح ۱۲ مرآة المجلۃ ص ۲۲۹ ج ۱

[4] والتمکن من القبض کالقبض فلو وہب لرجل ثیابا فی صندوق مقفل ودفع الیہ الصندوق لم یکن قبضا وان مفتوحا کان قبضا لتمکنہ منہ ۱۲ در مختار ص ۶۷۷ ج ۴

[5] والاصل ان الموہوب ان کان مشغولا بملک الواہب منع تمامہا واعلم ان الضابط فی ہذا المقام ان الموہوب اذا اتصل بملک الواہب اتصال خلقۃ وامکن فصلہ لا تجوز ہبتہ ما لم یوجد الانفصال والتسلیم کما اذا وہب الزرع او الثمر بدون الارض والشجر او بالعکس وان اتصل اتصال مجاورة فان کان الموہوب مشغولا بحق الواہب لم یجز کما اذا وہب السرج علی الدابۃ لان استعمال السرج انما یکون للدابۃ فکانت للواہب علیہ ید مستعملۃ فتوجب نقصانا فی القبض وان لم یکن مشغولا جاز اذا وہب دابۃ مسرجۃ دون سرجہا لان الدابۃ تستعمل بدونہ وان شاغلا تجوز ہبۃ الشاغل لا المشغول فلو وہب جرابا فیہ طعام الواہب او دارا فیہا متاعہ او دابۃ علیہا سرجہ وسلمہا کذلک لا تصح وبعکسہ تصح فی الطعام والمتاع والسرج فقط لان کلا منہا شاغل لملک الواہب لا مشغول بہ ۱۲ در وشامی ص ۶۷۹ ج ۴

[6] (وتتم بالقبض) فی محوز مفرغ مقسوم ومشاع لا یبقی منتفعا بہ بعد ان یقسم کبیت وحمام صغیرین لانہا لا تتم بالقبض فیما یقسم ولو وہبہ لشریکہ او لاجنبی فان قسمہ وسلمہ صح ۱۲ در مختار ص ۶۸۰ ج ۴ +

کی چیز ہے آدھی بانٹ دینے کے بعد بھی کام کی رہے گی یا نہ رہے گی۔ اگر بانٹ دینے کے بعد اُس کام کی نہ رہے جیسے چکّی کہ اگر بیچوں بیچ سے توڑ کے دیدو تو پیسنے کے کام کی نہ رہے گی۔ اور جیسے چوکی، پلنگ، پتیلی، لوٹا، کٹورہ، پیالہ۔ صندوق، جانور وغیرہ ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کے بھی آدھی تہائی جو کچھ دینا منظور ہو دینا جائز ہے اگر وہ قبضہ کرنے تو جتنا حصّہ تم نے دیا ہے اس کی مالک بن گئی اور وہ چیز ساجھے میں ہو گئی۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہے جیسے زمین۔ گھر، کپڑے کا تھان، جلانے کی لکڑی، اناج غلہ، دودھ دہی وغیرہ تو بغیر تقسیم کئے ان کا دینا صحیح نہیں ہے۔ اگر تم نے کسی سے کہا۔ ہم نے اس برتن کا آدھا گھی تم کو دیدیا۔ وہ کہے ہم نے لے لیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ اگر وہ برتن پر قبضہ بھی کر لے تب بھی اس کی مالک نہیں ہوئی۔ ابھی سارا گھی تمہارا ہی ہے۔ ہاں اس کے بعد اگر اس[1] میں کا آدھا گھی الگ کر کے اس کے حوالے کر دو تو اب البتہ اس کی مالک ہو جائے گی۔ **مسئلہ ۶** ایک[2] تھان یا ایک مکان یا باغ وغیرہ دو آدمیوں نے بلکر آدھا آدھا خریدا تو جب تک تقسیم نہ کر لو تب تک اپنا آدھا حصّہ کسی کو دینا صحیح نہیں **مسئلہ ۷** آٹھ[3] آنے یا بارہ آنے پیسے دو شخصوں کو دیئے کہ تم دونوں آدھے آدھے لے لو۔ یہ صحیح نہیں بلکہ آدھے آدھے تقسیم کر کے دینا چاہئیں۔ البتہ اگر وہ دونوں فقیر ہوں تو تقسیم کی ضرورت نہیں۔ اور اگر ایک روپیہ یا ایک پیسہ دو آدمیوں کو دیا تو یہ دینا صحیح ہے۔ **مسئلہ ۸** بکری[4] یا گائے وغیرہ کے پیٹ میں بچّہ ہے تو پیدا ہونے سے پہلے ہی اُس کا دیدینا صحیح نہیں ہے بلکہ اگر پیدا ہونے کے بعد وہ قبضہ بھی کر لے تب بھی مالک نہیں ہوئی۔ اگر دینا ہو تو پیدا ہونے کے بعد پھر سے دیوے۔ **مسئلہ ۹** کسی[5] نے بکری دی اور کہا کہ اس کے پیٹ میں جو بچّہ ہے اس کو ہم نہیں دیتے وہ ہمارا ہی ہے تو بکری اور بچّہ دونوں اسی کے ہو گئے۔ پیدا ہونے کے بعد بچّہ لے لینے کا اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰ تمہاری[6] کوئی چیز کسی کے پاس امانت رکھی ہے تم نے اسی کو دیدی تو اس صورت میں فقط اتنا کہدینے سے کہ میں نے لے لی اُس کی مالک ہو جائے گی اب جا کر دوبارہ اُس پر قبضہ کرنا شرط نہیں ہے کیونکہ وہ چیز تو اسکے پاس ہی ہے۔ **مسئلہ ۱۱** نابالغ[7] لڑکا یا لڑکی اپنی چیز کسی کو دیدے تو اس کا دینا صحیح نہیں ہے اور اس کی چیز لینا بھی ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کو خوب یاد رکھو بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں۔

باب ۲۱	بچّوں کو دینے کا بیان	بست ویکم

مسئلہ ۱ ختنہ وغیرہ کسی تقریب میں چھوٹے بچّوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے خاص اس بچّے کو دینا

[8] یا کلا من ماکول وہب لہ وقیل لا فا فادان غیر الماکول لا یباح الا الحاجۃ وضعوا ہدیۃ الختان بین یدی الصبی ما یصلح لہ کثیاب الصبیان فالہدیۃ لہ والا فان المہدی من اقرباء الاب او معارفہ فللاب او من معارف الام فللام قال ہذا للصبی اولا ۱۲ درمختار ص ۵۸۶ ج ۴ +

[1] دیکھو حاشیہ نمبر ۶ صفحہ ۳۷۔
[2] ولا یصح فی مشاع یقسم ویبقی منتفعا بہ قبل القسمۃ وبعد ہا ۱۲ عالمگیری مصری ص ۲۷۶ ج ۴
[3] واذا تصدق بعشرۃ دراہم او وہبہا لفقیرین صح لا لغنیین وہبہ لرجلین درہما صحیحا صح وان مغشوشا لا لانہ مما یقسم ۱۲ درمختار ص ۵۸۷ ج ۴
[4] لو وہب الحمل وسلم بعد الولادۃ لا یجوز لان فی وجودہ احتمالا فصار کالمعدوم ۱۲ رد المحتار ص ۵۷۲ ج ۴
[5] وان وہبہا واستثنی ما فی بطنہا جازت الہبۃ فی الام والولد والاستثناء باطل ۱۲ عالمگیری مصری ص ۳۶۲ ج ۴
[6] وہبۃ شئ ہو فی ید الموہوب لہ تتم بلا تجدید قبض (مجمع الانہر ص ۳۵۷ ج ۲) من وہب مالہ الذی ہو فی ید آخر لہ تتم الہبۃ ولا حاجۃ الی القبض والتسلیم مرۃ اُخری ۱۲ المجلۃ ص ۱۴۳
[7] یشترط ان یکون الواہب عاقلا بالغا بناء علیہ لا تصح ہبۃ الصغیر والمعتوہ واما الہبۃ لہؤلاء فصحیحۃ ۱۲ المجلۃ ص ۱۴۲
[8] ویباح لوالدیہ ان

مقصود نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے وہ سب نیوتہ بچّے کی مِلک نہیں بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہیں جو چاہیں سو کریں۔ البتہ اگر کوئی شخص خاص[ل] بچّے ہی کو کوئی چیز دیوے تو پھر وہی بچّہ اس کا مالک ہے اگر بچّہ سمجھدار ہے تو خود اسی کا قبضہ کر لینا کافی ہے جب قبضہ کر لیا تو مالک ہو گیا۔ اگر بچّہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہو تو اگر باپ ہو تو اُس کے قبضہ کر لینے سے۔ اور اگر باپ نہ ہو تو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچّہ مالک ہو جائے گا۔ اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو وہ بچّہ جس کی پرورش میں ہے اس کو قبضہ کرنا چاہئے اور باپ دادا کے ہوتے ماں نانی دادی وغیرہ اور کسی کا قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے۔ **مسئلہ ۲** اگر باپ[ٹ] یا اُس کے نہ ہونے کے وقت دادا اپنے بیٹے پوتے کو کوئی چیز دینا چاہے تو بس اتنا کہدینے سے ہبہ صحیح ہو جائے گا کہ میں نے اس کو یہ چیز دیدی۔ اور باپ دادا نہ ہو اُس وقت ماں بھائی وغیرہ بھی اگر اس کو کچھ دینا چاہیں اور وہ بچّہ انکی پرورش میں بھی ہو۔ اُن کے اس کہدینے سے بھی وہ بچّہ مالک ہو گیا۔ کسی کے قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۳ جو چیز[ٹ] ہو اپنی سب اولاد کو برابر برابر دینا چاہئے۔ لڑکا لڑکی سب کو برابر دیوے۔ اگر کبھی کسی کو کچھ زیادہ دیدیا تو بھی خیر کچھ حرج نہیں لیکن جسے کم دیا اس کو نقصان دینا مقصود نہ ہو نہیں تو کم دینا درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۴** جو چیز[ٹ] نابالغ کی مِلک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اسی بچّے ہی کے کام میں لگانا چاہئے کسی کو اپنے کام میں لانا جائز نہیں خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لاویں نہ کسی اور بچّے کے کام میں لگاویں۔

مسئلہ ۵ اگر ظاہر[ٹ] میں بچّے کو دیا مگر یقیناً معلوم ہے کہ منظور تو ماں باپ ہی کو دینا ہے مگر اس چیز کو حقیر سمجھ کر بچّے ہی کے نام سے دیدیا تو ماں باپ کی مِلک ہے وہ جو چاہیں کریں پھر اس میں یہ بھی دیکھ لیں اگر ماں کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو ماں کا ہے اگر باپ کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو باپ کا ہے۔ **مسئلہ ۶** اپنے[ٹ] نابالغ لڑکے کے لئے کپڑے بنوائے تو وہ لڑکا مالک ہو گیا۔ یا نابالغ لڑکی کے لئے زیور گہنا بنوایا تو وہ لڑکی اسکی مالک ہو گئی۔ اب اُن کپڑوں کا یا اُس زیور کا کسی اور لڑکا لڑکی کو دینا درست نہیں۔ جس کے لئے بنوائے ہیں اُسی کو دیوے۔ البتہ اگر بنانے کے وقت صاف کہدیا کہ یہ میری ہی چیز ہے مانگے کے طور پر دیتا ہوں تو بنوانے والے کی رہے گی۔ اکثر دستور ہے کہ بڑی بہنیں بعض وقت چھوٹی نابالغ بہنوں سے یا خود ماں اپنی لڑکی سے دوپٹہ وغیرہ کچھ مانگ لیتی ہیں تو اُن کی چیز کا ذرا دیر کے لئے مانگ لینا بھی درست نہیں۔ **مسئلہ ۷** جس[ٹ] طرح خود بچّہ اپنی چیز کسی کو دے نہیں سکتا اسی طرح ماں باپ کو بھی نابالغ اولاد کی چیز کے دینے کا اختیار نہیں۔ اگر ماں باپ

م فی المفازۃ واحتاج الیہ لانعدام الطعام معہ فلہ الاکل بالقیمۃ ۱۲ در وشامی صـ ج ۴ ۵ واذا اہدی الفواکہ للصغیر یحل للابوین الاکل منہا اذا ارید بذلک الابوان لکن الاہدار للصغیر استصغارا للہدیۃ ۱۲ رد المحتار صـ ج ۴ ۶ اتخذ لولدہ الصغیر ثوبا یملک وکذا الکبیر بالتسلیم اتخذ لولدہ ثیابا لیس لہ ان یدفعہا الی غیرہ الا اذا بین وقت الاتخاذ انہا عاریۃ ۱۲ رد المحتار صـ ج ۴ ۷ ولا یجوز ان یہب شیئا من مال طفلہ ولو بعوض ۱۲ در مختار صـ ج ۴

ل وان وہب لہ اجنبی یتم بقبض ولیہ وہو احد الاربعۃ الاب ثم وصیہ ثم الجد ثم وصیہ وان لم یکن فی حجرہم وعند عدمہم تتم بقبض من یعولہ کعمہ وامہ واجنبی ولو ملتقطا لو فی حجرہما والا لا لفوت الولایۃ وبقبضہ لو ممیزا یعقل التحصیل ولو مع وجود ابیہ ۱۲ در مختار صـ ۴۹۳ ج ۴

۲ وہبۃ الاب لطفلہ تتم بالعقد وکذا لو وہبتہ امہ وہو فی یدہا والاب میت ولیس لہ وصی وکذا کل من یعولہ ۱۲ عالمگیری مصری صـ ۳۷۳ ج ۴

۳ لا بأس بتفضیل بعض الاولاد فی المحبۃ لانہا عمل القلب وکذا فی العطایا ان لم یقصد بہ الاضرار وان قصدہ یسوی بینہم یعطی البنت کالابن عند الثانی وعلیہ الفتوی ۱۲ در مختار صـ ۴۸۵ ج ۴

۴ ویباح لوالدیہ ان یاکلا من ماکول وہب لہ وقیل لا افادان غیر الماکول لا یباح لہما الا لحاجۃ قال فی التاتارخانیۃ واذا احتاج الاب الی مال ولدہ فان کانا فی المصر واحتاج لفقرہ اکل بغیر شئی وان کانا

ف مگر بلا وجہ ایسا کرنے میں کراہت ہے ۱۲

اس کی چیز کسی کو بالکل دیدیں یا ذرا دیر یا کچھ دن کے لئے مانگی دیدیں تو اس کا لینا درست نہیں۔ البتہ اگر ماں باپ کو نہوت کی وجہ سے نہایت ضرورت ہو اور وہ چیز کہیں اور سے اُن کو نہ مِل سکے تو مجبوری اور لاچاری کے وقت اپنی اولاد کی چیز لے لینا درست ہے **مسئلہ** ماں[1] باپ وغیرہ کو بچے کا مال کسی کو قرض دینا بھی صحیح نہیں۔ بلکہ خود قرض لینا بھی صحیح نہیں۔ خوب یاد رکھو۔

باب ۲۲	**دے کر پھیر لینے کا بیان**	بست و دو

مسئلہ[1] کچھ[2] دے کر پھیر لینا بڑا گناہ ہے۔ لیکن[3] اگر کوئی واپس لے لیوے اور جس کو دی تھی وہ اپنی خوشی سے دے بھی دیوے تو اب پھر اس کی مالک بن جائے گی مگر بعضی[4] باتیں ایسی ہیں جس سے پھیر لینے کا اختیار بالکل نہیں رہتا۔ مثلاً تم نے کسی کو بکری دی۔ اُس نے کھِلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا تو پھیرنے کا اختیار نہیں ہے۔ یا کسی کو زمین دی اُس میں اُس نے گھر بنالیا یا باغ لگایا تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں۔ یا کپڑا دینے کے بعد اُس نے کپڑے کو سی لیا یا رنگ لیا یا دُھلوا لیا تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں۔

مسئلہ[2] تم[5] نے کسی کو بکری دی۔ اس کے دو ایک بچے ہوئے تو پھیرنے کا اختیار باقی ہے۔ لیکن اگر پھیرے تو صرف بکری پھیر سکتی ہے وہ بچے نہیں لے سکتی۔ **مسئلہ[3]** دینے[6] کے بعد اگر دینے والا یا لینے والا مرجائے تب بھی پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا۔ **مسئلہ[4]** تم کو کسی[7] نے کوئی چیز دی۔ پھر اُس کے بدلے میں تم نے بھی کوئی چیز اُس کو دیدی اور کہدیا لو بہن اس کے عوض تم یہ لے لو۔ تو بدلہ دینے کے بعد اب اس کو پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ اگر تم نے یہ نہیں کہا کہ ہم اس کے عوض میں دیتے ہیں تو وہ اپنی چیز پھیر سکتی ہے۔ اور تم اپنی چیز بھی پھیر سکتی ہو **مسئلہ[5]** بی بی[8] نے اپنے میاں کو یا میاں نے اپنی بی بی کو کچھ دیا تو اسکے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے ایسے رشتہ دار کو کچھ دیا جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور وہ رشتہ

---

[1] بخلاف الاب فانہ لا یملک اقراض مال ابنہ الصبی من الملی لعدم القدرۃ علے الاستیفاء لانہ لا یتمکن من تحصیل المال من المستقرض بنفسہ فکان بمنزلۃ الوصی الا فی روایۃ ۱۲ کشف المبہم صفحہ ۳۰۶

[2] مثل الذی یعطی العطیۃ ثم یرجع فیہا کمثل الکلب یاکل فاذا شبع قاء ثم عاد فی قیئہ ۱۲ ابو داؤد صفحہ ۹۹ جزء ۲

[3] للواہب ان یرجع عن الہبۃ والہدیۃ بعد القبض برضاء الموہوب لہ وان لم یرض الموہوب لہ راجع الواہب الحاکم وللحاکم فسخ الہبۃ ان لم یکن ثم مانع من موانع الرجوع ۱۲ المجلۃ صفحہ ۱۴۳

[4] لا تمنع الزیادۃ المنفصلۃ کولد وارش وعقر وثمرۃ فیرجع فی الاصل لا الزیادۃ (در صفحہ ۷۸۸ جزء ۴) اذا کان الموہوب ارضا واحدث الموہوب فیہ بناء او غرس شجرا او حصل للموہوب زیادۃ متصلۃ ککونہ حیوانا وصلح بتربیۃ الموہوب لہ او تبدل اسمہ بتغییر الموہوب لہ ککونہ حنطۃ وجعلہ دقیقا فلیس للواہب الرجوع عن الہبۃ (المجلۃ صفحہ ۱۴۳) او کان م الموہوب ثوبا فصبغہ بعصفر او زعفران او قطعہ قمیصا او خاطہ او جبۃ وحشاہ او قباء ای لا یصح الرجوع ۱۲ عالمگیری مصری صفحہ ۳۶۷ جزء ۴

[5] وفاۃ کل من الواہب والموہوب لہ مانع للرجوع بناء علیہ کما انہ لیس للواہب الرجوع عن الہبۃ اذا توفی الموہوب لہ کذلک لیس للورثۃ استرداد الموہوب اذا توفی الواہب ۱۲ المجلۃ صفحہ ۱۴۴

[7] (والعین العوض) بشرط ان یذکر لفظا یعلم الواہب انہ عوض کل ہبۃ فان قال خذہ عوض ہبتک او بدلہا او فی مقابلتہا فقبضہ الواہب سقط الرجوع ولو لم یذکر انہ عوض رجع کل بہبۃ ۱۲ در مختار صفحہ ۷۸۹ جزء ۴

[8] من وہب لاصولہ وفروعہ او لاخیہ او اُختہ او لاولادہما او لعمہ وعمتہ شیئا فلیس لہ الرجوع لو وہب کل من الزوج والزوجۃ صاحبہ شیئا حال کون الزوجیۃ قائمۃ بینہما فبعد التسلیم لیس لہ الرجوع (المجلۃ صفحہ ۱۴۳) والمحرمیۃ بالسبب لا بالقرابۃ لا تمنع الرجوع کالآباء والامہات والاخوۃ والاخوات من الرضاعۃ وکذا المحرمیات بالمصاہرۃ کامہات النساء والربائب وازواج البنین والبنات (عالمگیری مصری صفحہ ۳۶۸ جزء ۴) ولیس لہ حق الرجوع بعد التسلیم فی ذی الرحم وفی ما سوی ذلک لہ حق الرجوع الا ان بعد التسلیم لا یتفرد الواہب بالرجوع بل یحتاج فیہ الی القضاء او الرضاء وقبل التسلیم یتفرد الواہب بذلک الرجوع فی الہبۃ مکروہ فی الاحوال کلہا ویصح ۱۲ عالمگیری مصری صفحہ ۳۶۷ جزء ۴

خون کا ہے جیسے بھائی بہن بھتیجا بھانجا وغیرہ تو اُس سے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔ اور اگر قرابت اور رشتہ تو ہے لیکن نکاح حرام نہیں ہے جیسے چچازاد۔ پھوپھی زاد بہن بھائی وغیرہ یا نکاح حرام تو ہے لیکن نسب کے اعتبار سے قرابت نہیں یعنی وہ رشتہ خون کا نہیں بلکہ دودھ کا رشتہ یا اور کوئی رشتہ ہے جیسے دودھ شریک بھائی بہن وغیرہ یا داماد ساس خُسر وغیرہ۔ تو ان سب سے پھیر لینے کا اختیار رہتا ہے۔

مسئلہ جتنی صورتوں میں پھیر لینے کا اختیار ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بھی پھیر دینے پر راضی ہو جائے اس وقت پھیر لینے کا اختیار ہے جیسا اوپر آچکا۔ لیکن گناہ اس میں بھی ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو اور نہ پھیرے تو بدون قضاء قاضی کے زبردستی پھیر لینے کا اختیار نہیں اور اگر زبردستی بدون قضاء کے پھیر لیا تو یہ مالک نہ ہوگا۔ **مسئلہ** جو کچھ ہبہ کر دینے کے حکم احکام بیان ہوئے ہیں اگر خدا کی راہ میں خیرات دینے لگے بھی وہی احکام ہیں۔ مثلاً بغیر قبضہ کئے فقیر کی مِلک میں چیز نہیں جاتی۔ اور جس چیز کا تقسیم کے بعد دینا شرط ہے اس کا یہاں بھی تقسیم کے بعد دینا شرط ہے۔ جس چیز کا خالی کر کے دینا ضروری ہے یہاں بھی خالی کر کے دینا ضروری ہے البتہ دو باتوں کا فرق ہے۔ ایک ہبہ میں رضامندی سے پھیر لینے کا اختیار رہتا ہے۔ دوسرے آٹھ دس آنے پیسے یا آٹھ دس روپے اگر دو فقیروں کو دیدو کہ تم دونوں بانٹ لینا تو یہ بھی درست ہے۔ اور ہبہ میں اس طرح درست نہیں ہوتا۔ **مسئلہ** کسی فقیر کو پیسہ دینے لگے مگر دھوکے سے اٹھنی چلی گئی تو اُس کے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔

باب ۲۳	کرایہ پر لینے کا بیان	بست وسہ

مسئلہ ۱ جب تم نے مہینہ بھر کے لئے گھر کرایہ پر لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا تو مہینے کے بعد کرایہ دینا پڑے گا چاہے اس میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو یا خالی پڑا رہا ہو۔ کرایہ بہر حال واجب ہے۔

مسئلہ ۲ درزی کپڑا سی کر۔ یا رنگریز رنگ کر یا دھوبی کپڑا دھو کر لایا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے اُس کی مزدوری نہ لیوے تب تک تم کو کپڑا نہ دیوے۔ بغیر مزدوری دیئے اُس سے زبردستی لینا درست نہیں۔ اور اگر کسی مزدور سے غلّے کا ایک بورا ایک آنہ پیسہ کے وعدہ پر اُٹھوایا تو وہ اپنی مزدوری مانگنے کے لئے تمہارا غلّہ نہیں روک سکتا۔ کیونکہ وہاں سے لانے کی وجہ سے غلّہ میں کوئی بات نہیں پیدا ہوئی۔ اور پہلی صورتوں میں ایک نئی بات کپڑے میں پیدا ہو گئی۔ **مسئلہ ۳** اگر کسی نے یہ شرط

۴ الصانع ان یعمل بنفسہ فلیس لہ ان یستعمل غیرہ وان اطلق لہ العمل فلہ ان یستاجر من یعملہ لان المستحق عمل فی ذمتہ ویمکن ایفاؤہ بنفسہ وبالاستعانۃ بغیرہ بمنزلۃ ایفاء الدین ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۴۶ ج ۳ ۵ اور خیرات میں پھیر لینے کا اختیار نہیں رہتا ۱۲ +

ف الصدقۃ بمنزلۃ الہبۃ فی المشاع وغیر المشاع وحاجتہا الی القبض الا انہ لا رجوع فی الصدقۃ اذا تمت ۱۲ عالمگیری مصری صفحہ ۳۸۸ ج ۴

ف واذا تصدق بعشرۃ دراہم او وہبہا لفقیرین صح لان الہبۃ للفقیر صدقۃ والصدقۃ یراد بہا وجہ اللّٰہ وہو واحد فلا شیوع لا لغنیین لان الصدقۃ علی الغنی ہبۃ فلا تصح للشیوع ای لا تملک حتی لو قسمہا وسلمہا صح ۱۲ شرح تنویر صفحہ ۱۶۱ ج ۴

ف تصدق علی فقیر بطازجۃ علی ظن انہ فلس لیس لہ ان یستردہا ظاہراً ۱۲ عالمگیری مصری صفحہ ۳۹۱ ج ۴

ف یجب الاجر لدار قبضت ولم تسکن لوجود تمکنہ من الانتفاع ۱۲ شرح تنویر صفحہ ۱۶۸ ج ۲

ف ولکل صانع لعملہ اثر فی العین کالقصار والصباغ فلہ ان یحبس العین بعد الفراغ عن عملہ حتی یستوفی الاجر وکل صانع لیس لعملہ اثر فی العین فلیس لہ ان یحبس العین للاجر کالحمال والملاح ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۴۶ ج ۳

ف واذا شرط علی ۴

کرلی کہ میرا کپڑا تم ہی سینا یا تم ہی رنگنا یا تم ہی دھونا تو اس کو دوسرے سے دھلوانا درست نہیں۔ اور اگر یہ شرط نہیں کی تو کسی اور سے بھی وہ کام کرا سکتی ہے۔

باب ۲۴ اجارۂ فاسد کا بیان بست و چہارم

مسئلہ اگر[1] مکان کرایہ پر لیتے وقت کچھ مدت نہیں بیان کی کہ کتنے دن کے لئے ایک روپیہ دیا ہے یا کرایہ نہیں مقرر کیا یوں ہی لے لیا۔ یا یہ شرط کرلی کہ جو کچھ اس میں گر پڑ جاوے گا وہ بھی ہم اپنے پاس سے بنوا دیا کریں گے۔ یا کسی کو گھر اس وعدہ پر دیا کہ اس کی مرمّت کرا دیا کرے اور اس کا یہی کرایہ ہے یہ سب اجارۂ فاسد ہے۔ اور اگر یوں[2] کہدے کہ تم اس گھر میں رہو اور مرمّت کرا دیا کرو کرایہ کچھ نہیں تو یہ رعایت ہے اور جائز ہے۔ مسئلہ کسی[3] نے یہ کہکر مکان کرایہ پر لیا کہ دو روپے ماہوار کرایہ دیا کریں گے تو ایک ہی مہینے کے لئے اجارہ صحیح ہوا۔ مہینے کے بعد مالک کو اس میں سے اُٹھا دینے کا اختیار ہے پھر جب دوسرے مہینے میں تم رہ پڑے تو ایک مہینے کا اجارہ اب اور صحیح ہو گیا۔ اسی طرح ہر مہینے میں نیا اجارہ ہوتا رہے گا۔ البتہ اگر یہ بھی کہدیا کہ چار مہینے یا چھ مہینے رہوں گا تو جتنی مدت بتلائی ہے اتنی مدت تک اجارہ صحیح ہوا۔ اس سے پہلے مالک تم کو نہیں اُٹھا سکتا۔ مسئلہ پیسنے[4] کے لئے کسی کو گیہوں دیئے اور کہا کہ اسی میں سے پاؤ بھر آٹا پسائی لے لینا۔ یا کھیت کٹوایا اور کہا کہ اسی میں سے اتنا غلّہ مزدوری لے لینا یہ سب فاسد ہے۔ مسئلہ اجارۂ[5] فاسد کا یہ حکم ہے کہ جو کچھ طے ہوا ہے وہ نہ دلایا جاوے گا بلکہ اتنے کام کے لئے جتنی مزدوری کا دستور ہو۔ یا ایسے گھر کے لئے جتنے کرایہ کا دستور ہو وہ دلایا جاوے گا۔ لیکن اگر دستور زیادہ ہے اور طے کم ہوا تھا تو پھر دستور کے موافق نہ دیا جاوے گا۔ بلکہ وہی پاوے گا جو طے ہوا ہے۔ غرضکہ جو کم ہو اس کے پانے کا مستحق ہے۔ مسئلہ گانے[6] بجانے، ناچنے، بندر نچانے وغیرہ جتنی بیہودگیاں ہیں ان کا اجارہ صحیح نہیں بالکل باطل ہے اس لئے کچھ نہ دلایا جاوے گا۔ مسئلہ کسی[6] حافظ کو نوکر رکھا کہ اتنے دن تک فلانے کی قبر پر پڑھا کرو اور ثواب بخشا کرو۔ یہ صحیح نہیں باطل ہے نہ پڑھنے والے کو ثواب ملے گا نہ مُردے کو۔ اور یہ کچھ تنخواہ پانے کا مستحق نہیں۔

[1] تفسد الاجارة بالشروط المخالفة بمقتضى العقد فكل ما افسد البيع مما مر يفسده كجهالة ماجور او اجرة او مدة او عمل وكشرط طعام عبد وعلف دابة ومرمة لدار ومغارمها ۱۲ شرح تنویر صـ۱۷۷ـ ج ۲

[2] دفع دارہ علی ان یسکنها ویرمّها ولا اجر علیه فهو عارية لانه لم يشترط الاجرة فان المرمّة نفقة الدار ونفقة المستعار على المستعير ۱۲ عالمگیری صـ۲۷ـ

[3] ومن استاجر دارا كل شهر بدرهم فالعقد صحيح في شهر واحد فاسد في بقية الشهور الا ان يسمي جملة الشهور معلومة واذا تم كان لكل واحد منهما ان ينقض الاجارة لانتهاء العقد الصحيح فان سكن ساعة من الشهر الثاني صح العقد فيه وليس للموجر ان يخرجه الى ان ينقضي وكذلك كل شهر سكن في اوله ۱۲ ہدایہ صـ۲۵۱ـ ج ۳

[4] صورة قفيز الطحان ان يستاجر الرجل من آخر ثورا ليطحن بها الحنطة على ان يكون لصاحبها قفيز من دقيقها او يستاجر انسانا ليطحن له الحنطة بنصف دقيقها او ثلثه او ما اشبه ذلك فذلك فاسد وعلى هذا استاجر رجلا ليحصد له قصيا في اجمة على ان يعطى له خمس حزمات من هذا القصب لا يجوز ۱۲ عالمگیری مصری صـ۴۲۹ـ

[5] والواجب في الاجارة الفاسدة اجر المثل لا يجاوز به المسمى الى قوله واذا انقص اجر المثل لم يجب زيادة المسمى لفساد التسمية ۱۲ ہدایہ صـ۲۵۱ـ۲۵۲ ج ۳

[6] ولا تجوز الاجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو وعلى هذا الحداء وقراءة الشعر وغيره ولا اجر في ذلك وهذا كله قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد ۱۲ عالمگیری مصری صـ۴۴۳ـ ج ۳

[7] ولا يصح الاستيجار على القراءة واهداءها الى الميت لانه لم ينقل عن احد من الائمة الاذن فيه وقد قال العلماء ان القاري اذا قرأ لاجل المال فلا ثواب له فاي شيء يهديه الى الميت وانما يصل الى الميت العمل الصالح ۱۲ رد المحتار صـ۴۷ـ ج ۵ — اجارہ بمعنی کرایہ پر دینا اور فاسد بمعنی ناجائز۔ اجارہ فاسد سے مراد وہ اجارہ ہے جس میں

اجارہ کی شرطوں کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو ایسے اجارہ کے لئے یہ حکم ہے کہ اُسے توڑ دے اور پھر سے کرایہ پر لے ۱۲

مسئلہ^۸ پڑھنے کے لئے کوئی کتاب کرایہ پر لی تو یہ صحیح نہیں بلکہ باطل ہے۔ مسئلہ^۸ یہ جو دستور ہے کہ بکری گائے بھینس کے گابھن کرنے میں جس کا بکرا بیل بھینسا ہوتا ہے وہ گابھن کرائی لیتا ہے یہ بالکل حرام ہے۔ مسئلہ۹ بکری یا گائے بھینس کو دودھ پینے کے لئے کرایہ پر لینا درست نہیں۔

مسئلہ۱۰ جانور کو ادھیان پر دینا درست نہیں یعنی یوں کہنا کہ یہ مُرغیاں یا بکریاں لیجاؤ اور پرورش سے اچھی طرح رکھو جو کچھ بچّے ہوں وہ آدھے تمہارے آدھے ہمارے یہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ۱۱ گھر سجانے کے لئے جھاڑ فانوس وغیرہ کرایہ پر لینا درست نہیں۔ اگر لایا بھی تو وہ دینے والا کرایہ پانے کا مستحق نہیں۔ البتہ اگر جھاڑ فانوس جلانے کے لئے لایا ہو تو درست ہے۔

مسئلہ۱۲ کوئی یکہ یا بہلی کرایہ پر کی تو معمول سے زیادہ بہت آدمیوں کا لَد جانا درست نہیں۔ اسی طرح ڈولی میں بلا کہاروں کی اجازت کے دو دو بیٹھ جانا درست نہیں۔ مسئلہ۱۳ کوئی چیز کھوئی گئی۔ اس نے کہا جو کوئی ہماری چیز بتلادے کہ کہاں ہے اس کو ایک پیسہ دیں گے۔ تو اگر کوئی بتادیوے تب بھی پیسہ پانے کی مستحق نہیں ہے کیونکہ یہ اجارہ صحیح نہیں ہوا۔ اور اگر کسی خاص آدمی سے کہا ہو کہ اگر تو بتلادے تو پیسہ دوں گی۔ تو اگر اس نے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے بتلادیا تو کچھ نہ پاوے گی۔ اور اگر کچھ چل کے بتلایا ہو تو پیسہ دھیلا جو کچھ وعدہ تھا ملے گا۔

باب ۲۵	تاوان لینے کا بیان	بست و پنجم

مسئلہ رنگریز۔ دھوبی۔ درزی وغیرہ کسی پیشہ ور سے کوئی کام کرایا تو وہ چیز جو اس کو دی ہے اسکے پاس امانت ہے اگر چوری ہو جائے یا اور کسی طرح بلا قصد مجبوری سے ضائع ہو جائے تو اُن سے تاوان لینا درست نہیں۔ البتہ اگر اس نے اس طرح کُندی کی کہ کپڑا پھٹ گیا یا عمدہ ریشمی کپڑا بھٹی پر چڑھادیا وہ خراب ہو گیا تو اُس کا تاوان لینا جائز ہے۔ اسی طرح جو کپڑا اس نے بدل دیا تو اس کا تاوان لینا بھی درست ہے۔ اور اگر کپڑا کھو یا گیا۔ اور وہ کہتا ہے معلوم نہیں کیونکر گیا۔ اور کیا ہوا۔ اس کا تاوان لینا بھی درست ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ میرے یہاں چوری ہو گئی اس ہی جاتا رہا تو تاوان لینا درست نہیں۔

و البعض وعند البعض یجوز وینصرف الی المعتاد وہذا اظہر وعلیہ الفتوی ۱۲ عالمگیری ص۴۲۵ ج ۴ ۵ رجل ضل لہ شئ فقال من دلنی علی کذا فلہ کذا فہو علی وجہین ان قال ذلک علی سبیل العموم بان قال من دلنی فالاجارۃ باطلۃ لان الدلالۃ والاشارۃ لیست بعمل یستحق بہ الاجر وان قال علی سبیل المخصوص بان قال لرجل بعینہ ان دللتنی علی کذا فلک کذا ان مشی لہ فدلہ فلہ اجر المثل للمشی لاجلہ ۱۲ رد المحتار ص۸۸ ج ۵)

۶ والمتاع امانۃ فی ید الاجیر المشترک فان ہلک لم یضمن شیئا وما تلف بعملہ کتخریق الثوب من دقہ وزلق الحمال مضمون علیہ ۱۲ ہدایہ مختصرا ج ۳ ص۲۵۶

۱ ولو استاجر کتبا لیقرأ فیہا شعرا کان او فقہا او غیر ذلک لا یجوز ولا اجر لہ وان قرء ۱۲ عالمگیری مصری ص۴۳۳ ج ۴

۲ ولا یجوز اخذ اجرۃ عسب التیس وہو ان یواجر فحلا لینزو علی اناث (ہدایہ ص۲۵۲ ج ۳) و

لا تجوز اجارۃ الشجر علی ان الثمر للمستاجر وکذلک لو استاجر بقرۃ او شاۃ لیکون اللبن او الولد لہ (عالمگیری مصری ص۴۲۶ ج ۴) وکذا لو دفع الدجاج علی ان یکون البیض بینہما او بذر الفلیق علی ان یکون الابریسم بینہما لا یجوز و الحادث کلہ لصاحب الدجاج والبذر (عالمگیری مصری ص۴۳۰ ج ۴) استاجر شاۃ لارضاع ولدہ او جدیہ لم یجز ۱۲ رد المحتار ج ۵ ص۸۷

۳ رجل استاجر آنیۃ لیضعہا فی بیتہ لیتجمل بہا ولا یستعملہا فالاجارۃ فاسدۃ ولا اجر لہ الا اذا کان الذی یستاجر قد یکون ان یستاجر لینتفع بہ ۱۲ عالمگیری بحذف ص۴۳۹

۴ استاجر ابلا او حمارا لیحمل علیہا الحنطۃ ولم یبین مقدار الحنطۃ ولا اشار الیہا لا یجوز عند ض

مسئلہ ۲: کسی[۱] مزدور کو گھی تیل وغیرہ گھر پہنچانے کو کہا۔ اس سے رستہ میں گر پڑا۔ تو اس کا تاوان لینا جائز ہے۔ **مسئلہ ۳:** اور جو پیشہ ور نہیں بلکہ خاص تمھارے ہی کام کے لئے ہے مثلاً نوکر چاکر یا وہ مزدور جسکو تم نے ایک دن یا دو چار دن کے لئے رکھا ہے اس کے ہاتھ سے جو کچھ جاتا رہے۔ اس کا تاوان لینا جائز نہیں[۲] البتہ اگر وہ خود قصداً نقصان کر دے تو تاوان لینا درست ہے۔ **مسئلہ ۴:** لڑکا[۳] کھلانے پر جو نوکر ہے اُس کی غفلت سے اگر بچے کا زیور یا اور کچھ جاتا رہے تو اُس کا تاوان لینا درست نہیں۔

بست وششم	اجارہ کے توڑ دینے کا بیان	باب ۲۶

مسئلہ ۱: کوئی گھر کرایہ پر لیا۔ وہ بہت ٹپکتا ہے یا کچھ حصہ اس کا گر پڑا۔ یا اور کوئی ایسا عیب نکل آیا جس سے اَب رہنا مشکل ہے تو اجارہ کا توڑ دینا درست ہے[۴] اور اگر بالکل ہی گر پڑا تو خود ہی اجارہ ٹوٹ گیا۔ تمھارے توڑنے اور مالک کے راضی ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔ **مسئلہ ۲:** جب[۵] کرایہ پر لینے والے اور دینے والے میں سے کوئی مر جائے تو اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔ **مسئلہ ۳:** اگر کوئی ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ کرایہ کو توڑنا پڑے تو مجبوری کے وقت توڑ دینا صحیح ہے۔ مثلاً کہیں جانے کے لئے بہلی کو کرایہ کیا پھر رائے بدل گئی اب جانے کا ارادہ نہیں رہا۔ تو اجارہ توڑ دینا صحیح ہے[۶]۔ **مسئلہ ۴:** یہ جو دستور ہے کہ کرایہ طے کر کے اس کو کچھ بیعانہ دیدیتے ہیں اگر جانا ہوا تو پھر اس کو پورا کرایہ دیتے ہیں اور وہ بیعانہ اُس کرایہ میں مُجرا ہو جاتا ہے اور جو جانا نہ ہوا تو وہ بیعانہ ہضم کر لیتا ہے واپس نہیں دیتا یہ درست نہیں بلکہ اس کو واپس دینا چاہیئے۔

بست وہفتم	بلا اجازت کسی کی چیز لے لینے کا بیان	باب ۲۷

مسئلہ ۱: کسی[۷] کی چیز زبردستی لے لینا یا پیٹھ پیچھے اُس کی بغیر اجازت کے لے لینا بڑا گناہ ہے[۸] بعضی عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی عزیز کی چیز بلا اجازت لے لیتی ہیں یہ بھی درست نہیں ہے جو چیز بلا اجازت لے لی تو اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہ وہی پھیر دینا چاہیئے[۹]۔ اور اگر خرچ ہو گئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی چیز تھی کہ

---

[۱] الاجیر المشترک یضمن الضرر والخسار الذی تولد عن فعلہ وصنعہ ان کان بتعدیہ وتقصیرہ اولم یکن ۱۲ المجلۃ ص۹۴

[۲] الاجیر الخاص امین حتی انہ لا یضمن المال الذی تلف فی یدہ بغیر صنعہ وکذا لا یضمن المال الذی تلف بعملہ بلا تعد ایضاً ۱۲ المجلۃ ص۹۴

[۳] فلا ضمان علی ظئر فی صبی ضاع فی یدہا او سرق ما علیہ من الحلی لکونہا اجیر ۱۲ شرح تنویر ص۶۰ ج ۵

[۴] ومن استاجر داراً فوجد بہا عیبا یضر بالسکنی فلہ الفسخ واذا خربت الدار انفسخت الاجارۃ ۱۲ ہدایہ ص۲۶۱ ج ۳

[۵] واذا مات احد المتعاقدین وقد عقد الاجارۃ لنفسہ انفسخت الاجارۃ وان عقد لغیرہ لم تنفسخ ۱۲ ہدایہ ص۲۶۲ ج ۳

[۶] او اکتری دابۃ للسفر ثم بدا لہ منہ ای ظہر للمستاجر ما یوجب المنع من السفر لاحتمال کون قصدہ سفر الحج فذہب وقتہ او طلب غریم لہ فحضر او التجارۃ فافتقر وغیر ذلک فانہ یثبت لہ حق الفسخ لانہ لو مضی علی موجب العقد لزمہ ضرر زائد ۱۲ مجمع الانہر ص۳۸۷ ج ۲

[۷] اذ لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی ۱۲ عالمگیری ص۱۶۷ ج ۲

[۸] الغصب اخذ مال متقوم محترم بغیر اذن المالک واما حکمہ فالاثم والمغرم عند العلم وان کان بدون العلم بان ظن ان الماخوذ مالہ او اشتری عینا ثم ظہر استحقاقہ فالمغرم ۱۲ عالمگیری ص۱۱۹ ج ۵

[۹] ویجب علی الغاصب رد عینہ بہلاکہ فی یدہ بفعلہ او بغیر فعلہ فعلیہ مثلہ ان کان مثلیا کالمکیل والموزون فان لم یقدر علی مثلہ فعلیہ قیمتہ وان غصب ما لا مثل لہ فعلیہ قیمتہ یوم الغصب ۱۲ عالمگیری ص۱۱۹ ج ۵ +

اسی کے مثل بازار میں مل سکتی ہے جیسے غلّہ، گھی، تیل، روپیہ پیسہ تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی چیز منگا کر دیدینا واجب ہے۔ اور اگر کوئی ایسی چیز لے کر ضائع کر دی کہ اس کے مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا پڑے گی جیسے مرغی، بکری، امرود، نارنگی، ناشپاتی۔ **مسئلہ ۲** چارپائی کا ایک آدھ پایہ ٹوٹ گیا یا پٹی یا چول ٹوٹ گئی یا اور کوئی چیز لے لی تھی وہ خراب ہو گئی۔ تو خراب ہونے سے جتنا اس کا نقصان ہوا ہو دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۳** پرائے روپے سے بلا اجازت تجارت کی تو اس سے جو کچھ نفع ہوا اس کا لینا درست نہیں۔ بلکہ اصل روپیہ مالک کو واپس دے اور جو کچھ نفع ہو اس کو ایسے لوگوں کو خیرات کر دے جو بہت محتاج ہوں۔ **مسئلہ ۴** کسی کا کپڑا پھاڑ ڈالا۔ تو اگر تھوڑا پھٹا ہے تب تو جتنا نقصان ہوا ہے اُتنا تاوان دلاویں گے۔ اور اگر ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب اس کام کا نہیں رہا جس کام کے لئے پہلے تھا۔ مثلاً دوپٹہ ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب دوپٹہ کے قابل نہیں رہا۔ کرتیاں البتہ بن سکتی ہیں تو یہ سب کپڑا اسی پھاڑنے والے کو دیدے اور ساری قیمت اس سے بھر لے (یعنی واپس لے لے ۱۲)۔ **مسئلہ ۵** کسی کا نگینہ لے کر انگوٹھی پر رکھا لیا تو اب اس کی قیمت دینا پڑے گی۔ انگوٹھی توڑ کر نگینہ نکلوا دینا واجب نہیں۔ **مسئلہ ۶** کسی کا کپڑا لے کر رنگ لیا تو اس کو اختیار ہے چاہے رنگا رنگایا کپڑا لے لے اور رنگنے سے جتنے دام بڑھ گئے ہیں اتنے دام دیدے اور چاہے اپنے کپڑے کے دام لے لے اور کپڑا اُسی کے پاس رہنے دے۔ **مسئلہ ۷** تاوان دینے کے بعد پھر اگر وہ چیز مل گئی۔ تو دیکھنا چاہیئے کہ تاوان اگر مالک کے بتلانے کے موافق دیا ہے اب اس کا پھیرنا واجب نہیں اب وہ اس کی ہو گئی۔ اور اگر اس کے بتلانے سے کم دیا ہے تو اس کا تاوان پھیر کر اپنی چیز لے سکتی ہے۔ **مسئلہ ۸** پرائی بکری یا گائے گھر میں چلی آئی تو اُس کا دودھ دوہنا حرام ہے۔ جتنا دودھ لیوے گی اس کے دام دینا پڑیں گے۔ **مسئلہ ۹** سوئی تاگہ۔ کپڑے کی چٹ، پان تمباکو، کتھا ڈلی کوئی چیز بغیر اجازت کے لینا درست نہیں۔ جو لیا ہے اس کے دام دینا واجب ہیں یا اس سے کہہ کے معاف کرا لیوے نہیں تو قیامت میں دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۰** شوہر اپنے واسطے کوئی کپڑا لایا۔ قطع کرتے وقت کچھ اس میں سے بچا کر چھپا رکھا اور اس کو نہیں بتایا۔ یہ بھی جائز نہیں

۱؎ اذا ہلک المغصوب فی ید الغاصب بفعلہ او بغیر فعلہ ضمنہ وان نقص فی یدہ ضمن النقصان ۱۲ ہدایہ صـ ۳۱۵ ج ۳

۲؎ ومن غصب الفا فاشتری بہا جاریۃ فباعہا بالفین ثم اشتری بالفین جاریۃ فباعہا بثلثۃ آلاف درہم فانہ یتصدق بجمیع الربح ۱۲ ہدایہ صـ ۳۱۶ ج ۳

۳؎ ومن خرق ثوب غیرہ خرقا یسیرا ضمن نقصانہ والثوب لمالکہ وان خرق خرقا کثیرا تبطل عامۃ منافعہ فلمالکہ ان یضمنہ جمیع قیمتہ ۱۲ ہدایہ صـ ۳۱۵ ج ۳

۴؎ ومن غصب ساجۃ فبنی علیہا زال ملک المالک عنہا ولزم الغاصب قیمتہا ۱۲ ہدایہ صـ ۳۱۸ ج ۳

۵؎ وان غصب ثوبا فصبغہ احمر او اصفر فصاحب الثوب بالخیار ان شاء ضمن الغاصب قیمۃ الثوب ابیض وکان الثوب للغاصب وان شاء اخذ الثوب وضمن للغاصب ما زاد الصبغ وان شاء رب الثوب باع الثوب فیضرب فی ثمنہ بقیمۃ الابیض ویضرب للغاصب بما زاد الصبغ فیہ ۱۲ عالمگیری صـ ۱۲۱ ج ۵

۶؎ فان ظہرت العین وقیمتہا اکثر مما ضمن وقد ضمنہا بقول المالک او ببینۃ اقامہا او بنکول الغاصب عن الیمین فلا خیار للمالک وہو للغاصب وان کان ضمنہ بقول الغاصب مع یمینہ فہو بالخیار ان شاء امضی الضمان وان شاء اخذ العین ورد العوض ۱۲ ہدایہ صـ ۳۲۱ ج ۳ ۷؎ عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحلبن احد ماشیۃ امرأ بغیر اذنہ الحدیث ۱۲ مشکوٰۃ صـ ۲۵۴ ۸؎ عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ ۱۲ مشکوٰۃ صـ ۲۵۵ ۹؎ ولا یجوز التصرف فی مال غیرہ الا باذنہ ولا ولایۃ ۱۲ در مختار صـ ۲۰۷ ج ۲

۱۰؎ یعنی جو زیادہ ضرورت مند ہوں ان کی رعایت کرنا بہتر ہے ۱۲ ۱۱؎ جبکہ وہ چیزیں ختم ہو جائیں خواہ ضائع ہو کر خواہ خرچ ہو کر ۱۲

۱۲؎ قیامت میں اس کے عوض نیکیاں دینی پڑیں گی ورنہ اہل حق کے گناہوں کا عذاب بھگتنا پڑے گا ۱۲ +

جو کچھ لینا ہو کہہ کے لو اور اجازت نہ دے تو نہ لو۔

باب ۲۸	شرکت کا بیان	بست و ہشتم

مسئلہ ۱ ایک آدمی مرگیا اور اُس نے کچھ مال چھوڑا۔ تو اُس کا سارا مال سب حقداروں کی شرکت میں ہے جب تک سب سے اجازت نہ لیوے تب تک اس کو اپنے کام میں کوئی نہیں لا سکتی۔ اگر لاوے گی اور نفع اُٹھاوے گی تو گناہ ہوگا۔ مسئلہ ۲ دو بیبیوں نے مل کر کچھ برتن خریدے۔ تو وہ برتن دونوں کے ساجھے میں ہیں۔ بغیر اُس دوسری کی اجازت لئے اکیلے ایک کو برتنا اور کام میں لانا بیچنا وغیرہ درست نہیں۔ مسئلہ ۳ دو بیبیوں نے اپنے اپنے پیسے مِلا کر ساجھے میں امرود، نارنگی، بیر، آم، جامن، ککڑی، کھیرے، خربوزے وغیرہ کوئی چیز مول منگائی۔ اور جب وہ چیز بازار سے آئی تو اس وقت ان میں سے ایک ہے اور ایک کہیں گئی ہوئی ہے۔ تو یہ نہ کرو کہ آدھا خود لے لو۔ اور آدھا اس کا حصّہ نکال کے رکھدو۔ کہ جب وہ آوے گی تو اپنا حصّہ لے لیوے گی۔ جب تک دونوں حصّہ دار موجود نہ ہوں حصّہ بانٹنا درست نہیں ہے۔ اگر بے اس کے آئے اپنا حصہ الگ کر کے کھا گئی تو بہت گناہ ہوا۔ البتہ اگر گیہوں یا اور کوئی غلّہ ساجھے میں منگایا اور اپنا حصّہ بانٹ کر رکھ لیا۔ اور دوسرے کا اس کے آنے کے وقت اُس کو دیدیا یہ درست ہے۔ لیکن اس صورت میں اگر دوسرے کے حصّے میں اس کو دینے سے پہلے کچھ چوری وغیرہ ہو گئی تو وہ نقصان دونوں آدمی کا سمجھا جاوے گا وہ اس کے حصّہ میں ساجھی ہو جاوے گی۔ مسئلہ ۴ سو سو روپے مِلا کر دو شخصوں نے کوئی تجارت کی اور اقرار کیا کہ جو کچھ نفع ہو آدھا ہمارا آدھا تمہارا تو یہ صحیح ہے۔ اور اگر کہا کہ دو حصّے ہمارے اور ایک حصّہ تمہارا تو بھی صحیح ہے چاہے روپیہ دونوں کا برابر لگا ہو یا کم زیادہ لگا ہو سب درست ہے۔ مسئلہ ۵ ابھی کچھ مال نہیں خریدا گیا تھا کہ وہ سب روپیہ چوری ہو گیا یا دونوں کا روپیہ ابھی الگ الگ رکھا تھا اور دونوں میں ایک کا مال چوری ہو گیا تو شرکت جاتی رہی پھر سے شریک ہوں تب سوداگری کریں۔ مسئلہ ۶ دو شخصوں نے ساجھا کیا اور کہا کہ سو روپیہ ہمارا اور سو روپیہ اپنا مِلا کر تم کپڑے کی تجارت کرو اور نفع آدھا آدھا بانٹ لیویں گے۔ پھر دونوں میں سے ایک نے کچھ کپڑا خرید لیا۔ پھر دوسرے کے پورے سو روپے

م بغیبۃ صاحبہ فی الاول ای المثلی لعدم التفاوت لاالثانی ای القیمی لتفاوتہ ۱۲ در مختار ص۲۱۵ ج ۳ ۔ ف یکیل او موزون بین حاضر و غائب او بالغ و صغیر فاخذ الحاضر او البالغ نصیبہ نفذت القسمۃ ان سلم حظ الآخرین والا لا ای وان لم یسلم بان ہلک قبل وصولہ الیہا لاتنفذ القسمۃ بل تنقض و یکون الہالک علی الکل ویشارکہ الآخران فیما اخذ لما فی ہذہ القسمۃ من معنی المبادلۃ ۱۲ در مختار ص۲۲۱ ج ۵ ۔ ھ واما شرکۃ العنان وہی ان یشترک اثنان فی نوع بر او طعام او یشترکا فی عموم التجارات ویصح التفاضل فی المال ویصح ان یتساویا فی المال ویتفاضلا فی الربح ۱۲ فتح القدیر ص۲۰-۲۱ ج ۵ ۔ ک واذا ہلک مال الشرکۃ او احد المالین قبل ان یشتریا شیئاً بطلت الشرکۃ ۱۲ فتح القدیر ص۲۲ ج ۵ ۔ ک وان اشتری احدہما بمالہ وہلک مال الآخر ۲ قبل الشراء فالمشتری بینہما علی ما شرطا ویرجع علی شریکہ بحصتہ من ثمنہ ۱۲ فتح القدیر ص۲۳ ج ۵ +

لہ الشرکۃ نوعان شرکۃ ملک وہی ان یتملک رجلان شیئاً من غیر عقد الشرکۃ بینہما و شرکۃ عقد وہی ان یقول شارکتک فی کذا ویقول الآخر قبلت وشرکۃ الملک نوعان شرکۃ جبر وشرکۃ اختیار فشرکۃ الجبر ان یختلط المالان لرجلین بغیر اختیار المالکین خلطاً لایمکن التمییز بینہما حقیقۃ بان کان الجنس واحداً او یمکن التمییز بضرب کلفۃ ومشقۃ نحو ان یختلط الحنطۃ بالشعیر او یرثا مالاً و شرکۃ الاختیار ان یوہب لہما مال او یملکا مالاً باستیلاء او یخلطا مالہما او یملکا مالاً بالشراء او بالصدقۃ او یوصی لہما فیقبلان ورکنہا اجتماع النصیبین وحکمہا وقوع الزیادۃ علی الشرکۃ بقدر الملک ولا یجوز لاحدہما ان یتصرف فی نصیب الآخر الا بامرہ وکل واحد منہما کالاجنبی فی نصیب صاحبہ ویجوز بیع احدہما نصیبہ من شریکہ فی جمیع الصور ومن غیر شریکہ بغیر اذنہ الا فی صورۃ الخلط والاختلاط ۱۲ عالمگیری ص۱۰۶ ج ۲ ۔ کہ دیکھو حاشیہ نمبر ۹ صفحہ ۶۴ و نمبر ۱ صفحہ ہذا ۱۲ ۔ کہ فیاخذ الشریک حصتہ

چوری ہو گئے تو جتنا مال خریدا ہے وہ دونوں کے ساجھے میں ہے اس لئے آدھی قیمت اس سے لے سکتا ہے۔
مسئلہ ۷ سوداگری[۱ھ] میں یہ شرط ٹھیرائی کہ نفع میں دس روپے یا پندرہ روپے ہمارے ہیں باقی جو کچھ نفع ہو سب تمھارا ہے تو یہ درست نہیں۔ **مسئلہ ۸** سوداگری[۲ھ] کے مال میں سے کچھ چوری ہو گیا تو دونوں کا نقصان ہوا۔ یہ نہیں ہے کہ جو نقصان ہو وہ سب ایک ہی کے سر پڑے۔ اگر یہ اقرار کر لیا کہ اگر نقصان ہو تو وہ سب ہمارے ذمہ اور جو نفع ہو وہ آدھا آدھا بانٹ لو تو یہ بھی درست نہیں۔

مسئلہ ۹ جب[۳ھ] شرکت ناجائز ہو گئی تو اب نفع بانٹنے میں قول و قرار کا کچھ اعتبار نہیں۔ بلکہ اگر دونوں کا مال برابر ہے تو نفع بھی برابر ملے گا۔ اور اگر برابر نہ ہو تو جس کا مال زیادہ ہے اس کو نفع بھی اسی حساب سے ملے گا چاہے جو کچھ اقرار کیا ہو۔ اقرار کا اس وقت اعتبار ہوتا ہے جب شرکت صحیح ہو اور ناجائز نہ ہونے پاوے۔ **مسئلہ ۱۰** دو[۴ھ] عورتوں نے ساجھا کیا کہ اِدھر اُدھر سے جو کچھ سینا پرونا آوے ہم تم مِل کر سیا کریں اور جو کچھ سلائی ملا کرے آدھی آدھی بانٹ لیا کریں تو یہ شرکت درست ہے۔ اگر یہ اقرار کیا کہ دونوں مِل کر سیا کریں اور نفع دو حصے ہمارے اور ایک حصہ تمھارا تو بھی درست ہے اور اگر یہ اقرار کیا کہ چار آنے یا آٹھ آنے ہمارے اور باقی سب تمھارا تو یہ درست نہیں **مسئلہ ۱۱** ان[۵ھ] دونوں میں سے ایک عورت نے کوئی کپڑا سینے کے لئے لیا تو دوسری یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ کپڑا تم نے کیوں لیا۔ تم نے لیا ہے تم ہی سیو۔ بلکہ دونوں کے ذمہ اس کا لینا واجب ہو گیا۔ یہ نہ سی سکے تو وہ سی دے۔ یا دونوں مِلکر سییں غرضکہ سینے سے انکار نہیں کر سکتی۔ **مسئلہ ۱۲** جس[۶ھ] کا کپڑا تھا وہ مانگنے کے لئے آئی۔ اور جس عورت نے لیا تھا وہ اس وقت نہیں ہے بلکہ دوسری عورت ہے تو اُس دوسری عورت سے بھی تقاضا کرنا درست ہے وہ عورت یہ نہیں کہہ سکتی کہ مجھ سے کیا مطلب جس کو دیا ہو اُس سے مانگو۔ **مسئلہ ۱۳** اسی[۷ھ] طرح ہر عورت اس کپڑے کی مزدوری اور سلائی مانگ سکتی ہے جس نے کپڑا دیا تھا وہ یہ بات نہیں کہہ سکتی کہ میں تم کو سلائی نہ دوں گی بلکہ جس کو کپڑا دیا تھا اسی کو سلائی دوں گی۔ جب دونوں ساجھے میں کام کرتی ہیں تو ہر عورت سلائی کا تقاضا کر سکتی ہے۔ ان دونوں میں سے جس کو سلائی دیدے گی اس کے ذمہ سے ادا ہو جائے گی۔ **مسئلہ ۱۴** دو[۸ھ] عورتوں نے شرکت کی کہ آؤ دونوں

۵ھ و ۶ھ کل واحد من الشریکین وکیل الآخر فی تقبل العمل کالعمل الذی تقبلہ احدہما یکون ایفاؤہ لازما علیہ وعلی شریکہ ایضا فعنان شرکۃ الاعمال فی حکم المفاوضۃ فی ضمان العمل حیث ان العمل الذی تقبلہ احد الشریکین ایفاؤہ المستاجر من ایہما اراد وکل واحد من الشریکین یکون مجبورا علی ایفاء العمل فلیس لاحدہما ان یقول ہذا العمل تقبلہ شریکی فانا لا اخالط (المجلۃ صـ۲۳۲) وتعتبر مفاوضۃ فی حق بعض الاحکام حتی لو دفع رجل ای احدہما لو الیہما عملا فلہ ان یاخذ بذلک العمل ایہما شاء ولکل واحد منہما ان یطالب باجرۃ العمل والی ایہما دفع بری وعلی ایہما وجب ضمان العمل کان لہ ان یطالب الاجرۃ ۱۲ مرآۃ المجلۃ صـ۲۳۱ ج ۲

۷ھ عنان شرکۃ الاعمال فی حکم المفاوضۃ فی اقتضاء البدل ایضا یعنی انہ یجوز لکل واحد من الشریکین مطالبۃ المستاجر بتمام الاجر واذا دفعہ المستاجر الی ای منہما بری ۱۲ المجلۃ صـ۲۳۲ ۸ھ ولا تجوز الشرکۃ فی الاحتطاب والاصطیاد وما اصطادہ کل واحد منہما او احتطبہ فہو لہ دون صاحبہ ۱۲ فتح القدیر صـ۳۱ ج ۵

۱ھ ولا یجوز الشرکۃ اذا شرط لاحدہما دراہم مسماۃ من الربح ۱۲ فتح القدیر صـ۲۵ ج ۵

۲ھ واذا اجار کل واحد منہما بالف درہم فاشترکا بہا وخلطاہا کان ما ہلک منہا ہالکا منہما وما بقی فہو بینہما الا ان یعرف شئ من الہالک او الباقی من مال احدہما بعینہ فیکون ذلک لہ وعلیہ ۱۲ عالمگیری صـ۳۳ ج ۲

۳ھ وکل شرکۃ فاسدۃ فالربح فیہا علی قدر راس المال کالف لاحدہما مع الفین للآخر فالربح بینہما اثلاثا وان کانا شرطا الربح بینہما نصفین بطل ذلک الشرط ولو کان لکل مثل ما للآخر وشرطا الربح اثلاثا بطل شرط التفاضل والتقسیم نصفین بینہما لان الربح فی وجودہ تابع للمال ۱۲ فتح القدیر صـ۳۳ ج ۵

۴ھ واما شرکۃ الصنائع وتسمی شرکۃ التقبل کالخیاطین والصباغین یشترکان علی ان تقبلا الاعمال ویکون الکسب بینہما فیجوز ذلک ولو شرطا العمل نصفین والمال اثلاثا جاز ۱۲ فتح القدیر صـ۲۸ ج ۵

بلکہ جنگل سے لکڑیاں چن لاویں یا کنڈے بن لاویں[۱] تو یہ شرکت صحیح نہیں جو چیز جس کے ہاتھ میں آئے وہی اسکی مالک ہے اس میں ساجھا نہیں۔ **مسئلہ ۱۵** ایک[۲] نے دوسری سے کہا ہمارے انڈے اپنی مرغی کے نیچے رکھدو جو بچے نکلیں دونوں آدمی آدھوں آدھ بانٹ لیں یہ درست نہیں۔

بست و نہم	## ساجھے کی چیز تقسیم کرنے کا بیان	باب ۲۹

مسئلہ ۱ دو آدمیوں نے ملکر بازار سے گیہوں منگوائے۔ تو اب تقسیم کرتے وقت دونوں کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے دوسرا حصہ دار موجود نہ ہو تب بھی ٹھیک ٹھیک تول کر اس کا حصّہ الگ کر کے اپنا حصہ الگ کر لینا درست ہے جب اپنا حصّہ الگ کر لیا تو کھاؤ پیو کسی کو دیدو جو چاہو سو کرو۔ سب جائز ہے اسی طرح گھی، تیل، انڈے وغیرہ کا بھی حکم ہے۔ غرضکہ جو چیز ایسی ہو کہ اس میں کچھ فرق نہ ہوتا ہو جیسے کہ انڈے۔ کہ انڈے انڈے سب برابر ہیں یا گیہوں کے دو حصّے کئے تو جیسے یہ حصہ ویسا وہ حصہ دونوں برابر ایسی سب چیزوں کا یہی حکم ہے کہ دوسرے کے نہ ہونے کے وقت بھی حصّہ بانٹ کر لینا درست ہے لیکن اگر دوسری نے ابھی اپنا حصّہ نہیں لیا تھا کہ کسی طرح جاتا رہا وہ نقصان دونوں کا ہوگا جیسے شرکت میں بیان[۳] ہوا۔ اور جن چیزوں میں فرق ہوا کرتا ہے جیسے امرود نارنگی وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ جب تک دونوں حصہ دار موجود نہ ہوں حصہ بانٹ کر لینا درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۲** دو لڑکیوں[۴] نے ملکر آم امرود وغیرہ کچھ منگوایا اور ایک کہیں چلی گئی تو اب اس میں سے کھانا درست نہیں جب وہ آجائے اس کے سامنے اپنا حصّہ الگ کر و تب کھاؤ نہیں تو بہت گناہ ہوگا۔ **مسئلہ ۳** دو[۵] نے ملکر چنے بھنوائے تو فقط اندازے سے تقسیم کرنا درست نہیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر آدھا آدھا کرنا چاہئے اگر کسی کی طرف کمی بیشی ہوجائے گی تو سُود ہو جائے گا۔

سی	## گروی رکھنے کا بیان	باب ۳۰

مسئلہ ۱ تم[۶] نے کسی سے دس روپے قرض لئے اور اعتبار کے لئے اپنی کوئی چیز اسکے پاس رکھدی کہ تجھی

---

[۱] فلو دفع بذر القز او بقرۃ او دجاجا لآخر بالعلف و مناصفۃ فالخارج کلہ للمالک لحدوثہ من ملکہ وعلیہ قیمۃ العلف واجر مثل العامل ومثلہ دفع البیض کما لایخفی (در صـ ۱۷۲ ج ۳) والحیلۃ فی جنس ہذہ المسائل ان یبیع صاحب البیضۃ نصف البیضۃ وصاحب الدجاجۃ نصف الدجاجۃ من المدفوع الیہ ویبرأ بہ عن ثمن ما اشتری فیکون الخارج بینہما ۱۲ عالمگیری صـ ۱۳۱ ج ۳

[۲] جہۃ الافراز فی المثلیات راجحۃ بناء علیہ کل واحد من الشریکین فی المثلیات لہ اخذ حصتہ فی غیبۃ الآخر بدون اذنہ لکن لاتتم القسمۃ مالم تسلم حصۃ الغائب الیہ ولو تلفت حصۃ الغائب قبل التسلیم تکون الحصۃ التی قبضہا شریکہ مشترکۃ بینہما (المجلۃ صـ ۱۸۷) و الافراز والتمییز اغلب ای راجح فی المثلیات کالمکیل والموزون والمعدود والمتقارب لعدم التفاوت بین ابعاضہا فیاخذ الشریک حظہ ای نصیبہ منہا ای من المثلیات حال غیبۃ صاحبہ فی ذوات الامثال لکونہ عین حقہ مکیل او موزون بین حاضر وغائب ا

و بالغ وصبی فاخذ الحاضر او البالغ نصیبہ نفذت القسمۃ ان سلم حظ الاخیرین والا کصبرۃ بین دہقان وزراع امرہ الدہقان بقسمتہا ان ذہب بما افرزہ للدہقان اولاً فہلاک الباقی علیہما وان بحظ نفسہ فالہلاک علی الدہقان خاصۃ ۱۲ مرآۃ المجلۃ صـ ۳۳ ج ۲

[۳] فالاعیان المشترکۃ من غیر المثلیات لایجوز لاحد الشریکین اخذ حصتہ منہا فی غیبۃ الآخر بدون اذنہ (المجلۃ صـ ۱۸۷) والمبادلۃ ای الاعطاء من الجانبین اغلب فی غیرہا ای غیر المثلیات من العقار وسائر المنقولات والمتفاوتات بین ابعاضہا فلا یاخذ الشریک نصیبہ حال غیبۃ صاحبہ ولایمکن ان یجعل کانہ اخذ عین حقہ لعدم المعادلۃ ۱۲ مرآۃ المجلۃ صـ ۳۳ ج ۲ [۵] لان الحنطۃ مال الربوا فلا تجوز قسمتہ مجازفۃ الا بالکیل ۱۲ عالمگیری صـ ۲۰۵ ج ۵ [۶] ہو لغۃ حبس الشئی بای سبب کان وفی الشریعۃ جعل الشئی محبوسا بحق یمکن استیفاؤہ من الرہن کالدیون ۱۲ ہدایہ صـ ۵۲۲ ج ۴

[۴] چن لاویں ۱۲

اعتبار نہ ہو تو میری یہ چیز اپنے پاس رکھ لے۔ جب روپے ادا کر دوں تو اپنی چیز لے لوں گی۔ یہ جائز ہے اِسی کو گروی کہتے ہیں لیکن سُود دینا کسی طرح جائز نہیں جیسا کہ آجکل مہاجن سُود لیکر گروی رکھتے ہیں یہ درست نہیں۔ سُود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ مسئلہ ۲ جب [1] تم نے کوئی چیز گروی رکھدی تو اَب بغیر قرضہ ادا کئے اپنی چیز کے مانگنے اور لے لینے کا حق نہیں ہے۔ مسئلہ ۳ جو [2] چیز تمھارے پاس کسی نے گروی رکھی تو اَب اُس چیز کو کام میں لانا اس سے کسی طرح کا نفع اُٹھانا ایسے باغ کا پھل کھانا ایسی زمین کا غلّہ یا روپیہ لیکر کھانا ایسے گھر میں رہنا کچھ درست نہیں ہے۔ مسئلہ اگر بکری [3] گائے وغیرہ گروی ہو تو اس کا دُودھ بچّہ وغیرہ جو کچھ ہو وہ بھی مالک ہی کے ہیں جس کے پاس گروی ہے اس کو لینا درست نہیں۔ دودھ کو بیچ کر دام کو بھی گروی میں شامل کر دے۔ جب وہ تمھارا قرضہ ادا کر دے تو گروی کی چیز اور یہ دام دودھ کے سب واپس کر دو اور کھلائی کے دام کاٹ لو۔
مسئلہ ۵ اگر تم [4] نے اپنا روپیہ کچھ ادا کر دیا تب بھی گروی کی چیز نہیں لے سکتیں۔ جب سب روپیہ ادا کر دوگی تب وہ چیز ملے گی۔ مسئلہ ۶ اگر تم [5] نے دس روپے قرض لئے اور دس ہی روپے کی چیز یا پندرہ بیس روپے کی چیز گروی کر دی اور وہ چیز اس کے پاس سے جاتی رہی تو اَب نہ تو وہ تم سے اپنا کچھ قرض لے سکتا ہے اور نہ تم اس سے اپنی گروی کی چیز کے دام لے سکتی ہو۔ تمھاری چیز گئی اور اس کا روپیہ گیا۔ اور اگر پانچ ہی روپے کی چیز گروی رکھی اور وہ جاتی رہی تو پانچ روپے تم کو دینا پڑیں گے۔ پانچ روپے مُجرا ہو گئے۔

سی ویک	وصیّت کا بیان	باب ۱۳

مسئلہ ۱ یہ [6] کہنا کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلانے آدمی کو یا فلانے کام میں دیدینا۔ یہ وصیت ہے چاہے تندرستی میں کہے چاہے بیماری میں۔ پھر چاہے اس بیماری میں مرجائے یا تندرست ہو جاوے۔ اور جو خود اپنے ہاتھ سے کہیں دیدے۔ کسی کو قرضہ معاف کر دے تو اُس کا حکم یہ ہے کہ تندرستی میں ہر طرح درست ہے اور اسی طرح جس بیماری سے شفا ہو جاوے اس میں بھی درست ہے اور جس بیماری میں [7] مر جاوے وہ وصیت ہے جس کا حکم آگے آتا ہے۔ مسئلہ ۲ اگر کسی [8] کے ذمّہ نمازیں یا روزے یا زکوٰۃ یا قسم و روزہ وغیرہ کا کفّارہ باقی رہ گیا ہو اور اتنا مال بھی موجود ہو تو مرتے وقت اس کے لئے وصیت کر جانا ضروری اور واجب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا کچھ قرض ہو یا کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہو اُس کی وصیت کر دینا بھی واجب ہے نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی

ہ قیمۃ خمسا و عشرۃ فالفضل امانۃ ۱۲ عالمگیری صـ ۳۲۸ ج ۴ [6] الوصیۃ فی الشرع تملیک مضاف الی ما بعد الموت یعنی بطریق التبرع سواء کان عینا او منفعۃ ۱۲ مجمع الانہر صـ ۶۹۱ ج ۲ [7] ولا تجوز ہبۃ المریض ولا صدقتہ الا مقبوضۃ فاذا قبضت فجازت من الثلث (عالمگیری صـ ۱۰۶ ج ۴) اذا ابرأ الذی فی مرض الموت احد ورثتہ من دینہ فلا یکون صحیحا و نافذا و اما لو ابرأ من لم یکن وارثہ فیعتبر من ثلث مالہ ۱۲ المجلۃ صـ ۲۶۶ [8] والوصیۃ اربعۃ اقسام واجبۃ بالزکوٰۃ والکفارۃ وفدیۃ الصیام والصلوٰۃ التی فرط فیہا ومباحۃ معنی و مکروہۃ لاہل فسوق والا مستحبۃ (در مختار صـ ۳۱۷ ج ۵) واجبۃ کالوصیۃ برد الودائع والدیون المجہولۃ ۱۲ شامی جزء ۸۶۸

[1] واما حکمہ فملک العین المرہونۃ فی حق الحبس حتی یکون احق بامساکہ الی وقت ایفاء الدین ۱۲ عالمگیری صـ ۴۱۵ ج ۴
[2] لیس للمرتہن الانتفاع بالرہن بدون اذن الراہن ۱۲ المجلۃ صـ ۱۲۱
[3] ونماء الرہن کولدہ ولبنہ وصوفہ وثمرہ للراہن ویکون رہنا مع الاصل فان ہلک ہلک بلا شیء وان بقی وہلک الاصل یفتک بحصۃ من الدین ۱۲ مرآۃ المجلۃ صـ ۴۳ ج ۱
[4] اذا اوفی مقدارا من الدین لا یلزم رد مقدار من الرہن الذی ہو فی مقابلہ وللمرتہن صلاحیۃ حبس مجموع الرہن و امساکہ الی ان یستوفی تمام الدین ولو کان المرہون شیئین و کان تعین لکل منہما مقدار من الدین اذا ادی مقدار ما تعین لاحدہما فللراہن تخلیص ذلک ۱۲ المجلۃ صـ ۱۱۹
[5] اذا رہن ثوبا قیمتہ عشرۃ بعشرۃ فہلک عند المرتہن سقط دینہ فان کانت قیمۃ الثوب خمسۃ یرجع المرتہن علی الراہن بخمسۃ اخری وان کانت

اور اگر کچھ رشتہ دار غریب ہوں جن کو شرع سے کچھ میراث نہ پہنچتی ہو اور اس کے پاس بہت مال و دولت ہے تو انکو کچھ دلا دینا اور وصیّت کر جانا مستحب ہے اور باقی اور لوگوں کے لئے وصیّت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ ۳ مرنے[۱] کے بعد مُردے کے مال میں سے پہلے تو اُس کی گور و کفن کا سامان کریں پھر جو کچھ بچے اس سے قرضہ ادا کر دیویں۔ اگر مُردے کا سارا مال قرضہ ادا کرنے میں لگ جائے تو سارا مال قرضہ میں لگا دیں گے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ اس لئے قرضہ ادا کرنے کی وصیّت پر بہر حال عمل کریں گے۔ اگر سب مال اس وصیّت کی وجہ سے خرچ ہو جاوے تب بھی کچھ پرواہ نہیں بلکہ اگر وصیت بھی نہ کر جاوے تب بھی قرضہ اوّل ادا کر دیں گے۔ اور قرض کے سوا اور چیزوں کی وصیت کا اختیار فقط تہائی مال میں ہوتا ہے۔ یعنی جتنا مال چھوڑا ہے اس کی تہائی میں سے اگر وصیت پوری ہو جاوے مثلاً کفن دفن اور قرضے میں لگا کر تین سو روپے بچے اور سو روپے میں سب وصیتیں پوری ہو جاویں تب تو وصیت کو پورا کریں گے۔ اور تہائی مال سے زیادہ لگانا وارثوں کے ذمّہ واجب نہیں۔ تہائی میں سے جتنی وصیتیں پوری ہو جاویں اُس کو پورا کریں باقی چھوڑ دیں۔ البتہ اگر سب[۲] وارث بخوشی رضامند ہو جاویں کہ ہم اپنا اپنا حصہ نہ لیویں گے تم اس کی وصیت میں لگا دو۔ تو البتہ تہائی سے زیادہ بھی وصیت میں لگانا جائز ہے۔ لیکن نابالغوں کی اجازت کا بالکل اعتبار نہیں ہے وہ اگر اجازت دے بھی دیں تب بھی ان کا حصہ خرچ کرنا درست نہیں۔

مسئلہ ۴ جس شخص[۳] کو میراث میں مال ملنے والا ہو جیسے ماں باپ شوہر بیٹا وغیرہ اس کے لئے وصیت کرنا صحیح نہیں اور جس رشتہ دار کا اس کے مال میں کچھ حصہ نہ ہو یا رشتہ دار ہی نہ ہو کوئی غیر ہو اُس کے لئے وصیّت کرنا درست ہے۔ لیکن تہائی مال سے زیادہ ولانے کا اختیار نہیں۔ اگر کسی نے اپنے وارث کو وصیّت کر دی کہ میرے بعد اسکو فلانی چیز دیدینا۔ یا اتنا مال دیدینا۔ تو اس وصیّت سے پانے کا اس کو کچھ حق نہیں ہے۔ البتہ اگر اور سب وارث راضی ہو جاویں تو دیدینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو تہائی سے زیادہ وصیت کر جائے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سب وارث بخوشی راضی ہو جاویں تو تہائی سے زیادہ ملے گا۔ ورنہ فقط تہائی مال ملے گا۔ اور نابالغوں کی اجازت کا کسی صورت میں اعتبار نہیں ہے۔ ہر جگہ اس کا خیال رکھو ہم بار بار کہاں تک لکھیں[۴]۔

مسئلہ ۵ اگرچہ[۵] تہائی مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پوری تہائی کی وصیت نہ کرے کم کی وصیّت کرے بلکہ اگر بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو وصیّت ہی نہ کرے وارثوں کے لئے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے بسر کریں کیونکہ اپنے وارثوں کو فراغت اور آسائش میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ ہاں البتہ اگر ضروری وصیّت ہو جیسے نماز روزہ کا فدیہ تو اس کی وصیت بہر حال کر جاوے ورنہ گنہگار ہوگی۔

[۵] ویستحب ان یوصی الانسان بدون الثلث سواء کانت الورثة اغنیاء او فقراء لان فی التنقیص صلة القریب بترک ماله علیهم بخلاف استکمال الثلث لانه استیفاء تمام حقه فلا صلة ولامنة ۱۲ ہدایہ ص۶۳۶ ج ۴ [۵] عموماً لوگ اس امر میں احتیاط سے کام نہیں لیتے اسی لئے بار بار لکھنے کی ضرورت پیش آئی تاکہ تکرار سے اس مسئلہ کی اہمیت ذہن نشین ہو جائے ۱۲ +

[۱] الترکة تتعلق بها حقوق اربعة جهاز المیت و دفنه و الدین والوصیة والمیراث فیبدأ اولاً بجهازه وکفنه و مایحتاج الیه فی دفنه بالمعروف ویستثنی من ذلک حق تعلق بعین کالرهن والعبد الجانی فان المرتهن دون الجنایة اولی من تجهیزه ویکفن فی مثل ماکان یلبسه من الثیاب الحلال حال حیاته علی قدر الترکة من غیر تقتیر ولا تبذیر ثم بالدین ثم تنفذ وصایاه من ثلث مایبقی بعد الکفن والدین الا ان یجیز الورثة اکثر من الثلث ثم یقسم الباقی بین الورثة علی سهام المیراث ۱۲ عالمگیری ص۴۷۷ ج ۴

[۲] لاتجوز الزیادة علیه (ای علی الثلث) الا ان تجیز ورثته بعد موته وهم کبار المراد ان یکونوا من اهل التصرف ۱۲ درمختار ص۴۱۰ ج ۵

[۳] ولا لوارثه الا باجازة ورثته لقوله علیه الصلوة والسلام لا وصیة لوارث الا ان یجیزها الورثة یعنی عند وجود وارث آخر کما یفیده آخر الحدیث وهم کبار عقلاء فلم تجز اجازة صغیر ومجنون ولو اجاز البعض ورد البعض جاز علی المجیز بقدر حصته ۱۲ مختصراً ردالمحتار ص۵۷۰ ج ۵

[۴] دیکھو حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ہذا

مسئلہ ۶ کسی[۱] نے کہا میرے بعد میرے مال میں سے سَو روپے خیرات کر دینا۔ تو دیکھو گور و کفن اور قرض ادا کرنے کے بعد کتنا مال بچا ہے۔ اگر تین سَو یا اس سے زیادہ ہو۔ تو پورے سَو روپے دینا چاہئیں۔ اور جو کم ہو تو صرف تہائی دینا واجب ہے۔ ہاں اگر سب وارث بلا کسی دباؤ و لحاظ کے منظور کرلیں تو اور بات ہے۔

مسئلہ ۷ اگر کسی[۲] کے کوئی وارث نہ ہو تو اس کو پورے مال کی وصیت کر دینا بھی درست ہے اور اگر صرف بیوی ہو تو تین چوتہائی کی وصیت درست ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے صرف میاں ہے تو آدھے مال کی وصیت درست ہے۔ **مسئلہ ۸** نابالغ[۳] کا وصیت کرنا درست نہیں۔ **مسئلہ ۹** یہ[۴] وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز فلاں شخص پڑھے فلاں شہر میں یا فلانے قبرستان یا فلاں کی قبر کے پاس مجکو دفنانا۔ فلانے کپڑے کا کفن دینا۔ میری قبر پکّی بنا دینا۔ قبر پر قبّہ بنا دینا۔ قبر پر کوئی حافظ بٹھلا دینا کہ پڑھ پڑھ کے بخشا کرے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ تین وصیتیں اخیر کی بالکل جائز ہی نہیں۔ پورا کرنے والا گنہگار ہوگا۔

مسئلہ ۱۰ اگر کوئی وصیّت[۵] کر کے اپنی وصیت سے لوٹ جائے یعنی کہدے کہ اب مجھے ایسا منظور نہیں اس وصیّت کا اعتبار نہ کرنا تو وہ وصیّت باطل ہوگئی۔ **مسئلہ ۱۱** جس[۶] طرح تہائی مال سے زیادہ کی وصیّت کر جانا درست نہیں اسی طرح بیماری کی حالت میں اپنے مال کو تہائی سے زیادہ بجز اپنے ضروری خرچ کھانے پینے دوا دارو وغیرہ کے خرچ کرنا بھی درست نہیں۔ اگر تہائی سے زیادہ دیدیا تو بدون اجازت وارثوں کے یہ دینا صحیح نہیں ہوا۔ جتنا تہائی سے زیادہ دیا ہے وارثوں کو اس کے لے لینے کا اختیار ہے اور نابالغ اگر اجازت دیں تب بھی معتبر نہیں۔ اور وارث کو تہائی کے اندر بھی بدون سب وارثوں کی اجازت کے دینا درست نہیں اور یہ حکم جب ہے کہ اپنی زندگی میں دے کر قبضہ کرا دیا ہو اور اگر دے تو دیا لیکن قبضہ ابھی نہیں ہوا۔ تو مرنے کے بعد وہ دینا بالکل ہی باطل ہے اس کو کچھ نہ ملے گا۔ وہ سب مال وارثوں کا حق ہے اور یہی حکم ہے بیماری کی حالت میں خدا کی راہ میں دینے اور نیک کام میں لگانے کا۔ غرضکہ تہائی سے زیادہ کسی طرح صرف کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۲ بیمار[۷] کے پاس۔ بیمار پُرسی کی رسم سے کچھ لوگ آگئے اور کچھ دن یہیں لگ گئے۔ کہ یہیں رہتے اور اس کے مال میں کھاتے پیتے ہیں۔ تو اگر مریض کی خدمت کے لئے اُن کے رہنے کی ضرورت ہو تو خیر کچھ حرج نہیں اور اگر ضرورت نہ ہو تو ان کی دعوت مدارات کھانے پینے میں بھی تہائی سے زیادہ لگانا جائز نہیں۔ اور اگر ضرورت بھی نہ ہو اور وہ لوگ وارث ہوں تو تہائی سے کم بھی بالکل جائز نہیں یعنی ان کو اس کے مال میں کھانا جائز نہیں۔ ہاں اگر سب وارث بخوشی اجازت دیں تو جائز ہے۔

---

[۱] دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۵۰۔

[۲] وصحت بالکل عند عدم ورثتہ ۱۲ در مختار ص ۳۱۸ ج ۲) وفی فتاوے النوازل اوصی لرجل بکل مالہ ومات ولم یترک وارثا امرأتہ فان لم تجز فلہا السدس والباقی للموصی لہ لان لہ الثلث بلا اجازۃ فبقی الثلثان فلہا ربعہما وہو سدس الکل ولو کان مکانہا زوج فان لم یجز فلہ الثلث وہو نصف الباقی والباقی للموصی لہ ۱۲ در ورد المحتار ص ۳۱۹ ج ۲

[۳] ولا تجوز وصیۃ الصبی عندنا ۱۲ عالمگیری ص ۴۵۶ ج ۴

[۴] اوصی بان یصلی علیہ فلان او یحمل بعد موتہ الی بلد آخر او یکفن فی ثوب کذا او یطین قبرہ او یضرب علی قبرہ قبۃ او لمن یقرأ عند قبرہ شیئا معینا فہی باطلۃ ۱۲ در مختار ص ۳۲۳ ج ۲

[۵] ویصح للموصی الرجوع عن الوصیۃ ثم الرجوع قد یثبت صریحا وقد یثبت دلالۃ فالاول بان یقول رجعت او نحوہ والثانی بان یفعل فعلا یدل علی الرجوع ۱۲ عالمگیری ص ۴۸۷ ج ۴

[۶] ولا تجوز ہبۃ المریض ولا صدقۃ الا مقبوضۃ فاذا قبضت فجازت من الثلث واذا مات الواہب قبل التسلیم بطلت (عالمگیری ص ۱۰۷ ج ۴) یمنع المریض من التبرع باکثر من الثلث ۱۲ شامی ص ۶۰۸ ج ۴

[۷] اجتمع قرابۃ المریض عندہ یاکلون من مالہ ان کانوا ورثتہ لم یجز الا ان یحتاج المریض الیہم لتعاہدہ فیاکلون مع عیالہ بلا اسراف وان لم یکونوا ورثتہ جاز من ثلث مالہ لو بامر المریض ۱۲ ردالمحتار ص ۴۴۲ ج ۵ +

مسئلہ ۱۳ ایسی[1] بیماری کی حالت میں جس میں بیمار مر جاوے اپنا قرض معاف کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے۔ اگر کسی وارث پر قرض آتا تھا اس کو معاف کیا تو معاف نہیں ہوا۔ اگر سب وارث یہ معافی منظور کریں اور بالغ ہوں تب معاف ہو گا اور اگر کسی غیر کو معاف کیا تو تہائی مال سے جتنا زیادہ ہو گا معاف نہ ہو گا اکثر دستور ہے کہ بی بی مرتے وقت اپنا مہر معاف کر دیتی ہے یہ معاف کرنا صحیح نہیں۔ **مسئلہ ۱۴** حالت[2] حمل میں درد شروع ہو جانیکے بعد اگر کسی کو کچھ دیوے یا مہر وغیرہ معاف کرے تو اسکا بھی وہی حکم ہے جو مرتے وقت دینے لینے کا ہے یعنی اگر خدانہ کرے اس میں مر جاوے تب تو یہ وصیت ہے کہ وارث کیلئے کچھ جائز نہیں اور غیر کیلئے تہائی سے زیادہ دینے اور معاف کرنیکا اختیار نہیں۔ البتہ اگر خیر و عافیت سے لڑکا ہو گیا تو اب وہ دینا لینا اور معاف کرنا صحیح ہو گیا۔ **مسئلہ ۱۵** مر[3] جانیکے بعد اسکے مال میں سے گور و کفن کرو جو کچھ بچے تو سب سے پہلے اسکا قرض ادا کرنا چاہیئے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ قرضہ کا ادا کرنا بہر حال مقدم ہے۔ بی بی کا مہر بھی قرضہ میں داخل ہے۔ اگر قرضہ نہ ہو یا قرضہ سے کچھ بچ رہے تو دیکھنا چاہیئے کچھ وصیت تو نہیں کی ہے۔ اگر کی ہے تو تہائی میں وہ جاری ہو گی۔ اور اگر نہیں کی یا وصیت سے جو بچا ہے وہ سب وارثوں کا حق ہے شرع میں جن جن کا حصہ ہو کسی عالم سے پوچھ کر دینا چاہیئے۔ یہ جو دستور ہے کہ جو جس کے ہاتھ لگا لے بھاگا۔ بڑا گناہ ہے۔ یہاں نہ دوگے تو قیامت میں دینا پڑیگا جہاں روپے کے عوض نیکیاں دینا پڑینگی۔ اسی طرح لڑکیوں کا حصہ بھی ضرور دینا چاہیئے۔ شرع سے اُن کا بھی حق ہے **مسئلہ ۱۶** مُردے[4] کے مال میں سے لوگوں کی مہمانداری آنے والیوں کی خاطر مدارات کھلانا پلانا۔ صدقہ خیرات وغیرہ کچھ کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد سے دفن کرنے تک جو کچھ اناج وغیرہ فقیروں کو دیا جاتا ہے مُردے کے مال میں سے اسکا دینا بھی حرام ہے۔ مُردے کو ہرگز کچھ ثواب نہیں پہنچتا۔ بلکہ ثواب سمجھنا سخت گناہ ہے۔ کیونکہ اب یہ سب مال تو وارثوں کا ہو گیا۔ پرائی حق تلفی کر کے دینا ایسا ہی ہے جیسے غیر کا مال چُرا کے دیدینا۔ سب مال وارثوں کو بانٹ دینا چاہیئے۔ انکو اختیار ہے اپنے اپنے حصہ میں چاہے شرع کے موافق کچھ کریں یا نہ کریں۔ بلکہ وارثوں سے اس خرچ کرنے اور خیرات کرنے کی اجازت بھی نہ لینا چاہیئے کیونکہ اجازت لینے سے فقط ظاہر دل سے اجازت دیتے ہیں کہ اجازت نہ دینے میں بدنامی ہو گی ایسی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں۔ **مسئلہ ۱۷** اسی[5] طرح یہ جو دستور ہے کہ اسکے استعمالی کپڑے خیرات کر دیئے جاتے ہیں یہ بھی بغیر اجازت وارثوں کے ہرگز جائز نہیں اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہو تب تو اجازت دینے پر بھی جائز نہیں پہلے مال تقسیم کر لو۔ تب بالغ لوگ اپنے حصہ میں سے جو چاہیں دیں۔ بغیر تقسیم کئے ہرگز نہ دینا چاہیئے۔ **تمام شد حصہ پنجم بہشتی زیور**

[1] واذا ابرأ المریض فی مرض الموت احد ورثتہ من دینہ فلا یکون صحیحا او نافذا واما الابراء من لم یکن وارثہ فیعتبر من ثلث مالہ (المجلۃ ص ۲۶۶) مریض لہ علی وارثہ دین فابراہ لم یجز ولو قالت مریضۃ لیس لی علی زوجی صداق لا یبرأ عندنا ۱۲ مرآۃ المجلۃ ص ۳۲۵ ج ۲

[2] والمرأۃ اذا اخذہا الطلق فما فعلتہ فی تلک الحالۃ یعتبر من الثلث فان سلمت جاز ما فعلتہ من ذلک کلہ کذا فی الجوہرۃ النیرۃ ولو وہبت المرأۃ مہرہا من الزوج فی حالۃ الطلق وماتت فی النفاس لم یصح ۱۲ عالمگیری ص ۴۰۳ ج ۴

[3] تتعلق بترکۃ المیت حقوق اربعۃ مرتبۃ ای یقدم بعضہا علی البعض الاول یبدأ بتکفینہ وتجہیزہ بلا تبذیر و تقتیر ثم تقضی دیونہ من جمیع ما بقی من مالہ ای ثم یبدأ بقضاء دینہ من جمیع مالہ الباقی بعد التجہیز والتکفین و ہذا ہو الثانی من الاربعۃ ثم تنفذ وصایاہ ہذا ہو ثالث الاربعۃ ای تنفذ وصیۃ من ثلث ما بقی بعد الدین لا من ثلث اصل المال ثم یقسم الباقی ہذا رابع الاربعۃ وہو ان ح ۴ یقسم ما بقی من مالہ بعد التکفین والدین والوصیۃ بین ورثتہ ای الذین ثبت ارثہم بالکتاب و السنۃ واجماع الامۃ ۱۲ شریفیہ مختصرا ص ۳

[4] ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وہی بدعۃ مستقبحۃ۔ لا سیما اذا کانت من ترکۃ المیت بلا اجازۃ الورثۃ کلہا او بعضہا رد المحتار ص ۲۶۴ ج ۵ ولا سیما اذا کان فی الورثۃ صغار او غائب ۱۲ رد المحتار ص ۲۴۲ ج ۱

[5] الصدقۃ بمنزلۃ الہبۃ فی المشاع وغیر المشاع وحاجتہا الی القبض (عالمگیری ص ۸۳ ج ۳) واما ما یرجع الی الواہب فہو ان یکون الواہب من اہل الہبۃ وکونہ من اہلہا ان یکون حرا عاقلا بالغا مالکا للموہوب حتی لو کان صغیرا او مجنونا او لا یکون مالکا للموہوب لا یصح ومنہا ان یکون الموہوب مقسوما اذا کان مما یحتمل القسمۃ وان یکون الموہوب متمیزا ومنہا ان یکون مملوکا للواہب فلا تجوز ہبۃ مال الغیر بغیر اذنہ لاستحالۃ تملیک ما لیس بمملوک للواہب۔ (عالمگیری ص ۱۰۴ ج ۴) والخامس کالطلاق ونحوہ من العتاق والصدقۃ والہبۃ فانہا ضرر محض فی العاجل بازالۃ ملک النکاح والرقبۃ والعین من غیر نفع یعود الیہ فلا یملکہ ای لا یملک الصبی بنفسہ کما لا یملکہ علیہ ای علی الصبی غیرہ ای غیر الصبی کالولی والوصی ۱۲ کشف المبہم ص ۳

بہشتی جوہر ضمیمہ بہشتی زیور حصہ پنجم

باب ۳۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سی و دو

حلال مال طلب کرنے کا بیان

حدیث میں ہے کہ حلال (مال) کا طلب کرنا فرض ہے بعد (اور) فرض کے مطلب یہ ہے کہ حلال مال کا حاصل کرنا فرض ہے اور فرضوں کے بعد یعنی اُن فرضوں کے بعد جو ارکان اسلام ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ۔ یعنی مال حلال کی طلب فرض تو ہے مگر اس فرض کا رتبہ دوسرے فرضوں سے کم ہے جو کہ ارکانِ اسلام ہیں۔ اور یہ فرض اُس شخص کے ذمے ہے جو مال کا ضروری خرچ کے لئے محتاج ہو۔ خواہ اپنی ضرورت رفع کرنے کو یا اپنے اہل و عیال کی ضرورت رفع کرنے کو۔ اور جس شخص کے پاس بقدر ضرورت موجود ہے۔ مثلاً صاحبِ جائداد ہے یا اور کسی طرح سے اس کو مال ملگیا تو اس کے ذمے یہ فرض نہیں رہتا۔ اس لئے کہ مال کو حق تعالیٰ نے حاجتوں کے رفع کرنے کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ بندہ ضروری حاجتیں پوری کر کے اللہ پاک کی عبادت میں مشغول ہو۔ کیونکہ بغیر کھائے پئے عبادت نہیں ہو سکتی۔ پس مال مقصود لذاتہٖ نہیں بلکہ مطلوب لغیرہ ہے۔ سو جب ضرورت کے قابل میسر ہو گیا تو خواہ مخواہ حرص کی وجہ سے اس کو طلب کرنا اور بڑھانا نہ چاہئے۔ پس جس کے پاس قدر ضرورت موجود ہو اس پر بڑھانا فرض نہیں۔ بلکہ مال کی حرص خدائے تعالیٰ سے غافل کرنے والی اور اس کی کثرت گناہوں میں مبتلا کرنے والی ہے۔ خوب سمجھ لو۔ اور اس بات کا بہت لحاظ رہے کہ مال حلال میسر آوے حرام کی طرف مسلمان کی بالکل توجہ نہ ہونی چاہئے۔ اس لئے کہ وہ مال بے برکت ہوتا ہے اور ایسا شخص جو کہ حرام خور ہو دین و دنیا میں ذلت اور خدائے تعالیٰ کی پھٹکار میں مبتلا رہتا ہے۔ اور بعضے جاہلوں کا یہ خیال کہ آجکل حلال مال کمانا غیر ممکن ہے اور حلال مال ملنے سے مایوسی ہے سراسر غلط اور شیطان کا دھوکہ ہے۔ خوب یاد رکھو کہ شریعت پر عمل کرنے والے کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ جس کی نیت حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی ہوتی ہے حق تعالیٰ اس کو ایسا ہی مال مرحمت فرماتے ہیں اور یہ امر مشاہدہ سے ثابت ہے اور قرآن و حدیث میں تو جا بجا یہ وعدہ آیا ہے۔ اس نازک زمانہ میں جن خدا کے بندوں نے حرام اور شبہ کے مال سے اپنے نفس کو روک لیا ہے ان کو حق تعالیٰ عمدہ حلال مال مرحمت فرماتے ہیں۔ اور وہ لوگ حرام خوروں سے زیادہ راحت و عزت سے رہتے ہیں جو شخص اپنے ساتھ اور دوسرے حضرات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ دیکھتا ہے اور جا بجا قرآن و حدیث میں یہ مضمون پاتا ہے وہ ایسے جاہلوں کے کہنے کی کچھ پرواہ

۵۱ عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان وروی الدیلمی عن انس مرفوعا بسند حسن بلفظ طلب الحلال واجب علی کل مسلم ۱۲ منہ

نہیں کر سکتا۔ اور اگر کسی معتبر کتاب میں ایسی باتیں نظر سے گذریں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے جو جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے۔ پس جب وہ مضمون دیکھو تو کسی پکے دیندار عالم سے اس کا مطلب دریافت کرو انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری تسلی ہو جاویگی اور ایسی بیہودہ باتوں کا وسوسہ دل سے نکل جاوے گا۔ خوب سمجھ لو۔ لوگ مال کے باب میں بہت کم احتیاط کرتے ہیں۔ ناجائز نوکریاں کرتے ہیں دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں۔ یہ سب حرام ہے۔ اور خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی بات کی کمی نہیں۔ جس قدر تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور مل کر رہے گا۔ پھر بد نیتی کرنا اور دوزخ میں جانے کی تیاری کرنا کونسی عقل کی بات ہے چونکہ لوگوں کو مال حلال کی طرف توجہ بہت کم ہے اس لئے بار بار تاکید سے یہ مضمون بیان کیا گیا دنیا میں اصل مقصود انسان اور جن کی پیدائش سے یہ ہے کہ انسان اور جن حق تعالیٰ کی عبادت کریں۔ لہٰذا اس بات کا ہر معاملہ میں خیال رکھو اور کھانا پینا اس لئے ہے کہ قوت پیدا ہو جس سے خدا کا نام لے سکے یہ مطلب نہیں ہے کہ شب و روز لذتوں میں مشغول رہے اور اللہ میاں کو بھول جاوے اور ان کی نافرمانی کرے۔ بعضے جاہلوں کا یہ خیال کہ دنیا میں فقط کھانے پہننے اور لذتیں اڑانی کے لئے آئے ہیں سخت بد دینی کی بات ہے اللہ تعالیٰ جہالت کا ناس کرے کیسی بُری بلا ہے۔

حدیث میں ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نے نہیں کھایا کوئی کھانا کبھی بہتر اس کھانے سے جو اپنے دونوں ہاتھ کے عمل سے ہو اور بیشک خدا کے نبی (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی بہت عمدہ چیز ہے مثلاً کوئی پیشہ کرنا یا تجارت کرنا وغیرہ خواہ مخواہ کسی پر بوجھ ڈالنا نہ چاہئے اور پیشہ کو حقیر نہ سمجھنا چاہئے جب اس قسم کے کام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں تو اور کون ایسا شخص ہے جسکی آبرو ان حضرات سے بڑھ کر ہے بلکہ کسی کی آبرو ان حضرات کے برابر بھی نہیں ان سے بڑھ کر تو کیا ہوتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے جنھوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ خوب سمجھ لو اور جہالت سے بچو۔ اور بعضے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مال حلال ہو مگر اپنے ہاتھ کا کمایا ہوا نہ ہو بلکہ میراث میں ملا ہو یا اور کسی حلال ذریعہ سے میسر آیا ہو تو خواہ مخواہ اپنے کمانے کی فکر کرتے ہیں اور اس کو عبادت میں مشغول ہونے سے بہتر سمجھتے ہیں یہ سخت غلطی ہے بلکہ ایسے شخص کیلئے عبادت میں مشغول ہونا بہتر ہے جب اللہ نے اطمینان دیا اور رزق کی فکر سے فارغ البال کیا تو پھر بڑی ناشکری ہے کہ اس کا نام اچھی طرح نہ لیوے اور مال ہی کو بڑھائے جاوے بلکہ مال حلال تو جس طرح سے میسر آئے بشرطیکہ کوئی ذلت نہ اُٹھانی پڑے وہ سب عمدہ ہے اور اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اس کی بڑی قدر کرنی چاہئے اور انتظام سے خرچ کرنا چاہئے فضول نہ اُڑانا چاہئے۔ اور حدیث کا مطلب تو یہ ہے کہ لوگ اپنا بار کسی پر نہ ڈالیں اور لوگوں سے بھیک نہ مانگیں جبتک کوئی خاص ایسی مجبوری نہ ہو جس کو شریعت نے مجبوری قرار دیا ہو۔ اور پیشہ کو حقیر نہ سمجھیں اور حلال مال طلب کریں کمائی کو عیب نہ سمجھیں۔ سو اس وجہ سے یہ مضمون مبالغہ کے طور پر بیان فرمایا گیا تاکہ لوگ اپنے ہاتھ سے کمانے کو بُرا نہ سمجھیں اور کمائیں اور کھائیں اور کھلائیں اور خیرات کریں۔ حدیث کی یہ غرض نہیں ہے کہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے اور کسی طرح سے جو حلال مال ملا ہو وہ حلال نہیں یا ہاتھ کی کمائی کے برابر نہیں بلکہ بعض مال اپنے ہاتھ کی

ؔ عن المقداد بن معدی کرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ ۱۲ رواہ البخاری

کمائی سے بڑھ کر ہوتا ہے اور بعضے ناواقف سچے خاصانِ خدا پر جو متوکل ہیں طعن کرتے ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو مذکور ہوئی کہ اُن کو اپنے ہاتھ سے کمانا چاہئے محض توکل پر بیٹھنا اور نذرانوں سے گذر کرنا اچھا نہیں۔ یہ ان کی سخت نادانی ہے اور یہ اعتراض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ڈرنا چاہئے سخت اندیشہ ہے کہ ان بزرگوں کی بے ادبی اور ان پر لعن و طعن سے دارین میں بلا نازل ہو اور طعن کرنے والوں کو ہلاک کردے۔ بلکہ اولیاء اللہ کی بے ادبی سے ایمان جاتے رہنے اور بُرا خاتمہ ہونیکا اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص کو اس دن سے پہلے ناپید کردے جس دن بزرگوں پر اعتراض کرے کہ اس کے حق میں یہی بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ قرآن و حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ انصاف سے اور طلبِ حق کیلئے تأمل کیا جاوے کہ جس شخص میں توکل کی شرطیں پائی جاویں تو اس کے لئے توکل کرنا کمانے سے بدرجہا افضل ہے اور یہ اعلیٰ مقام ہے مقاماتِ ولایت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود متوکل تھے اور جو آدمی متوکل کو ہوتی ہے وہ ہاتھ کی کمائی سے بہت بہتر ہے اور اس میں خاص برکت اور خاص نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ رُتبہ مرحمت فرمایا ہے اور بصیرت اور فہم اور نور عطا فرمایا ہے وہ کھلی آنکھوں اس کی برکت دیکھتا ہے اور اسکا تفصیلی بیان کسی خاص موقع پر کیا جاوے گا۔ چونکہ یہ مختصر رسالہ ہے اس لئے طوالت کی گنجائش نہیں اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ قول سراسر غلط ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ اور بڑی بے انصافی کی بات ہے کہ ایک تو خود نیک کام سے محروم رہو اور دوسرا کرے تو اُس پر لعن وطعن کرو۔ بھلا حق تعالیٰ کو کیا مُنہ دکھاؤ گے۔ جبکہ اس کے دوستوں کے دَرپے ہوتے ہو۔ اور علاوہ فائدہ مذکورہ کے توکل اختیار کرنے میں بہت سے دینی فائدے ہیں اور وہ متوکلین جو مخلوق کی تعلیم کرتے ہیں اُن کی خدمت کرنا تو بقدر ان کے ضروری خرچ پورا ہونے کے فرض ہے سو اپنا حق نذرانہ سے لینا کیوں بُرا سمجھا گیا جبکہ غیر متوکلین بھی اپنے حقوق خوب مار دھاڑ سے لڑائی لڑکر وصول کرتے ہیں۔ حالانکہ متوکلین تو بہت تہذیب اور لوگوں کی بڑی آرزو کرنے سے اپنا حق قبول کرتے ہیں اور نذرانہ قبول کرتے ہیں جبکہ ذلت نہ ہو اور استغنا اور بے پروائی سے لیا جاوے خصوصاً جبکہ اس کے واپس کرنے میں دینے والی کی سخت دل شکنی ہو تو ظاہر ہے کہ اس میں بھلائی ہے یا بُرائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے حضرات جو سچے متوکل ہیں ان کو بڑی عزت سے روزی میسر ہوتی ہے مگر ان کی نیت اور توجہ محض خدا کے بھروسہ پر ہوتی ہے مخلوق کی طرف نگاہ نہیں ہوتی اور جو طمع رکھے مخلوق سے اور نگاہ کرے ان کے مال پر وہ دغا باز ہے وہ ہمارے اس کلام سے خارج ہے۔ ہم نے تو سچے توکل والوں کی حالت بیان کی ہے۔ کسی کو حقیر سمجھنا خصوصاً خاصانِ خدا کو بڑا سخت گناہ ہے۔ اور ان حضرات کا اس میں کوئی ضرر نہیں بلکہ نفع ہے کہ بُرا کہنے والوں کی نیکیاں قیامت کے روز ان کو ملیں گی۔ تباہی تو ان کی ہے جو بُرا کہتے ہیں کہ دین و دنیا تباہ ہوتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ توکل کی اجازت ہر شخص کو شریعت نے نہیں دی ہے اس کی ہمت کرنا اور اس کی شرطوں کا پورا ہونا بہت دشوار ہے اسی وجہ سے ایسے حضرات بہت کم پائے جاتے ہیں گویا کہ معدوم ہیں۔ اور بہت اچھی چیز ہمیشہ کم ہی ہوتی ہے۔ اللہ پاک کا بیحد شکر ہے کہ یہ مقام محض معمولی توجہ سے بہت عُمدہ تحریر ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو عمل کی توفیق دیں آمین۔

(۳) حدیث میں ہے کہ تحقیق اللہ (تعالیٰ) طیب ہے (یعنی کمالات کے ساتھ موصوف اور تمام عیبوں سے پاک ہے۔ نہیں قبول کرتا ہے مگر طیب کو (یعنی اللہ پاک طیب مال یعنی حلال مال قبول فرماتا ہے حرام مال وہاں مقبول نہیں۔ بلکہ بعض علماء نے فرمایا ہے

طمع کے معنی ہیں لالچ ۱۲ خارج کے معنی ہیں علیحدہ جدا ۱۲ ضرر کے معنی ہیں نقصان ۱۲ معدوم کے معنی جو موجود نہ ہو ۱۲

کہ حرام مال خیرات کر کے ثواب کی اُمید رکھنا کفر ہے) اور بیشک اللہ نے حکم کیا مومنوں کو اُس چیز کا جس کا کہ حکم فرمایا مرسلین (یعنی رسولوں کو) پس فرمایا اے رسولو! کھاؤ پاک چیزیں (یعنی حلال) اور عمل کرو اچھے اور فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ پھر ذکر فرمایا (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) اس آدمی کا جو لمبا سفر کرتا ہے (حج کرنے علم طلب کرنے وغیرہ کو) اس حال میں کہ پراگندہ حال اور گرد آلودہ ہوتا ہے (سفر کی مشقت سے) اور ہاتھ بڑھاتا ہے آسمان کی طرف (اور کہتا ہے) اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار (یعنی اللہ پاک سے بار بار سوال کرتا ہے کہ رحم فرما کر مقصود عطا کرے) حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے اور اس کا لباس حرام ہے (یعنی خورونوش اور لباس مالِ حرام سے حاصل کرتا ہے) اور پالا گیا (مال) حرام سے (یعنی مال حرام سے گذر کرتا ہے اسی سے پرورش پاتا ہے ہاں جس کو والدین نے نابالغی کی حالت میں مالِ حرام سے پرورش کیا ہو اور بالغ ہو کر اس نے حلال مال حاصل کیا اور اس کو اپنی خورونوش ولباس میں صرف کیا تو وہ شخص اس حکم سے خارج ہے نابالغ ہونے کی حالت کا گناہ فقط والدین پر ہے) پس کیونکر قبول کی جاوے گی (وہ دعا) اس کے لئے یعنی باوجود اس قدر مشقتوں کے مالِ حرام کے استعمال کی وجہ سے ہرگز دعا مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر کبھی مقصود حاصل بھی ہوگیا تو وہ دعا کے سبب سے نہیں بلکہ اس کا حاصل ہونا تقدیرِ الٰہی کی وجہ سے ہے جیسے کہ کافروں کے مقصود پورے ہوجاتے ہیں۔ اور دعا کے مقبول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حق تعالیٰ بندہ پر نظر رحمت فرمائیں اور اس رحمت کی وجہ سے اس کو اس کا مطلوب عطا فرمائیں اور اس طلب پر ثواب عنایت ہو۔ سو یہ بات اسی کو میسّر ہوتی ہے جو شریعت کا پابند ہو اور اللہ پاک سے مقصود طلب کرے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حلال کھانے میں بڑی برکت ہے اور واقعی اسکی خاص تاثیر ہے اور ایسا مال کھانے سے نیکی کی قوت پیدا ہوتی ہے اعضا عقل کی تابعداری کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا و مولانا ابو حامد محمد غزالی نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ ایک بہت بڑے درویش سے یعنی حضرت سہیل رضؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ جو حرام کھاتا ہے اعضاء اس (کی عقل) کی اطاعت چھوڑ دیتے ہیں (یعنی عقل نیکی کا حکم کرتی ہے اور وہ اس کی اطاعت نہیں کرتے) مگر یہ بات ان ہی حضرات کو معلوم ہوتی ہے جن کے دل کی آنکھیں روشن ہیں۔ ورنہ جن کا دل سیاہ ہے وہ تو شب و روز اس میں مشغول رہتے ہیں اور خوب لذّت اُڑاتے ہیں اور ان کو کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ قلب کی حس اور دل کی بینائی اور بصیرت کو قائم رکھے آمین)۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارکؒ (جو بڑے عالم اور زاہد اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے ایک درہم مشتبہ مال کا لوٹا دینا (جو مجھے ملے خواہ ہدیہ کے ذریعہ سے یا اور کسی طرح) زیادہ محبوب ہے چھ لاکھ درہم خیرات کرنے سے[۱]

یہاں سے اندازہ کرنا چاہئے کہ مشتبہ مال کی کیا قدر ہے۔ افسوس کہ لوگ صریح حرام بھی نہیں چھوڑتے۔ روپیہ ملے کسی طرح ملے۔ اور حضرات بزرگانِ دین مشتبہ مال کو اس قدر بُرا سمجھتے تھے حرام مال سے بچنا سب کے ذمّہ ضرور ہے اس سے بہت بڑی احتیاط لازم ہے۔ بُرا مال کھانے سے۔ بیحد خرابیاں نفس میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ انسان کا ہلاک کرنے والا ہے۔

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں (یعنی ان کے حلال اور حرام ہونے میں شبہ ہے۔ بعضے اعتبار سے ان کا حلال ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعضے اعتبار سے ان کا

خورونوش کے معنی کھانا پینا اور لباس وغیرہ ۱۲
[۱] رواہ مسلم ۱۲
صریح کے معنی ہیں ظاہر صاف کھلا ہوا ۱۲
احتیاط کے معنی بچنا پرہیز کرنا ۱۲

حرام ہونا معلوم ہوتا ہے جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ اور کم ہی ایسے لوگ جو ان کو جانتے ہیں اور وہ بڑے بڑے عالم متقی ہیں جو اپنے علم پر اچھی طرح عمل کرتے ہیں) پس جس شخص نے پرہیز کیا ہے شبہ کی چیزوں سے بچالیا اُس نے اپنے دین کو (یعنی عذابِ دوزخ سے پناہ مل گئی) اور اپنی آبرو کو (یعنی طعنہ دینے والوں سے اپنی آبرو بچالی) اس لئے کہ خلافِ شرع شخص کو لوگ طعن دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ دین و دنیا کی بے عزتی سے بچنا ہر ذی عقل پر ضرور ہے) اور جو شخص واقع ہوا شبہ کی چیزوں میں وہ واقع ہوگا حرام میں یعنی جو شخص شبہ کی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا وہ رفتہ رفتہ صریح حرام باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جہاں نفس کو ذرا گنجائش دی گئی وہ رفتہ رفتہ اس قدر خرابی برپا کرتا ہے کہ خدا کی پناہ ہلاک ہی کر دیتا ہے۔ سو جو شخص مال کے بارہ میں احتیاط نہ کرے جو ملے اس کو قبول کرلے کسی شبہ کی پرواہ ہی نہ کرے وہ عنقریب حرام کھانے لگے گا۔ نفس کو ہمیشہ شریعت کا قیدی بنا رکھنا چاہئے کبھی آزادی نہ دے۔ اور گو ایسے شبہ کا مال کھانا جس کا یہ حال معلوم نہ ہو کہ اس میں کتنا حلال ملا ہے اور کتنا حرام جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ اور رفتہ رفتہ شبہ سے صریح حرام میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہے لہٰذا چاہئے کہ شبہ کی باتوں سے بھی بچے کہ اصل مقصود اور ہمت کی بات یہی ہے۔ خوب سمجھ لو مثل اس چرواہے کے جو چراتا ہے گرد اُس چراگاہ کے جس کو بادشاہ نے اپنے جانور چرانے کے لئے خاص کر لیا ہے۔ قریب ہے یہ کہ چراوے اس چراگاہ میں (یعنی جو ایسی چراگاہ کے گرد چراتا ہے وہ عنقریب خاص چراگاہ ہی میں چرانے لگے گا۔ یا تو اس طرح کہ جانوروں کا اس طریق پر چرنا کہ اس حد سے آگے نہ بڑھیں دشوار ہے یا اس طرح کہ خود چرواہے ہی کو عنقریب ایسی دلیری ہو جائے گی کہ وہ اس قدر احتیاط نہ کرے گا اسی طرح نفس کو احتیاط نہیں ہوتی اور کبھی تو ابتدا ہی سے جہاں شبہ کے درجہ پر پہنچا حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کچھ دنوں کے بعد یہ حالت ہوتی ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ خود رو گھاس کی چراگاہ کو صرف اپنے لئے خاص کر لینا اور دوسروں کو اس میں چرانے سے روکنا زمینداروں کو جائز نہیں اور یہاں تو فقط مثال بیان کرنا مقصود ہے) آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے (اور) آگاہ رہو کہ اللہ کی چراگاہ (جس کی حفاظت کی گئی ہے) اس کے محارم ہیں۔ (یعنی جن چیزوں کو اس نے حرام فرما دیا ہے تو جو شخص اُن حرام چیزوں میں واقع ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی خیانت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ بادشاہ کی خیانت کرنا بغاوت ہے اور حق تعالیٰ چونکہ اعلیٰ درجہ کے بادشاہ ہیں لہٰذا ان کی خیانت اعلیٰ درجہ کی بغاوت ہے جس کی سزا بھی بہت بڑی ہے۔ آگاہ رہو کہ انسان کے بدن میں ایک بوٹی ہے جبکہ وہ درست ہوگی (اور اس میں باطنی یا ظاہری خرابی نہ پیدا ہوگی) کل بدن درست ہوگا اور جبکہ وہ فاسد اور خراب ہوگی تو خراب ہوگا تمام بدن۔ آگاہ رہو وہ (بوٹی) دل ہے (یعنی سلطان البدن ہے قلب کی درستی سے تمام اعضاء کی درستی رہتی ہے اور قلب کی درستی موقوف ہے اطاعتِ الٰہی پر۔ گناہ کرنے سے دل اندھا ہو جاتا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ نیکیوں کا وجود موقوف ہے قلب کی درستی اور صفائی پر اور قلب کی صفائی میں اکل حلال کو خاص دخل ہے۔ پس اس سے ترغیب ہوگئی اہتمام اکل حلال پر۔

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک کرے اللہ تعالیٰ یہود کو حرام کی گئیں اُن پر چربیاں (یعنی گائے اور بکری کی چربی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے) پس انھوں نے اس (چربی) کو گلایا پھر انھوں نے اس کو فروخت کیا (یعنی حیلہ یہ کیا کہ

متقی کے معنی پرہیزگار یا خدا سے ڈرنے والا ۱۲ ۔ ؎ اخرجہ الشیخان ۱۲ ۔ ؎ متفق علیہ ۱۲

خود چربی نہیں کھائی بلکہ اس کے دام کھائے اور اُس کو یہ سمجھے کہ یہ چربی کھانا نہیں ہے حالانکہ اس حکم کا حاصل یہ تھا کہ چربی سے بالکل منتفع مت ہو۔ اس میں بیچکر دام کھانا بھی داخل تھا۔ آجکل بعضے سود خواروں نے اسی قسم کے حیلے پیدا کر لئے ہیں تاکہ ظاہر میں سود سے بچ جاویں اور حقیقت میں سود کھاویں لیکن حق تعالیٰ عالم الغیب ہے نیت کو خوب جانتا ہے ہرگز ہرگز ایسے حیلے نکالنا رَوا نہیں) حدیث⁽⁷⁾ میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے یہ بات کہ کمائے بندہ مالِ حرام کو پس صدقہ دے اس میں سے سو اس سے قبول کیا جاوے اور نہ یہ کہ خرچ کرے اس میں سے پس برکت دی جائے اس کے لئے اس مال میں اور نہ یہ کہ چھوڑے اپنے پیچھے مگر ہو وہ (چھوڑنا) توشہ اس کے لئے پہنچانے والا دوزخ کی طرف (یعنی مالِ حرام کما کر اگر صدقہ کرے مقبول نہ ہوگا اور خاک ثواب نہ ملیگا۔ بلکہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حرام مال خیرات کر کے ثواب کی اُمید رکھنا کفر ہے اور فقیر جس کو مالِ حرام دیا گیا ہے اس نیت سے کہ دینے والیکا ثواب ہو اگر جانتا ہے کہ یہ مال اس طرح کا مجھے دیا گیا ہے اور وہ باوجود جاننے کے خیرات دینے والیکو دعا دے تو وہ بھی اُن علماء کے قول پر کافر ہو جائیگا اور اگر ایسا مال کسی اَور خرچ میں لایا جاوے تو بھی کچھ برکت نہ ہوگی اور اگر اپنے بعد ایسا مال چھوڑیگا تو اسکی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگا۔ کھاوینگے وارث اور عذاب میں یہ مبتلا ہوگا۔ غرض مالِ حرام میں بجز ضرر کے کوئی نفع نہیں۔ بیشک اللہ (تعالیٰ) نہیں دُور کرتا ہے بُرائی کو بُرائی کے ذریعہ سے (پس چونکہ حرام مال خیرات کرنا منع ہے اور گناہ ہے سو اس گناہ کے ذریعہ سے اور گناہ نہیں معاف ہو سکتے) لیکن دُور کرتا ہے بُرائی کو بھلائی سے (پس حلال مال صدقہ کرنا گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے جبکہ باقاعدہ اور شریعت کے موافق خیرات کرے) تحقیق خبیث (یعنی مالِ حرام نہیں دُور کرتا ہے خبیث کو (یعنی گناہ کو) حدیث⁽⁸⁾ میں ہے جنت میں وہ گوشت نہ داخل ہوگا جو پلا ہو اور بڑھا ہے مالِ حرام سے اور ہر ایسا گوشت جو پلا بڑھا ہے مال حرام سے جہنم ہی اس کے لائق ہے۔ یعنی حرام خور جنت میں بغیر سزا بھگتے داخل نہ ہوگا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کفار کی طرح کبھی داخلِ جنت نہ ہوگا بلکہ اگر وہ اسلام پر مرا۔ اور تھا حرام خور تو اپنے گناہوں کی سزا بُھگت کر جنت میں داخل ہو جاویگا۔ اور اگر حرام کھانے سے توبہ کر لے مرنے سے پہلے اور جسکا حق اس کے ذمہ ہو وہ ادا کر دے تو البتہ حق تعالیٰ اس کا یہ گناہ معاف فرماوینگے۔ اور اس حدیث میں جو عذاب مذکور ہے اس سے محفوظ رہیگا۔ حدیث⁽⁹⁾ میں ہے کہ بندہ نہیں ہوتا ہے پورے پرہیزگاروں میں سے یہانتک کہ چھوڑ دے اُس چیز کو جس میں کچھ ڈر نہیں بسبب اس چیز کے جس میں اندیشہ ہے یعنی کوئی چیز بالکل حلال ہے اور کوئی کام مُباح اور جائز ہے۔ مگر اس میں متوجہ ہونے سے اور ایسے مال کے کھانے سے کسی گناہ ہو جانیکا ڈر اور احتمال ہے تو اس حلال مال کو بھی نہ کھاوے اور ایسے جائز کام کو بھی نہ کرے اس لئے کہ اگرچہ یہ کام کرنا اور یہ مال کھانا گناہ نہیں مگر اس کے ذریعہ سے گناہ ہو جانے کا ڈر ہے اور بُرے کام کا ذریعہ بھی بُرا ہوتا ہے مثلاً عمدہ عمدہ کھانے اور لباس میں مشغول ہونا جائز اور حلال ہے مگر چونکہ حد سے زیادہ لذتوں میں مشغول ہونے سے گناہوں کے صادر ہونیکا اندیشہ ہے اسلئے کمال تقویٰ اور اعلیٰ درجہ کی پرہیزگاری یہ ہے کہ ایسے کاموں سے بھی بچے یا شبہ کا مال کھانا مکروہ ہے۔ مگر اسمیں ہمت کھانے کی کرنیسے اندیشہ ہے کہ عنقریب نفس ایسا بے قابو ہو جاویگا کہ حرام کھانے لگے گا تو ایسے مال سے بھی بچنا چاہیئے۔ حضرت⁽¹⁰⁾ عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جو ان کو خراج دیتا تھا (یہاں خراج سے وہ محصول مراد ہے جو غلام پر مقرر کیا جاتا ہے اسکی ساری کمائی میں سے کچھ کمائی مالک لیتا ہے) پس حضرت ابوبکرؓ وہ محصول اس غلام کا

۱؎ رواہ احمد ۱۲
۲؎ رواہ احمد وغیرہ ۱۲
۳؎ رواہ الترمذی وابن ماجۃ ۱۲

کھاتے تھے سو لایا وہ ایک دن کچھ (کھانے کی) چیز۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے اس میں سے کچھ کھالیا۔ تو غلام نے کہا تمھیں معلوم ہے کیا تھی یہ چیز جسے تم نے کھایا؟ اور کہاں سے آئی؟ پس فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے کونسی چیز تھی وہ (جسے میں نے کھالیا) اس نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں (یعنی اسلام سے پہلے) ایک آدمی کو کاہنوں کے قاعدہ سے کوئی خبر دی تھی اور میں اس کام کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا (یعنی کاہن لوگ جس طرح کچھ باتیں بتلاتے ہیں اور وہ کبھی جھوٹ اور غلط اور کبھی سچ اور صحیح ہو جاتی ہیں اور اس کا سچ ماننا منع ہے اور جو اس فن کے انھوں نے قاعدے مقرر کئے ہیں میں اُن سے اچھی طرح واقف نہ تھا) مگر بیشک میں نے اس آدمی کو دھوکہ دیا پھر وہ مجھے ملا سو اس نے مجھے (وہ چیز جو آپ نے کھائی) دی بذریعہ اس کے (یعنی جو بات میں نے اس کو بتلادی تھی اس کے عوض) تو وہ یہ چیز ہے جسمیں سے آپ نے کھایا۔ پس داخل فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ حلق میں پھر قے فرمایا (یعنی نکالدیا) تمام اُس چیز کو جو اُن کے پیٹ میں تھا (یعنی احتیاط اور کمال تقویٰ کی وجہ سے تمام کھانا پیٹ کے اندر کا نکالدیا کیونکہ خالص اس کھانے کا نکالنا تو غیر ممکن تھا سو تمام پیٹ خالی کردیا حالانکہ اگر آپ قے نہ فرماتے جب بھی گناہ نہ ہوتا۔ حدیث[1] میں ہے کہ جس نے کوئی کپڑا دس درہم کو خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا نہ قبول فرمائے گا حق تعالیٰ اس کی نماز جبتک کہ وہ کپڑا اس کے (بدن) پر رہیگا (یعنی گو فرض ادا ہو جائیگا مگر نماز کا پورا ثواب نہ ملے گا اور اسی طرح اور اعمال کو بھی قیاس کرلو۔ خدا سے ڈرنا چاہئے کہ اول تو لوگوں سے عبادت ہی کیا ہوتی ہے اور جو ہوتی ہے وہ اس طرح ضائع ہو پھر کیا جواب دیا جاوے گا قیامت کے روز۔ اور کیسے عذاب دردناک کی برداشت ہو گی۔ حدیث[2] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا ہوں جو تمھیں جنت سے قریب کردے اور دوزخ سے دُور کردے مگر (یہ بات ہے) کہ میں نے تم کو اس کا حکم کردیا ہے (یعنی جنت میں داخل کرنے والے اور دوزخ سے ہٹانے والے سب اعمال میں نے تم کو بتلادیئے ہیں) اور میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جو تمھیں جنت سے دُور کردے اور دوزخ سے تم کو قریب کردے مگر (یہ بات ہے کہ) میں نے تم کو اس سے منع کردیا ہے۔ (یعنی دوزخ میں داخل کرنے والے اور جنت سے ہٹادینے والے کاموں سے تمھیں روک چکا ہوں کہ ایسے کام مت کرو) اور بیشک روح الامینؑ (یعنی جبرئیلؑ) نے میرے دل میں ڈالدیا ہے کہ بیشک کوئی نفس ہرگز نہ مرے گا یہانتک کہ پورا لے لے اپنا رزق (یعنی تقدیر میں جو رزق ہر مخلوق کی لکھا جاچکا ہے بغیر اس قدر ملجانے کے پہلے کوئی نہیں مرسکتا) اگرچہ وہ رزق دیر میں ملے (یعنی ملنا ضرور ہے جس وقت پر کہ لکھدیا ہے اُسی وقت پہنچے گا نیت خراب کرنے اور حرام کمانے سے جلدی نہیں مل سکتا خدا سے ڈرو (یعنی اس پر بھروسہ کرو اور اس کے وعدے کا یقین کرو پس حرام کمانے سے بچو) اور اختصار اختیار کرو طلب (رزق) میں یعنی۔ بیحد دنیا کے کمانے میں مشغول نہ ہو حرص نہ کرو شرع کے خلاف کمائی سے بچو) اور ہرگز نہ آمادہ کرے تم کو دیر لگنا رزق ملنے میں (اس بات پر) یہ کہ طلب کرنے لگو اس کو خدا تعالیٰ کی معصیت سے (یعنی روزی ملنے میں اگر دیر ہو تو گناہ اور حرام ذریعوں سے رزق حاصل نہ کرو اس لئے کہ وقت سے پہلے ہرگز نہ ملے گا خواہ مخواہ گناہ بے لذت میں مبتلا ہو گے) اس لئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ نہیں حاصل کی جاتی وہ چیز جو اس کے پاس ہے۔ رزق اور اس کے سوا جو چیز ہے اس کی معصیت کے ذریعہ سے

(رواہ ابن ابی الدنیا فی القناعۃ والبیہقی فی المدخل وقال انہ منقطع ونص الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا اعلم

[1] رواہ البخاری بمعنٰی لفظہ عن عائشۃ قالت کان لابی بکر غلام یخرج ای یعطی لہ الخراج (ہو الغریبۃ علی العبد مما یکسبہ فجعل لسیدہ شطراً من ذلک فکان ابوبکر یاکل من خراجہ فجاء یوماً بشیء (من الماکول) فاکل منہ ابوبکر فقال الغلام اتدری ماہذا فقال ابوبکر وما ہو قال کنت تکہنت لانسان فی الجاہلیۃ وما احسن الکہانۃ الا انی خدعتہ (الاستثناء منقطع ای لکن) فلقینی فاعطانی بذلک فہذا الذی اکلت منہ قالت فادخل ابوبکر یدہ فقاء کل شیٔ فی بطنہ

[2] ۱۰ درہم کی قیمت چار آنی

[3] سے کچھ زائد ہوتی ہے ۔ رواہ احمد ۱۲ +

شیئًا یقربکم من الجنۃ و یبعدکم من النار الا امرتکم بہ ولا اعلم شیئًا یبعدکم من الجنۃ و یقربکم من النار الا نہیتکم عنہ وان الروح الامین نفث فی روعی ان نفسا لن تموت حتی تستوفی رزقہا وان ابطأ عنہا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب ولا یحملنکم استبطاء شئ من الرزق ان تطلبوہ بمعصیۃ اللہ تعالٰی لا ینال ماعندہ من الرزق وغیرہ بمعصیۃ۔ **حدیث**(۱۳) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس حصوں میں سے نو حصے رزق[1] تجارت میں ہے (یعنی تجارت بہت بڑی آمدنی کا ذریعہ ہے اس کو اختیار کرو۔ **حدیث**(۱۴) میں ہے کہ حق تعالٰی دوست رکھتا ہے اس مؤمن کو جو محنتی ہو اور پیشہ ور ہو۔ نہیں پرواہ کرتا ہے کہ کیا پہنتا[2] ہے (یعنی محنت و مشقت میں معمولی میلے کپڑے پہنتا ہے اتنی فرصت نہیں اور ایسا موقع نہیں جو کپڑے زیادہ صاف رکھ سکے لیکن جو شخص مجبور نہ ہو اس کو سادگی کے ساتھ صاف رہنا چاہیئے۔

حدیث(۱۵) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری طرف یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور میں تجارت کرنے والوں میں سے ہوں۔ اور لیکن یہ وحی کی گئی ہے مجھکو کہ اللہ کی تسبیح (پاکی بیان کرنا یعنی سبحان اللہ کہنا) کرو اس کی حمد کے ساتھ یعنی اس کی تعریف بیان کرو یعنی سبحان اللہ وبحمدہ پڑھو اور ہو جاؤ سجدہ کرنے والوں میں سے (یعنی نماز پر ہمیشگی کرو اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جو ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں) اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو یہانتک کہ تم کو موت آجائے[3] یعنی حاجت سے زیادہ دنیا میں مشغول نہ ہو کیونکہ بقدر ضرورت معاش کا بندوبست کرنا سب پر واجب ہے۔ ہاں جس میں توکل کی قوت ہو اور سب شرطیں اس میں توکل کی جمع ہوں ایسا شخص البتہ سب کام چھوڑ کر محض عبادت علمیہ و عملیہ میں مشغول ہو وے۔ **حضرت**(۱۶) جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں فرمایا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرے اللہ تعالٰی آدمی نرمی کرنیوالے پر جس وقت (کوئی چیز) فروخت کرے اور جس وقت (کچھ) خریدے اور جس وقت قرض طلب کرے۔ سبحان اللہ خرید و فروخت اور قرض طلب کرنے کی حالت میں نرمی اور رعایت کرنے کا کس قدر بڑا درجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کے حق میں خاص طور پہ دعا فرماتے ہیں اور آپ کی دعا یقینًا مقبول ہے۔ اگر اس نرمی کے برتاؤ کی فقط یہی فضیلت ہوتی اور اس کے سوا کچھ ثواب نہ ملتا تو یہی بہت بڑی نعمت تھی حالانکہ اس رعایت اور نرمی کا ثواب بھی ملے گا۔ لہذا تاجروں کو مناسب ہے کہ اس صحیح حدیث پر عمل کر کے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے محل کرم ہوں۔ نیز دنیا کا اس برتاؤ میں یہ نفع ہے کہ ایسے شخص کے معاملہ سے لوگ خوش ہوتے ہیں اور تجارت خوب چلتی ہے۔ لوگوں کا رجوع ایسے معاملے کرنے والے کی طرف بہت ہوتا ہے اور بعض اوقات خوش ہو کر دعا بھی دیتے ہیں۔ واقعی بات یہ ہے کہ شریعت پر عمل کرنے والا دین و دنیا میں گویا کہ بادشاہ ہو کر رہتا ہے اور بڑی راحت سے گذرتی ہے اس سے بڑھکر خوش نصیب کون ہے کہ جس کو دارین کی برکتیں حاصل ہوں اور خدا کے نزدیک اور اکثر لوگوں کے نزدیک بھی محبوب اور عزیز ہے۔ ورواہ البخاری بلفظ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع واذا اشتری واذا اقتضی۔ **حدیث**(۱۷) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم زیادہ قسم کھانے سے بیچنے میں (یعنی اس خیال سے کہ ہمارا مال خوب بکے بہت قسمیں نہ کھاؤ۔ کیونکہ زیادہ قسم کھانے میں کوئی نہ کوئی قسم ضرور جھوٹی نکلے گی اور پھر اس سے بے برکتی ہوتی ہے اور اللہ کے نام کی بے ادبی ہوتی ہے ہاں کبھی اگر ایسا کرو تو مضائقہ نہیں) اس لئے کہ تحقیق وہ (کثرت سے قسم کھانا) رواج دیتا ہے (مال کو اور لوگوں کو قسم کی وجہ سے مال کے متعلق جو امور ہوتے ہیں ان کا اعتبار آجاتا ہے) پھر بے برکت

[1] رواہ ابراہیم الحربی فی غریب الحدیث من حدیث نعیم بن عبد الرحمن بلفظ تسعۃ اعشار الرزق فی التجارۃ ورجالہ ثقاۃ ونعیم ہذا قال فیہ الحافظ ابن مندۃ ذکر فی الصحابۃ ولا یصح وقال ابوحاتم الرازی و ابن حبان انہ تابعی فالحدیث مرسل قالہ العراقی ۱۲

[2] رواہ البیہقی مرسلا ۱۲

[3] ولفظہ ما اوحی الی ان اجمع المال واکون من التاجرین ولکن اوحی الی ان سبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین رواہ فی الحلیۃ مرسلا ابن مردویہ بسند فیہ لین ۱۲

کر دیتا ہے جس سے دین و دنیا کی منفعت سے محرومی ہوتی ہے۔ حدیث[۱۸] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کرنے والا بہت سچا (گفتگو میں اور برتاؤ میں بڑا امانت دار (قیامت میں) انبیاء اور صدیقین (یعنی جو بڑے بڑے خدا کے ولی ہیں اور جنھوں نے ہر قول اور ہر فعل میں اعلیٰ درجہ کی سچائی اختیار کی ہے اور اللہ میاں کی نہایت اعلیٰ درجہ کی اطاعت کی ہے) اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا یعنی ایسے تاجر کو جس کی یہ صفتیں ہوں جو بیان کی گئیں قیامت کے روز حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرات صدیقین رضی اللہ عنہم اور حضرات شہداء رحمہم اللہ تعالیٰ کی ہمراہی اور دوزخ سے نجات میسر ہوگی۔ اور ساتھ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ ان حضرات کے برابر رتبہ مل جائے گا بلکہ ایک خاص قسم کی بزرگی مراد ہے جو بڑوں کے ساتھ رہنے سے حاصل ہوتی ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی بزرگ کی دنیا میں دعوت کرے اور ان کے ہمراہ ان کے خادموں کی بھی ضیافت کرے۔ تو ظاہر ہے کہ اُن بزرگ کے کھانا کھانے کی جگہ اور اُن خدام کے کھانا کھانے کی جگہ نیز کھانا ایک ہی ہوگا لیکن جو درجہ ان لوگوں کے نزدیک ان بزرگ کا ہوگا وہ خادموں کا نہیں۔ مگر ہمراہی کا شرف وعزت نیز کھانے اور مکان میں شرکت کا میسر آنا ایک بہت بڑا کمال ہے جو خادموں کو حاصل ہوا ہے۔ خصوصاً جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی بہت بڑی دولت ہے۔ اگر فرض کرو کہ کھانا بھی میسر نہ ہو ہمراہی سے کچھ عزت بھی میسر نہ ہو فقط ہمراہی ہی میسر ہو۔ تو آپ سے محبت کرنے والے مسلمان کے لئے فقط آپ کا دیدار اور آپ کی ہمراہی ہی بڑی دولت ہے بلکہ دیدار تو بڑی چیز ہے آپ کا پڑوس ہی بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس دعاء متبرک کا مستحق ہونا ضرور مناسب ہے۔ حدیث[۱۹] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے گروہ تاجروں کے بیشک بیع ایسی چیز ہے جس میں (اکثر) لغو باتیں ہو جاتی ہیں اور قسم کھائی جاتی ہے پس ملالو اس میں صدقہ (یعنی لغو باتیں اور قسمیں کھانا بُری بات ہے لہٰذا صدقہ کرنا چاہیئے تاکہ اُن لغویات وغیرہ کا جو کہ بلا قصد صادر ہوگئی ہیں کفارہ ہو جاوے اور قلب میں جو کدورت پیدا ہوگئی ہے وہ جاتی رہے اور لغو سے مراد بیکار کلام ہے۔ حدیث[۲۰] میں ہے کہ تجارت کرنے والے قیامت کے روز فاجر اور گنہگار اُٹھائے جاویں گے مگر جو شخص ڈرا اور سچ بولا (اور خرید و فروخت میں کوئی گناہ نہ کیا تو وہ اس وبال سے بچ جاوے گا)۔

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور حصہ پنجم ختم ہوا

۱۸ رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲
۱۹ رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲
۲۰ رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲
۲۰ احادیث ترغیب وترہیب جو یہاں نقل کی گئی ہیں حافظ منذری سے ماخوذ ہیں ۱۲

ضمیمہ ثانیہ حصہ پنجم بہشتی زیور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب ۳۳ بلا ضرورت قرض کی مذمت سی وسہ

حدیث[۱]۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سُنا اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الۡکُفۡرِ وَالدَّیۡنِ (ترجمہ) میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کفر اور دَین (یعنی قرض) سے۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ کیا آپ قرض کو

کُفر کے برابر کرتے اور اس کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ (رواہ النسائی والحاکم وقال صحیح الاسناد)۔

حدیث۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قرض خدا کا جھنڈا ہے زمین میں جب وہ کسی بندہ کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اس کی گردن پر قرض کا بوجھ رکھدیتے ہیں۔ رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم قال الحافظ بل فیہ بشر بن عبید اللہ الدارسی۔

حدیث۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ ایک شخص کو اس طرح وصیت فرما رہے تھے کہ گناہ کم کیا کرو تم پر موت آسان ہو جائے گی۔ اور قرض کم لیا کرو آزاد ہو کر جیو گے۔ (رواہ البیہقی)

حدیث۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص لوگوں کا مال ادا کرنے کی نیّت سے لے حق تعالیٰ اُس کا قرض ادا کر دیتے ہیں۔ اور جو شخص لوگوں کا مال ضائع کرنے (اور مار لینے کی نیت سے) لے خدا تعالیٰ اُس کو تباہ کر دیتے ہیں۔

اس کو بخاری و ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمّت میں سے جو شخص قرض کے بارے میں لدجائے پھر اُس کے ادا کرنے میں (پوری) کوشش[۱] کرے پھر ادا کرنے سے پہلے مرجائے تو میں اس کا مددگار ہوں۔ رواہ احمد باسناد جید وابو یعلیٰ والطبرانی فی الاوسط۔

حدیث۔ میمون کُردی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں (جو صحابی ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عورت سے قلیل یا کثیر مقدار مہر پہ نکاح کیا اور اس کے دل میں عورت کا حق (مہر) ادا کرنے کی نیت نہیں (بلکہ محض) دھوکہ دیا۔ پھر بدون ادا کئے ہی مر بھی گیا تو وہ قیامت کے دن زنا کار بن کر خدا کے سامنے جائے گا۔ اور جس شخص نے کسی سے قرض لیا اور اس کے دل میں قرض ادا کرنے کی نیت نہیں (بلکہ محض) دھوکہ سے اس کا مال لے لیا پھر بدون ادا کئے ہی مر بھی گیا تو وہ خدائے تعالیٰ کے سامنے چور بن کر جائے گا۔ رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورواتہ ثقاۃ۔

حدیث۔ عمر بن شرید اپنے باپ سے (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوت والے کا ٹالنا اُس کی آبرو اور مال کو حلال کر دیتا ہے۔ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد)۔

(**ف**) یعنی جو شخص قرض ادا کرنے پر قادر ہو۔ اور پھر بھی ادا نہ کرے تو قرضخواہ اُس کی آبرو ریزی کر سکتا اور بُرا بھلا کہہ سکتا اور لوگوں میں اس کی بدمعاملگی مشتہر کر سکتا ہے۔ اور جس طریقہ سے ممکن ہو ظاہراً یا چھپ کر اپنا حق اُس سے وصول کر سکتا ہے۔

حدیث۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حق تعالیٰ تین شخصوں سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ ایک بڈھا زناکار۔ دوسرے مفلس تکبّر کرنے والا۔ تیسرے مالدار ظالم (جو قرضخواہوں پر ٹال مٹول کر کے

[۱] پوری کوشش کرنیکا مطلب یہ ہے کہ حوائج ضروریہ کے علاوہ اور کسی چیز میں صرف نہ کرے اور حوائج ضروریہ میں بھی حتی المقدور کفایت کر کے پیسے بچائے اور قرضخواہوں کو دیدے نیز اپنے گھر میں بھی جو چیزیں نہایت ضروری ہوں اُنکے علاوہ اور کچھ بھی نہ رکھے اتنی کوشش کرنیکے باوجود اگر قرض نہ ادا ہو سکے تو اس کیلئے یہ وعدہ ہے جو حدیث میں ذکر کیا گیا ۱۲

ظلم کرتا ہے)۔ رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وابوداؤد والنسائی والترمذی وابن حبان والحاکم وصححاہ۔

باب ۳۴	دعاء اَدائے قرض	سی وچہار

حدیث۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مکاتب آیا اور کہنے لگا کہ میں کتابت کی رقم ادا کرنے سے عاجز ہو گیا ہوں میری امداد کیجئے۔ فرمایا کہ میں تجھ کو چند کلمات (کی دعا)[1] نہ بتلادوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی ہے اگر تیرے اوپر کوہ ثبیر کی برابر بھی قرض ہوگا حق تعالیٰ ادا کر دیں گے۔ یوں کہا کر اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ (رواہ الترمذی واللفظ لہ وقال حسن غریب والحاکم وقال صحیح الاسناد)۔

حدیث۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل سے فرمایا کہ میں تم کو ایسی دعا[2] نہ بتلادوں کہ اگر تمہارے اوپر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اس کو بھی حق تعالیٰ ادا کر دیں گے۔ یوں کہا کرو اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَحْمَانَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ رَحِیْمَھُمَا تُعْطِیْھِمَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَمْنَعُ مِنْھُمَا مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَۃً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ۔

(رواہ الطبرانی فی الصغیر باسناد جید)

تمام شد بہشتی زیور حصہ پنجم معہ ضمائم

[1] یہ دعا بارہا کی آزمائی ہوئی ہے اور بہت کامیاب ہے۔ البتہ خدا پر بھروسہ اور اعتقاد ہونا ضروری ہے ۱۲ [2] یہ دعا بھی نہایت مجرب ہے۔ متعدد بزرگوں نے اسے آزمایا ہے بحمد اللہ سب کو کامیابی ہوئی ہے۔ احادیث میں ان دونوں دعاؤں کے لئے کوئی وقت یا عدد مقرر نہیں کیا گیا لہذا کم از کم ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھ لینا چاہئے۔ جو وقت نکال سکے اس سے زائد پڑھ سکتا ہے یا وقت مقرر کر کے پڑھ سکتا ہے ۱۲

دستور العمل تدریس حصہ چہارم و پنجم

(۱) ان دو حصوں میں نکاح اور طلاق اور ان کے تعلق کے مسئلے اور معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں اور چونکہ اہلِ حقوق کے حقوق ادا کرنے اور قرآن مجید کے صحیح پڑھنے کا واجب ہونا فقہ کی کتابوں میں اجمالاً مذکور ہے اسلئے ان دونوں کے احکام بھی اوپر کے مسئلوں کے علاوہ ان میں شامل کردیئے گئے ہیں۔

(۲) اِن دو حصّوں کے مسئلے کسی قدر باریک ہیں۔ اگر کم عمری یا کم فہمی کی وجہ سے باوجود سمجھانے کے بھی اچھی طرح نہ سمجھ سکیں تو مناسب ہے کہ تیسرے حصہ کے بعد ان دونوں کی جگہ چھٹا حصّہ وغیرہ پڑھادیں پھر سمجھ زیادہ ہوجانے کے بعد ان دونوں کو پڑھاویں۔

(۳) مسئلوں کا تختی پر لکھنا اور جو مسئلے شرمناک آخر حصہ چہارم میں بذیل سُرخی "مسائل ذیل کے پڑھانیکا طریقہ" درج ہیں ان کو چھوڑ دینا اور پھر موقع سے دوسرے وقت سمجھا دینا اور امتحان لیتے رہنا اور پڑھے ہوئے مسئلوں کے خلاف کرنے کی صورت میں روک ٹوک کرکے مسائل کے موافق عمل کرنے کی تاکید رکھنا وغیرہ۔ یہ سب امور جیسے پہلے حصّوں میں تھے اسی طرح ان دونوں میں بھی خیال رکھیں۔

(۴) نکاح خواں قاضی اگر نکاح کے مسائل یاد کرلیں تو نکاح پڑھانے میں غلطیاں نہ کریں اور جو عورتیں یہ مسائل جان لیں وہ اپنے اَن پڑھ شوہروں کو بھی سمجھادیں۔ تاکہ دونوں میاں بی بی نکاح میں فرق پڑنے کے گناہ سے بچیں۔ (۵) قرآن مجید کے صحیح پڑھنے کے قاعدوں کی عادت ڈالنے میں بہت ہی کوشش کریں تاکہ قرآن مجید کے غلط پڑھنے کے گناہ سے محفوظ رہیں۔ (۶) حقداروں کے حقوق کا بھی خیال کم ہوتا ہے اسلئے اسکی بھی دیکھ بھال رکھیں (۷) معاملات کے اکثر مسائل میں بے احتیاطی کرنیسے حق العباد کا مواخذہ ہوتا ہے اور روزی حرام ہوجاتی ہے جسکے کھانے سے نیک کاموں میں سستی اور بُرے کاموں کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اسواسطے ان مسئلوں کے سمجھانے میں اور ان کے موافق عمل کرانے میں بڑی کوشش کرنی چاہئے۔ گھر میں اور محلے میں جو لوگ اَن پڑھ ہوں ان کو بھی کبھی کبھی یہ مسئلے سُنا سُنا کر سمجھا دیا کریں تو نہایت ہی ثواب اور نفع حاصل ہو۔" (اشرف علی عفی عنہ)